دروس التبری

(احکام لعنت و آداب تبرا)

نگارش

نور محمد ثالثی

ناشر

مرکز الزہراء(ص) العلمی النجف الاشرف العراق

https://downloadshiabooks.com/

بسمہ تعالی

مشخصاتِ کتاب

اسم کتاب	:	دروس التبری (احکام لعنت و آدابِ تبرا)
نگارش	:	نور محمد ثالثی
نظر ثانی	:	حجۃ الاسلام مولانا سید شوکت عباس رضوی النجفی مدظلہ
تقریظ	:	آیۃ اللہ محقق علامہ شیخ حسن رضا الغدیری مدظلہ
کمپوزنگ	:	حجۃ الاسلام مولانا شیخ خضر عباس صاحب
سیٹنگ	:	حجۃ الاسلام مولانا سید علی عباس رضوی کراروی مدظلہ
ناشر	:	مرکز الزهراء العلمی نجف الاشرف العراق

https://downloadshiabooks.com/

فہرست

درس ۱ ـــــــــــ ۵
درس ۲ ـــــــــــ ۱۰
درس ۳ ـــــــــــ ۱۶
درس ۴ ـــــــــــ ۲۲
درس ۵ ـــــــــــ ۲۷
درس ۶ ـــــــــــ ۳۱
درس ۷ ـــــــــــ ۳۷
درس ۸ ـــــــــــ ۴۳
درس ۹ ـــــــــــ ۴۸
درس ۱۰ ـــــــــــ ۵۴
درس ۱۱ ـــــــــــ ۵۹
درس ۱۲ ـــــــــــ ۶۵
درس ۱۳ ـــــــــــ ۷۱
درس ۱۴ ـــــــــــ ۷۸
درس ۱۵ ـــــــــــ ۸۳
درس ۱۶ ـــــــــــ ۹۰
درس ۱۷ ـــــــــــ ۹۹

https://downloadshiabooks.com/

درس ۱۸_______________ ۱۰۶
درس ۱۹_______________ ۱۱۱
درس ۲۰_______________ ۱۱۶
درس ۲۱_______________ ۱۲۲
درس ۲۲_______________ ۱۲۸
درس ۲۳_______________ ۱۳۲
درس ۲۴_______________ ۱۳۸
درس ۲۵_______________ ۱۴۴
درس ۲۶_______________ ۱۴۹
درس ۲۷_______________ ۱۵۵
درس ۲۸_______________ ۱۶۱
درس ۲۹_______________ ۱۶۷
درس ۳۰_______________ ۱۷۲
درس ۳۱_______________ ۱۷۷
درس ۳۲_______________ ۱۸۵
درس ۳۳_______________ ۱۹۱
درس ۳۴_______________ ۲۰۰
درس ۳۵_______________ ۲۰۶

درس نمبر ۱

تبرا کا مفہوم:

کلمہ تبری کلمہ برائت سے ماخوذ ہے اور برائت کے معنی بیزاری، نفرت اور دشمنی ہے ابو ہلال عسکری نے کہا ہے کہ مادۃ 'برّاء'' قطع کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اسی لیے برائت کا مطلب ہے رابطہ توڑ لینا اور کسی قسم کا تعلق نہ رکھنا "اصله القطع و منه البراءة وهی قطع العلقة"[1]۔ اور اگر تبرِائتُ من فلاں کہیں گے تو اس کا معنی یہ ہو گا کہ میں نے طرف مقابل سے رابطہ منقطع کر لیا ہے اور اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے مطلب یہ کہ برائت و تبراء مکمل طور پر لاتعلقی بلکہ اظہار نفرت کا نام ہے لہذا جو لوگ دشمن سے اور خاص طور پر دشمنان خدا اور رسولؐ اور دشمنانِ ائمہ و مومنین سے کسی طرح کا ربط رکھتے ہوئے تبرا کے قائل اور برائت کو اپنے دینی فروع یا اصول میں سے شمار کرتے ہیں وہ دوسروں کو دھوکہ دینے کے بجائے اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور در حقیقت وہ تبری اور برائت کے لغوی معنی سے جاہل ہیں۔

اصل برائت ایک قلبی مسئلہ ہے جسے مختلف طریقوں سے اظہار کیا جاتا ہے اور دشمنی و بیزاری کا اظہار کبھی زبان سے تو کبھی ہاتھ سے اور کبھی ضرورت پڑ جائے تو دشمن سے جنگ و جدال کے لیے ہوتا ہے اس کے علاوہ برائت، تبرا بالکل محبت و موالات کے مقابل و نقطہ مخالف کو کہتے ہیں محبت میں محبوب سے اظہار امر مستحسن ہے تو برائت میں بھی دشمن سے نفرت و بیزاری

1۔ معجم مقاییس اللغۃ، ج۱، ص۶۲۳۔

https://downloadshiabooks.com/

اس کے کانوں تک پہنچانا چاہیئے تبھی دو متضاد معنی رکھنے والے الفاظ صحیح معنوں میں ایک دوسرے کے متضاد کہلائیں گے۔ یہ تو ہو گیا لفظی تضاد کے تقاضہ کا مسئلہ، لیکن یہ صرف لفظی پہلو کا حامل نہیں ہے بلکہ عرف و عقل اور شریعت بھی نیز فطرتِ انسانی بھی سرچشمہ بدی و برائی اور نقصان پہنچانے والی اشیاء و اشخاص سے عداوت و دشمنی اور نفرت و بیزاری کا اعلان و اظہار کرنے کا تقاضا کرتی ہے بلکہ نقصان دہ اور گمراہ کن عوامل سے تبرا لازم وواجب ہے۔

تبری نعرہ ہے یا ضرورت؟

دشمن خدا اور رسولؐ اور دشمنان ائمہ معصومین علیہم السلام سے بیزاری و برائت کا اظہار نعرہ و شعار بھی ہے اور ضرورت دین مذھب بھی ہے نہ صرف شعار و نعرہ کہہ کر اس رکن رکین سے مومنین کو غافل بنایا جا سکتا ہے اور نہ ہی صرف دین و مذہب کی ضرورت کا نام دے کر سکوت اختیار کیا جا سکتا ہے زبان و بیان سے جہاں ہمارا یہ نعرہ و شعار ہونا چاہیئے کہ اے اہل بیت علیہم السلام رسول خداؐ "انی سلم لمن سالمکم و حرب لمن حاربکم" میں اس سے مسالمت آمیز زندگی اور صلح و مصالحت رکھتا ہوں جو آپ کے ساتھ مصالحت رکھتا ہے اور جو آپ کے سامنے سر تسلیم خم ہے اور اس سے بر سر پیکار ہوں جو آپ کے خلاف حرب و ضرب میں پیش پیش رہا ہے وہیں یہی نعرہ اور شعار ہمیں دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے مسلح جنگ اور باقاعدہ محاذ آرائی کی دعوت دیتا ہے سلم ضد حرب ہے حرب یعنی جنگ، مومن کو چاہیئے کہ دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے جنگ و جدال کے لیے ہر وقت آمادہ رہے اور موقع کا انتظار کرے اور جب تک مسلم حرب و ضرب کا موقع نہیں آتا زبان و بیان سے دشمن سے بیزاری و تبرا کا اعلان کرتا رہے اور

https://downloadshiabooks.com/

مکمل طور پر دشمن کشی کا مقدمہ فراہم کرتا ہے زیارت معصوم کا یہ فقرہ صرف زبانی جمع خرچ کے لیے نہیں ہے بلکہ ہم مذھب اور حق و صداقت کی راہ پر گامزن مومنین سے ہم آہنگی و اتحاد کا اعلان ہے تو بیگانوں اور فاسد عناصر سے نفرت کا اعلان اور گمراہ اور گمراہ کن عناصر سے تبراء و بیزاری کا اعلان بھی ہے دین اسلام اور مذہب حقہ کے پیروکاروں کو کھوکھلے نعروں سے کوئی واسطہ نہیں ہے مکتب اہل بیت علیہم السلام کے دو بنیادی عنصر ہیں ایک کا نام محبت و مودت ہے تو دوسرے کا نام دشمنی و تبراءوبیزاری جسے امام باقر علیہ السلام نے عصمت مآب کلمات میں یوں بیان فرمایا ہے "هل الدين الا الحب والبغض"[2] کیا دین و دین داری محبت و دشمنی کے علاوہ بھی کچھ ہے۔

"والذين كفروا أولياءهم الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمات". عبدالله بن ابي يعفور قال: قلت لابي عبدالله: انی اخالط الناس فيكثر عجبی من اقوام لا يتولونكم ويتولون فلانا وفلانا، لهم امانة وصدق ووفاء واقوام يتولونكم ليس لهم تلك الامانة ولا الوفاء ولا الصدق، فاستوى ابو عبدالله عليه السلام جالسا فاقبل علیّ كالغضبان ثم قال عليه السلام لا دين لمن دان الله بولاية امام جائر ليس من الله ولا عتب على من دان بولاية امام عادل من الله، قلت: لا دين لأولئك ولا عتب على هؤلاء؟ قال عليه السلام: نعم لا دين لاولئك ولا عتب على هؤلاء، ثم قال عليه السلام ألا تسمع لقول الله عزوجل الله ولى الذين آمنوا يخرجهم من الظلمات الى النور "يعنی الظلمات الذنوب الى نور التوبة والمغفرة بولايتهم كل امام عادل من الله، و قال: "والذين كفروا أولياءهم الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمات" انما رعنى بهذا انهم كانوا على نور الاسلام فلما ان تولوا كل امام جائر ليس

2۔ تفسیر العیاشی، ج۱، ص۱۶۷۔

https://downloadshiabooks.com/

من اللہ عزوجل خرجوا بولایتھم من نور الاسلام الی الظلمات الکفر فاوجب اللہ لھم النار مع الکفار فاولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون"۔

تفسیر عیاشی میں آگے وارد ہوا ہے کہ:قلت الیس اللہ عنیٰ بھا الکفار؟ حین قال: والذین کفروا؟قال:فقالؑ: وای نورٍ للکافر وھو کافر؟!فاخرج منہ الی الظلمات"[3]۔

توجہ:انما یتعجب الانسان من الشیء اذا اعظم موقعہ و خفی علیہ سببہ فیخبر لیعلم موقع ھذا الشیء عندہ"اصول مستحکم ہیں فروع میں کمزوری ہے مومن غیر مومن ،موحد و مشرک کا مسئلہ ہے۔

"الطاغوت" الشیاطین ،أئمۃ الجور۔۔۔التعمیم اولیٰ،خرجوا بولایتھم : نفس ولایتھم ظلمۃ الکفر"۔

عن ابان بن عثمان عن ابی عبد اللہؑ قال : " اذا کان یوم القیامۃ نادی منادٍ من بطنان العرش این خلیفۃ اللہ فی ارضہ ؟ حضرت داؤد نبیؑ اٹھ کر کھڑے ہو جائیں گے تو پروردگار کی جانب سے ندا آئے گی کہ ہم نے آپ کو مراد نہیں لیا ہے"وان کنت للہ خلیفۃ" اگرچہ آپ بھی خلیفہ خدا تھے۔

دوبارہ آواز قدرت آئے گی تو امام امیر المومنین علیہ السلام کھڑے ہو جائیں گے پھر آواز قدرت آئے گی "یا معاشر الخلائق ! ھذا علی ابن ابی طالب خلیفۃ اللہ فی ارضہ و حجتہ علی عبادہ،فمن تعلق بحبلہ فی دار الدنیا فلیعلق بحبلہ فی ھذا الیوم "اور ان کے نور کی روشنی

3۔ تفسیر العیاشی،ج۱،ص۱۳۸۔

https://downloadshiabooks.com/

میں جنت کے درجات معلی تک جائے وہ سب کے سب کھڑے ہو جائیں گے جو امام علی علیہ السلام کی رسی کو دنیا میں مضبوطی سے تھامے ہوئے تھے اور جنت تک جائیں گے "ثم یأتی النداء من عند الله: الا من تعلق بامام فی دار الدنیا فلیتبعه الی حیث یذهب به فحینئذ یتبرا الذین اتبعوا من الذین تبعوا ....وقال الذین اتبعوا: لو ان لنا کرة فنتبرا منهم کما تبرءو منّا"[4]۔

درس نمبر ۲

4۔ امالی للشیخ طوسی، مجلس ۳، ص ۶۳۔

https://downloadshiabooks.com/

سوال: کیا دشمنان انبیاء وائمہ علیہم السلام پر لعنت بھیجنا بہت ضروری ہے؟ اور کب تک ؟ کیا معاف کر دینا شیریں عمل اور لذت بخش کام نہیں ہے؟ آخر کیوں لعن طعن اور تبراء پر اس قدر تاکید کی گئی ہے؟

جواب: انبیاء ومرسلین علیہم السلام ہوں یا حضرات معصومین علیہم السلام ،ان بزرگواروں پر ڈھائے گئے ظلم وستم ایک محدود زمانہ سے مختص نہیں تھے کہ ان کے ظلم وستم کے مقابل چند روز لعن طعن کر کے چھوڑ دیا جائے بلکہ ان کے ظلم وستم کے آثار اور برے اثرات آج بھی مرتب ہو رہے ہیں آج مسلمان معاشرہ کو جس بدبختی و شقاوت نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے یہ سب انہیں ملعونوں کے ظلم وستم اور غصب حقوق معصومین علیہم السلام کی وجہ سے ہے۔

آج ہم ظالموں جباروں پر جو لعن طعن کرتے ہیں اور ان سے بیزاری و تبرا کرتے ہیں یہ کوئی صرف اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے نہیں ہے بلکہ ان ملعونوں کے باعث، مسلمان معاشرہ منحرف ہے اور قتل وخون نیز مسلمانوں کی عقب ماندگی و انحطاط کا باعث وہی ملاعین ہیں جنہوں نے اسلامی اقتدار کو اہل سے چھین کر اپنی چند روزہ ھوس اقتدار کو پورا کیا مگر ہمیشہ کے لیے ظلم وفساد کا بیج بو گئے ہم ان سے بیزاری و برات کا اعلان کر کے اوران کے اوپر لعن طعن کر کے دوسروں کو ان کے کرتوت سے آگاہ اوران کے کردار سے متنبہ اور انحراف سے بچانے اور راہ حق پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔

نیز خدا اور رسولؐ اور معصومینؑ و نبیین علیہم السلام کو اذیت پہنچانے والوں پر لعنت ملامت اور تبری کسی خاص زمان ومکان سے مخصوص نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کا صریحی حکم ہے کہ موذی

https://downloadshiabooks.com/

لوگوں پر دنیا میں بھی لعنت ہو اور آخرت میں بھی لعنت ہو اور تبرا کا یہ سلسلہ ہر دور میں چلتا رہے وہ قرآن جو کہ ہر دور و زمان کے لیے ھدایت کی کتاب ہے کسی زمانے سے مختص نہیں ہے اس میں صریحی طور پر اعلان کیا جا رہا ہے کہ " ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ" کیا اس صریحی آیت سے بھی زیادہ صریح تر کوئی آیت ہو سکتی ہے جس میں دشمنوں پر لعن طعن اور ان سے بیزاری و برائت کا اظہار دنیا میں محدود نہیں رکھا گیا ہے سورہ احزاب کی اس آیت میں اذیت کا تعلق صرف خدا سے نہیں بلکہ رسول خداؐ سے بھی ہے اور آنحضرتؐ نے صاف لفظوں میں اپنے اہل بیت علیہم السلام سے بغض و عناد رکھنے والوں ان پر ظلم و ستم کرنے والوں اور ان کی اذیت کا باعث بننے والوں سے اذیت اٹھانے کا تذکرہ کیا ہے متعدد روایات میں آپؐ نے اپنے اہل بیت علیہم السلام کی فرد فرد کو تکلیف پہنچانے والوں کو لعن طعن اور برائت کا اعلان کیا ہے اور اہل بیت علیہم السلام سے دشمنی رکھنے والوں ،ان کو ستانے والوں کو شدید لعن طعن کی ہے اور ان سے اپنی دشمنی کا اعلان کیا ہے۔اور جہاں تک بخشش و عفو کا تعلق ہے تو ہمارے معصومین علیہم السلام نے اس کی بڑی تاکید کی ہے مگر جو شخص یا جو لوگ ضلالت و گمراہی اور ہمیشہ کے انحراف اور ملیونوں انسانوں کی بدبختی و شقاوت کا باعث بنے ہیں وہ ان کی عفو و بخشش سے خارج ہیں بلکہ خود ان کریموں نے ان خبیثوں پر لعنت کی ہے۔

نماز جنازہ اور تبرا:

https://downloadshiabooks.com/

مرحوم ثقۃ الاسلام کلینیؒ نے کتاب کافی میں کتاب الجنائز کے باب الصلاۃ علی الناصب میں سات روایتیں نقل فرمائی ہیں پہلی روایت میں رسول خداؐ کا تبرا اور دوسری، تیسری روایت میں امام حسین علیہ السلام کا تبرا ذکر کیا ہے اور بعد کی روایتوں میں امام باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام کی مخالفین کی میت پر لعن طعن اور تبرا کا ذکر ہے۔

سورہ توبہ کی آیت "۸۴" نازل ہو چکی تھی جس میں خداوند متعال نے اپنے رسولؐ کو کافروں، فاسقوں اور منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کر دیا تھا اور قبر پر دعا کے لیے کھڑے ہونے سے بھی روک دیا تھا لیکن دوسری آیت میں اپنے رسولؐ کو اختیار دے دیا تھا کہ آپ کسی منافق کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اور چاہے ستر بار بھی استغفار کریں خداوند متعال منافقوں کو بخشنے والا نہیں ہے اس آیت کریمہ سے رسول خداؐ نے فائدہ اٹھاتے ہوئے رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی سلول کی نماز جنازہ پڑھائی جونہی آپ اس ملعون کی نماز جنازہ کے لیے کھڑے ہوئے پیچھے سے ملعون ثانی نے گستاخی کی اور آپ کی رداء کو کھینچ کر کہا کہ کیا اللہ نے آپ کو منافق کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع نہیں کیا ہے؟ جناب رسول خداؐ خاموش رہے دوسری مرتبہ ثانی نے کہا کیا آپ کو خدا نے منافق کی قبر پر کھڑے ہونے سے منع نہیں کیا ہے؟ اس دفعہ رسول خداؐ خاموش نہیں رہے اور آپ نے نماز کے بعد ارشاد فرمایا" ویلك و ما یدریك ما قلت" ویل ہو تم پر تجھے کیا پتہ کہ میں نے کیا کہا ہے اس کے بعد جناب رسول خداؐ نے منافق کی نماز جنازہ میں جو دعا بلکہ یوں کہا جائے کہ جو بد دعا کی تھی کھل کر ملعون ثانی کو بتا دی بقول امام صادق علیہ السلام جناب رسول خداؐ ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن ایک منافق دوسرے منافق کی بد دعا کے ظاہر ہونے کا سبب بن گیا جناب رسول خداؐ نے ملعون ثانی سے کہا" انی قلت: اللھم احش جوفه ناراً واملأ قبره ناراً

https://downloadshiabooks.com/

اصلہ ناراً۔" "میں نے عبد اللہ بن سلول پر دعا نہیں بد دعا کی ہے اور کہا ہے: خدایا! عبد اللہ بن سلول کے شکم کو آگ سے بھر دے خدایا اس کی قبر کو آگ سے بھر دے خدایا اس کو واصل جہنم کر دے" گویا رسول خداؐ فرمانا چاہتے ہیں کہ اللہ نے مجھے دعا کے لیے منع کیا ہے بد دعا اور تبرا کے لیے منع نہیں کیا ہے منافق سے تبرا بھی منافق پر بد دعا کرنا رسول خداؐ کی سیرت و سنت ہے[5]۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "فابدا من رسول اللہ ما کان یکرہ" عمر بن خطاب کی وجہ سے رسول خداؐ کو وہ چیز بیان کرنا پڑی جسے آپ ناپسند کرتے تھے مکروہ جانتے تھے ایک منافق پر لعن طعن اور واصل جہنم کی بد دعا سیرت رسول خداؐ ہے تو پھر سربراہان نفاق پر لعن طعن اور ان سے بیزاری و برائت تو بطریق اولیٰ جائز ہے اگر ملعون ثانی کو منافقین کے سلسلہ میں رسول خداؐ کے اختیار کا علم ہوتا تو شاید اعتراض نہ کرتا لیکن اسے ناسخ و منسوخ آیتوں کا کہاں سے علم ہو گا جب ایک سورہ بقرہ کے حفظ میں بارہ سال بیت گئے اور بیٹے نے ۸ ہی سال میں حفظ سورہ بقرہ کر لیا تھا جن کو الفاظ قرآنی کے معانی سمجھنے میں دقت پیش آرہی تھی ان سے تاویل و تفسیر ،ناسخ و منسوخ کی اطلاع کی توقع بے جا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا بیان ہے کہ ایک روز زمانہ حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام میں ایک منافق مر گیا تھا امام حسین علیہ السلام اس کے جنازے کے ہمراہ چل رہے تھے کہ آپ کا ایک غلام ادھر سے گزر رہا تھا آپ نے اس کو بلایا اور پوچھا کہ کہاں بھاگ رہے ہو تو اس نے عرض کیا "افرّ من جنازۃ ھذا المنافق ان اصلی علیھا" مولا میں اس منافق

5۔ الکافی، ج۳، باب الصّلاۃ علی الناصب، ح۱، ص۱۸۸۔

https://downloadshiabooks.com/

کی نماز جنازہ نہ پڑھنی پڑے اس لیے فرار کر رہا ہوں میں اس کی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہونا چاہتا تو امام حسین علیہ السلام نے اس غلام سے فرمایا "انظر ان تقوم علی یمینی" ٹھہر واور کوشش کرو کہ میرے داھنی جانب نماز جنازہ میں شریک ہو جاؤ "فما تسمعنی اقول فقل مثله" اور جو تم مجھ سے سنو وہی دھراؤ اس غلام نے امام علیہ السلام کی بات مان لی اور نماز جنازہ کے لیے امام حسین علیہ السلام کے داھنی جانب کھڑا ہو گیا۔

جب ولی میت نے نماز جنازہ کی تکبیر کہی اور آواز سے نماز جنازہ پڑھانے لگا تو امام حسین علیہ السلام نے تکبیر کہی اور فرمایا "الله اکبر اللهم العن فلاناً عبدك الف لعنة مؤتلفة" خدایا اپنے اس بندے پر پے در پے ایک ہزار لعنت کر خدایا اپنے اس بندے کو اپنے دیگر بندوں اور علاقوں میں خزی و عار کا لباس پہنا دے اور اس کو جہنم کے حوالے کر دے اور اسے اپنے شدید عذاب کا مزہ چکھا دے "فانه کان یتولی اعدائك" اس لیے کہ یہ تیرا منافق بندہ تیرے دشمنوں کی محبت کا دم بھرتا تھا "و یعادی اولیائك" اور تیرے اولیاء بندوں سے دشمنی کرتا تھا "و یبغض اهل بیت نبیك" اور تیرے نبیؐ کے اہل بیت علیہم السلام سے نفرت و بغض رکھتا تھا[6]۔

جیسے جیسے امام حسین علیہ السلام جملہ ارشاد فرماتے جاتے تھے ویسے ویسے وہ غلام امام علیہ السلام کی بات کو دھراتا جاتا تھا لہذا ہم بھی اگر کہیں کسی دشمن اہل بیت علیہم السلام کی نماز جنازہ میں شرکت پر مجبور ہو جائیں یا مصلحتاً یا تقیۃ ہمیں کسی ملعون کی نماز جنازہ پڑھنی پڑ جائے تو چوتھی تکبیر میں یہی دعا بلکہ بد دعا کریں جو امام حسین علیہ السلام نے کی ہے اور اس جیسی دیگر مشابہ

6۔ الکافی، ج ۳، باب الصّلاۃ علی الناصب، ح ۲، ص ۱۸۸۔

https://downloadshiabooks.com/

بد دعاؤں کو پڑھیں کسی منافق یا دشمن اہل بیت علیہم السلام کے حق میں کبھی کوئی خیر خواہی یا دعا طلبی نہ کریں اور اگر حقیقت حال کا علم نہ ہو مثال کے طور پر مرنے والا مستضعف تھا سنی تھا مگر پتہ نہیں دشمن اہل بیت علیہم السلام بھی تھا یا نہیں یا خاص طور سے مخالفین کے جہلاء اور خواتین اور بچوں کی نماز جنازہ میں شریک ہونا پڑ جائے تو پھر اس بد دعا کے بجائے وہ کلمات دھرائیں جو امام باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام سے مروی ہیں یعنی مبہم دعا یا بد دعا کے فقرات کو استعمال کریں اور کوئی ضروری نہیں ہے کہ عربی زبان میں ہو بلکہ اپنی زبان میں دعا یا بد دعا کر سکتے ہیں جناب محمد بن مسلم کی امام باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام سے نقل کردہ دعا کے فقرات ملاحظہ ہو "اللھم املأ جوفه ناراً و قبره ناراً و سلط علیه الحیات والعقارب" پھر جناب محمد بن مسلمؒ اپنے ساتھ پیش آئے واقعہ کو یوں نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ بنی امیہ کی ایک عورت مر گئی تھی جو بڑی بد تمیز اور بری عورت تھی تو امام باقر علیہ السلام نے اسی طرح بد دعا کی تھی تو اس پر محمد بن مسلم نے سوال کر لیا تھا کہ مولی کیا اس عورت کو ان بدعاؤں سے عذاب پہنچے گا اور اسے درد عذاب مرنے کے بعد احساس ہو گا تو امام باقر علیہ السلام نے فرمایا تھا " نعم شدیداً " ہاں ہاں اسے سخت و شدید عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا مطلب یہ کہ مرنے کے بعد بھی جسم بے جان پر بد دعا سے روح کو سخت عذاب ملتا ہے[7]۔

درس نمبر ۳

7۔ الکافی، ج۳، باب الصلاۃ علی الناصب، ح۵، ص۱۸۸۔

https://downloadshiabooks.com/

برائت و تبرا کب سے کب تک:

تبراء کا آغاز روایات اہل بیت علیہم السلام کی روشنی میں بچے کی نام گذاری سے شروع ہوتا ہے دشمنان خدا سے اظہار نفرت، مومنین کو اپنے بچوں کے نام گذاری سے شروع کرنا چاہیئے کیونکہ ناموں کے اثرات بچوں کے کردار پر مؤثر واقع ہوتے ہیں یعقوب سراج کو امام کاظم علیہ السلام نے گھوارے سے ہی مامور کیا تھا کہ اپنی بیٹی کے نام بدل دو کیونکہ تم نے جو نام اپنی بیٹی کا رکھا ہے اس نام سے خدا تبراء کرتا ہے خداوند متعال کو اس نام سے بھی نفرت ہے یعقوب سراج نے تاریخ اسلامی کی ایک نام نہاد خلیفہ زادی، (جھانسی کی رانی کی طرح) خلافت کی رانی کے نام پر موسوم کیا تھا خدا اور رسولؐ ائمہ علیہم السلام اور مومنین کی لعنت ہو اس نام کی مصداق پر۔

زندگی کے آخری سانس تک ہر مومن کو دشمنان خدا و رسولؐ اور دشمنان ائمہ علیہم السلام سے بیزاری و برائت کا اظہار کرنا ہے بلکہ مرنے کے بعد تلقین کی شکل میں مومن کو جن کلمات کی یاددہانی کرائی جاتی ہے اس میں جہاں تولا کا ذکر ہے وہاں دشمنان خدا سے بیزاری و برائت کی بھی تلقین ہونی چاہیئے۔

علامہ سید ھاشم بحرانیؒ کی معاد و قیامت کے حوالہ سے ایک بہت بہترین اور جامع کتاب ہے جس کا نام ہے معالم الزلفیٰ اس کی دوسری جلد کے صفحہ ۱۷۵ پر علامہ نے ایک باب قرار دیا ہے جس کا نام ہے ''پل صراط سے کوئی نہیں گذر سکتا سوائے اس کہ جس کے ہاتھ میں ویزہ ہوگا اور اس ویزہ میں ولایت امیر المومنین علیہ السلام مکتوب ہوگی'' اس باب میں امام صادق علیہ السلام کی

https://downloadshiabooks.com/

روایت کے فقرے یہ ہیں" لا یجوز علیه الا من کان معه براٴة "[8] سائل محمد بن حمران نے پوچھ لیا یہ برائت کیا ہے تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا "ولایة علی ابن ابی طالب والائمة من ولدہ" دوسری روایت رسول خداؐ سے ہے جس میں یوں وارد ہوا ہے "لم یجز علیه الا من معه جواز فیه ولایة علی علیہ السلام" ابن عباسؓ نے رسول خداؐ نے پوچھا کہ کیا جہنم کا بھی کوئی پروانہ ہو گا "قلت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواز؟ قال نعم قلت، ما هو قال: حب علی بن ابی طالب علیہ السلام"[9] اس سے بھی بالاتر ابن عباس سے سنیوں نے نقل کیا ہے صراط پر رسول خداؐ اور جبرئیلؑ کھڑے ہوں گے " فلا یجوز احد الا من کان معه برائة من علی بن ابی طالب علیہ السلام" سنیوں ہی سے ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ " لم یجز علیه الا من کان معه کتاب ولایة علی بن ابی طالب علیہ السلام" ایک اور روایت سنی میں ہے "الا من معه جواز من علی علیہ السلام"[10]۔

ان ساری روایتوں کا ماحصل یہ ہے کہ وہ نوشتہ وہ پروانہ صرف پروانہ ولایت امیر المومنین علی علیہ السلام نہیں ہو گا ادھورا پروانہ چھوڑ کر پھینک دیا جاتا ہے عطا کرنے والے مولا امیر المومنین علیہ السلام ہوں گے تو ادھورا کیسے ہو گا دیکھنے والے جبرئیلؑ اور رسول خداؐ ہوں گے تو کوئی بیچ کے ادھر ادھر جائے گا کیسے وہ نوشتہ وہ پروانہ جنت صرف ولایت ائمہ طاہرین علیہ السلام پر مشتمل نہیں ہو گی بلکہ علامہ شاذان بن جبرئیل قمی کی کتاب الفضائل اٹھا کر دیکھ لیجیے جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے " لا یجوز احد علی الصراط الا ببرائة من اعدا علی علیہ السلام" بغیر

8۔ بحار الانوار، ج ۳۶، ص ۷۲، ح ۲۳۔

9۔ مناقب آل ابی اطالب، ج ۲، ص ۷۔

10۔ تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۳۵۵۔ تاریخ دمشق، ج ۴۴، ص ۲۵۴۔

https://downloadshiabooks.com/

دشمنانِ علی علیہ السلام سے تبرا کئے ہوئے پل صراط کو پار کر کے کوئی جنت میں نہیں جا سکتا ہے جنت میں داخلہ کے لیے لاسٹ چیک پوسٹ "بر عمر لعنت" ہے۔

عداوت، لعنت اور برائت میں فرق:

۱۸ ذی الحجہ ۱۱ھ کو رسول خداؐ نے میدان غدیر خم میں تمام حاضرین کے مجمع میں جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت و جانشینی کا اعلان کیا اور انکے چاہنے والوں سے رضایت اور مخالفوں سے برائت کا اعلان کر دیا واقعہ غدیر تولی کا مرکز تو ہے ہی تبرا کا سنٹر بھی ہے محوری و مرکزی ذات جس سے عقیدت، تولیٰ ہے اور جس سے عداوت تبراء ہے وہ امیر المومنین علی علیہ السلام کی ذات ہے۔

اس روز ایک دعا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وارد ہوئی ہے جس میں دین آل محمد علیہم السلام کی توصیف میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر مومن کو چاہیئے کہ اس عظیم عید کے دن اپنے دین کی تجدید کرے اور بارگاہ خداوندی میں گواہی دے کہ جن جن چیزوں کے محمد و آل محمدؐ پابند ہیں یعنی جو دین ان کا ہے وہی ہمارا دین ہے اور جو کچھ وہ بزرگوار کہتے ہیں وہی ہم بھی کہتے ہیں اس اجمالی اقرار و اعتراف کے بعد ایک بار پھر اس دعا میں وارد ہوا ہے کہ (۱)ما قالوا به قلنا (۲)و ما دانوا به دنّا۔(۳) وما انکروا انکرنا۔(۴) و من والوا والینا"۔ جس چیز کے اہل بیت علیہم السلام قائل ہیں اسی چیز کے ہم بھی قائل ہیں، جن جن چیزوں کے اہل بیت علیہم السلام دین دار ہیں دین کا حصہ سمجھتے ہیں انہیں چیزوں کے ہم بھی دین دار اور پابند ہیں جن جن چیزوں کے اہل بیت علیہم السلام منکر ہیں ان ان چیزوں کے ہم بھی منکر

https://downloadshiabooks.com/

ہیں اور جن لوگوں سے اہل بیت علیہم السلام محبت والفت رکھتے ہیں ان تمام لوگوں سے ہم بھی الفت ومودت رکھتے ہیں ان چار اعتراف و اقرار کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمد وآل محمدؐ ہم اسی پر اکتفاء نہیں کرتے ہیں بلکہ منزل برائت اور مقام عداوت لعنت اور تبرا میں آپ حضرات جن سے عداوت کرتے ہیں جن پر لعنت کرتے ہیں جن سے تبراء کرتے ہیں ہم آپ کے چاہنے والے بھی ان سے عداوت کرتے ہیں ان پر لعنت کرتے ہیں ان سے تبرا کرتے ہیں[11]۔

واضح سی بات ہے کہ عداوت دل میں ہوتی ہے لعنت دل کے ساتھ زبان سے ہوتی ہے اور تبراء دل سے دشمنی سے آگے بڑھ کر اور زبان سے اظہار بیزاری ولعنت سے آگے برملا طور پر دشمنوں سے کھل کر تبراء اظہار دشمنی کا نام ہے مخالفت قلبی، مخالفت لسانی سے بالاتر دشمنان اہل بیت علیہم السلام تک دشمنی وعداوت پہنچانے کا نام تبراء ہے۔

یقیناً عداوت و دشمنی کا تعلق دل سے ہے اور لعنت کا تعلق زبان سے ہے جسے خلوت و جلوت دونوں میں انجام دیا جاسکتا ہے لیکن پیغمبر خداؐ نے سورہ برائت کو مشرکین کے درمیان بھیج کر واضح کر دیا ہے کہ برائت و تبراء کا محل و مقام مخالفین ومشرکین کے درمیان ہونا چاہیئے اور اس کے رد عمل کو سہنے کی ہمت ہونی چاہیئے اسی لیے خدا کے حکم سے رسول خداؐ نے نااہل کو واپس بلالیا اور اہل کو روانہ فرمایا جس کی شان یہ ہے کہ وہ تبراء کا حق ادا کر کے واپس ہو گا کام کو پایہء تکمیل تک پہنچائے بغیر مڑ کے دیکھے گا بھی نہیں۔

11۔ بحار الانوار، ج۹۵، ص۳۰۰۔

https://downloadshiabooks.com/

نا اہل نے مقام روحاء پر جو کہ مدینہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر ہے اہل سے سوال کر لیا کیا میرے بارے میں کچھ نازل ہوا ہے جو رسول خداؐ نے مجھے تبرائی آیات کی تبلیغ سے معزول کر دیا ہے مولا نے جواب میں وہاں اسے منہ نہیں لگایا صرف اتنا کہا: "سیخبرك رسول الله" جا تجھے رسول خداؐ خود ہی بتا دیں گے چور کی داڑھی میں تنکا ہوتا ہے بزم رسالت میں پہنچتے ہی پوچھتا ہے اے اللہ کے رسولؐ! کیا آپ مجھے صحیفہ تبراء کو پہنچانے کا اہل نہیں سمجھتے؟ رسول خداؐ نے جواب دیا خداوند متعال نے چاہا کہ صرف حضرت علی علیہ السلام پیغام برائت کی قریش اور مشرکین کے درمیان تبلیغ کے فریضہ کو انجام دیں اس جواب کو سن کر ملعون کو چپ بیٹھنا چاہیئے تھا لیکن ملعون نے بڑا احتجاج کیا بقول امام باقر علیہ السلام "فاکثر ابو بکر علیه من الکلام" ابو بکر نے بڑی بکواس کر ڈالی اب تاریخ میں مجھے نہیں ملا کہ اس کا اعتراض رسول اللہؐ کے اوپر تھا یا مولی امیر المومنین علیہ السلام کی کم سنی پر تھا یا اپنی سینیارٹی جتا رہا تھا لیکن جب اس نے کچھ زیادہ ہی بکواس کر ڈالی تو رسول خداؐ نے فرمایا" کیف تؤدیها وانت صاحبی فی الغار" تو کیسے پہنچائے گا جبکہ تو وہی ہے جو غار حراء میں میرے ساتھ تھا؟ یہ جملہ سنتے ہی سناٹے میں آگیا ہے اور کچھ نہیں بولا، جانتے ہیں کیوں؟ رسول خداؐ نے اس کے منہ پر تبرا کر دیا تھا اپنے ضر معظم کی شجاعت کا قصیدہ پڑھ دیا تھا! غار میں بے چین تھے جبکہ کوئی ایک دشمن یا دوست ہمارے بارے میں نہیں جانتے تھے اور تو وہاں رو رہا تھا تو عرفات و منیٰ میں حج اکبر کے روز لوگوں کے درمیان کیا خاک تو تبرا کرے گا[12]۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے تین تین لفظ استعمال کر کے صرف مترادف الفاظ کو دعا کا حصہ نہیں بنایا ہے یہ تفنن نہیں ہے بلکہ تینوں لفظ الگ الگ ہی رکھتے ہیں اور مومن کو غدیر خم

12۔ بحار الانوار، ج ۳۵، ص ۲۸۸۔

https://downloadshiabooks.com/

کے دن ان تینوں الفاظ کو زبان سے دہرا کر اقرار کرنا ہے کہ اے محمد وآل محمدؐ میں آپکے دشمنوں سے دشمنی بھی کرتا ہوں "من عادوا اعدائنا" اے محمد وآل محمدؐ میں آپکے دشمنوں سے دشمنی بھی کرتا ہوں "و من لعنوا لعناً" میں آپکے دشمنوں سے تبراء بھی کرتا ہوں "ومن تبرؤا منه تبرأنا منه"۔

اس دعا شریف میں تولیٰ کی کیفیت کے تذکرے کے ساتھ تبراء کی کیفیت کو اجاگر کیا گیا ہے اور پھر اسی دونوں رکن دینی پر ثابت قدم رہنے اور تولا و تبرا کے اصول پر پابر جا رہنے کی دعا کرتے ہوئے مومن اپنی زبان پر یہ اقرار و اعتراف کرتا ہے کہ اے خداوند متعال ہمیں دین مستقر اور ایمان ثابت سے ہمکنار فرما ہمارا دین و ایمان مستعار اور متزلزل نہ ہو ہماری حیات و ممات تولاء آل محمدؐ اور تبراء از دشمنان آل محمدؐ پر ہو کلمات صادق آل محمدؐ ملاحظہ ہوں میں آپکے دشمنوں سے دشمنی بھی کرتا ہوں کے کلمات ملاحظہ ہوں "اللهم فتمم لنا ذالك ولا تسلبناه، واجعله مستقراً ثابتاً عندنا ،ولا تجعله مستعاراً ،واحينا ما احييتنا عليه ،وامتنا اذا امتّنا عليه"[13]۔ یہ شریف دعاء، دعاء غدیر کے نام سے ادعیہ و زیارات کی کتابوں میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے وارد ہوئی ہے اور علامہ مجلسیؒ نے اپنی عظیم کتاب بحار الانوار کی ،ج۹۵ کے صفحہ ۲۹۸ پر بھی نقل فرمایا ہے۔

13۔ اقبال الاعمال سید ابن طاؤوس، ص ۴۷۳

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۴

ابراہیم ثقفی اور تبرا:

جناب مختار کے چچا سعید بن مسعود ثقفی کی نسل سے 283ھ میں رحلت کرنے والی عظیم تاریخی شخصیت صاحب کتاب الغارات علامہ شیخ ابراہیم بن محمد ثقفی کوفی جو کہ پہلے زیدی شیعہ تھے لیکن بعد میں دوازدہ امامی شیعہ ہو گئے آپ نے الغارات کے علاوہ ایک اہم کتاب المعرفۃ لکھی جس کے دو حصے تھے ایک تولی سے مربوط تھا جس میں آپ نے ائمہ طاہرین علیہم السلام کے مناقب و فضائل تحریر کیے تھے اور دوسرے حصہ میں اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں کے مثالب اور خاندان رسول خداؐ کے ظالموں کے کرتوت جمع کیے تھے۔ غیبت صغریٰ کے یہ عظیم محدث اپنی کتاب کو کوفہ کے اندر موجود ارباب علم و دانش کے سامنے پیش کرتے ہیں تو وہاں کی فضاء کے خیال سے بعض لوگ ابراہیم ثقفی کو کتاب المعرفۃ کی نشر و اشاعت سے منع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کتاب کی ترویج تقیہ کے خلاف ہے اور مصلحت اسی میں ہے کہ آپ اس کتاب کو باہر نہ نکالیں حالانکہ کوفہ اس زمانہ میں شیعوں کا مرکز تھا اور کتاب معرفت کی نشر و اشاعت سے کوئی خاص رد عمل کا امکان نہیں تھا لیکن پھر بھی ڈرپوک یا مصلحت پسند لوگوں نے ابراہیم ثقفی کو اپنی کتاب معرفۃ کی نشر و اشاعت سے روکا تو آپ نے پوچھا "اىُّ البلاد ابعد من الشيعة"؟ اس وقت کون سا شہر شیعوں سے سب سے زیادہ دور ہے مطلب کس شہر میں شیعوں کے مخالفین اور دشمنان اہل بیت علیہم السلام اور خبیثوں کی کثرت پائی جاتی ہے؟ تو کہا گیا کہ اس وقت مخالفین اہل بیت علیہم السلام کا گڑھ اور شیعوں سے بیگانہ شہر، شہر اصفہان ہے یاد رہے کہ اس زمانہ میں

https://downloadshiabooks.com/

اصفہان خبیثوں کا ٹھکانہ اور مخالفین شیعہ کا مرکز تھا یہ جواب سن کر جناب ابراہیم ثقفی نے قسم کھائی کہ (میں اس کتاب کو نشر نہیں کروں گا اور اس کی نسخہ برداری نہیں کراؤں گا مگر اصفہان میں۔)

پھر کیا تھا جناب ابراہیم ثقفی نے کوفہ چھوڑ دیا اپنے وطن کو ترک کر دیا اور اصفہان کا رخ کیا اور سیدھے اصفہان پہنچ گئے اور وہاں پہنچ کر اپنی کتاب المعرفۃ کی نشر و اشاعت فرمائی جب قم کے بزرگوں جیسے شیخ احمد بن محمد بن خالد برنی صاحب المحاسن وغیرہ کو پتہ چلا تو کئی لوگ اصفہان پہنچے اور جناب ابراہیم ثقفی سے قم تشریف آوری کی گزارش کی لیکن جناب ابراہیم ثقفی نے قبول نہیں فرمایا اور تاحیات سنیوں کے مرکز اصفہان میں رہے اور وہیں ۲۸۳ ہجری میں رحلت فرما گئے۔

شاعر کہتا ہے:

"وبغض الذی عاداہ شرط لحبہ کما الطهر شرط فی الصلاۃ الفریضۃ"

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی محبت کے لیے ان سے دشمنی کرنے والے کا دل میں بغض و کینہ رکھنا شرط ہے ٹھیک اس طریقہ سے جس طرح فریضہ نماز میں طہارت شرط ہے۔

ابو خالد واسطی:

سورہ احزاب کی آیات ۵۷،۵۸ کی تفسیر میں عملی طور اذیت دینے کا ذکر " وهو آخذ بشعره" فقال ﷺ من آذی شعرۃ منك فقد آذانی و من آذانی فقد آذن الله و من آذن الله

https://downloadshiabooks.com/

فعلیہ لعنۃ اللہ"[14]۔

آخرت زیارت جامعہ صغیرہ "برئت من الجبت والطاغوت واللات والعزیٰ" ولعن اللہ ظالمیکم و غاصبیکم و لعن اللہ اشیاعھم و اتباعھم و اھل مذھبھم و ابراء الی اللہ والیکم منھم"

مجمع القضائح لارباب القبائح:

اپنے زمانے کی متقی و پارسا شخصیت ملا محمد کاظم ہزار جریبی شاگرد رشید استاد البشر وحید بھبھانیؒ ہیں ابو حمزہ ثمالیؓ نے امام سجاد علیہ السلام سے روایت کیا ہے جو شخص ایک مرتبہ جبت و طاغوت پر لعنت کرتا ہے خداوند متعال ہزار ہزار حسنہ، ہزار ہزار سیئہ، ہزار ہزار درجہ (امام باقر علیہ السلام نے بیان کیا تو آپ نے فرمایا بس بڑھا کر بتلاؤ صبح سے لے کر شام تک اور شام سے لے کر صبح تک نامہ ءاعمال میں کوئی گناہ لکھا نہیں جائے گا) امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اے ابو حمزہ یہ سب صحیح ہے اور خدا کی رحمت بڑی وسیع ہے۔

علی بن عاصم کوفی:

امام عسکری علیہ السلام کے پیروں پر گر پڑے بعض معجزات کے مشاہدہ کے بعد اور عرض کیا: نہ میں آپ کی نصرت کر پاتا ہوں نہ میرے اعمال کسی لائق ہیں سوائے آپ لوگوں سے مودت و محبت اور آپ لوگوں کے دشمنوں پر تبراء اور لعنت کے وہ بھی خلوت اور تنہائی میں تو

14۔ مجمع ۸ ص ۵۷۹، نور الثقلین، ۶، ص، ۵۸

https://downloadshiabooks.com/

بتلائیں میرا کیا حال ہو گا؟ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا! میرے پدر بزرگوار نے اپنے جد بزرگوار سے اور انہوں نے رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: جو شخص ہماری نصرت سے عاجز و ناتواں ہے اور اگر خلوت میں ہمارے دشمنوں کے اوپر لعنت کرتا ہے اس کی لعنت کی آواز کو خداوند متعال اس قدر تند و تیز کر دیتا ہے کہ سارے فرشتوں کے کانوں میں پڑتی ہے پھر وہ فرشتے دو کام کرتے ہیں۔۔نہ لعنت کرنے والوں پر لعنت کرتے ہیں۔ لعنت کرنے والوں کے گناہوں کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

ان فرشتوں کے حکم ملاحظہ ہوں: "اللهم صلی علی روح عبدك هذا الذی بذل فی نصرة اولیائه فهذه ولو قدر علی اکثر من ذلك الفعل" آواز قدرت آتی ہے: اے میرے فرشتہ میں نے تمہاری دعا کو قبول کیا ہے اس بندے کے حق میں، میں اس کی روح پر درود بھیجتا ہوں اور اسکی روح کو میں نے ابرار و برگزیدہ بندوں کی ارواح کے ساتھ محشور کر دیا۔۔اس کے اعمال امام حسن عسکری علیہ السلام کے مکارم الاخلاق۔

پہلی تبرائی آیت:

سورہ بقرۃ آیت ٦ " ان الذین کفروا سواء علیهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا یومنون" امام صادق علیہ السلام نے کفر کی پانچویں قسم کے بیان میں فرمایا کہ خداوند متعال نے جناب ابراہیم علیہ السلام کے قول کو قرآن کا جزو بنا دیا ہے انہوں نے اپنی قوم سے کہا" کفرنا بکم و بدا بیننا و بینکم العداوة والبغضاء ابداً حتی تومنوا بالله وحده"[15] یعنی تبراء نا

15۔ ممتحنہ،۴

https://downloadshiabooks.com/

منکم نتیجہ خود نکالیں کفر البرائۃ بیزاری از عمل کرتوت شیطان نہیں کہے گا کہ میں تم سے تبراء کرتا ہوں[16]۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: الذین کفروا، یعنی توحید خدا کا انکار نبوت نبیؐ کا انکار و صلیت علی اولادہ معصومین علیہم السلام کا انکار ان کے اوپر پر پڑھیئے کہ استغفار کریں یا نہ کریں یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے[17]۔

16۔ نور الثقلین 132

17۔ تفسیر امام حسن عسکری، ۳۳

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۵

امام باقر علیہ السلام اور تبرا:

جناب ابو حمزہ ثابت بن دینار ثمالی جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب خاص میں سے ایک ہیں اس بزرگوار نے کئی اماموں کا دیدار کیا اور متعدد احادیث ما سبق معصومین علیہم السلام اور اپنے زمانہ کے ائمہ طاہرین علیہم السلام سے اخذ کیں امام رضا علیہ السلام نے جناب لقمان سے اور امام صادق علیہم السلام نے جناب سلمانؓ سے تشبیہ دے کر ان کی عظمتوں کو سراہا ہے بزم ائمہ طاہرین علیہم السلام میں خاص منزلت کے حامل تھے ایک روز امام باقر علیہ السلام نے صریحی طور پر ابو حمزہ ثمالی سے فرمایا "ابرؤوا من خمسة" پانچ قسم کے لوگوں سے تبراء برائت کا اظہار اعلان کرو اور ان سے دوری بنائے رکھو پھر امام علیہ السلام گروہ مرجئہ، گروہ خوارج اور گروہ قدریہ کے بعد دو اور شخص و عنوان کو ذکر کیا ہے جو بڑی اھمیت کا حامل ہے امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں "والشامي والناصب" شامی اور ناصبی سے تبراء کرو آیت اللہ ھادی معرفت مرحوم تفسیر ابو حمزہ ثمالی کے حاشیہ شامی میں وضاحت میں فرماتے ہیں "أراد بالشامي كل قاسط من اصحاب معاوية" شامیوں کا سرغنہ پر ھند جگر خوارہ ابو سفیان کی ناجائز اولاد معاویہ سے تو تبراء کھلم کھلا ہونا ہی چاہیئے اس کلمہ شامی سے مراد ہر وہ ظالم و جابر اور راہ عدل و انصاف سے دور شامی ہے جو معاویہ کے لشکر میں شامل تھا۔

https://downloadshiabooks.com/

معاویہ علیہ الھاویہ سے تبراء جزو مسلک تشیع ہے علامہ ھادی معرفت کہنا چاہتے ہیں کہ اصحاب معاویہ سے بھی تبراء ہونا چاہیئے کیونکہ امام باقر علیہ السلام نے "الشامی" کہہ کر معاویہ کو تو مراد لیا ہی ہے اس کے لشکریوں کو شامیوں کو بھی الشامی میں داخل سمجھا ہے لہذا تبراء کا مرکز صرف معاویہ علیہ الھاویہ نہیں ہے بلکہ لشکر شامی کا ہر سپاہی اور معاویہ کے ہر حامی پر لعنت اور تبراء کرنا حکم امام باقر علیہ السلام ہے۔

اب اس حدیث کریمہ کی صریحی دستور اور علامہ ھادی معرفت جیسے بزرگواروں کے واضح بیانات کے بعد بھی کوئی معاویہ پرستی کا ثبوت دے تو پھر ہمیں اس شخص کو بھی داخل لشکر معاویہ سمجھنا چاہیئے ایسے گمراہ لوگ کھاتے علی علیہ السلام کے نام پر ہیں اور گاتے معاویہ علیہ الھاویہ کی ہیں اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ایسا تاریخ کے اوراق پر بہت سے مل جائیں گے۔

"والناصب"

امام باقر علیہ السلام نے ابوحمزہ ثمالیؒ کو حکم دیا ہے اور حکم بھی انفرادی نہیں ہے یعنی صرف ابوحمزہ سے متعلق نہیں ہے بلکہ ابوحمزہ ثمالیؒ کے نہج و طریق کو اپنانے والے ہر امام کے چاہنے والے کا یہ اسلوب ہونا چاہیے کہ معاویہ علیہ الھاویہ پر لعنت کرنے کے ساتھ ہر اس شخص سے تبراء کرے جس کا میلان اور جھکاؤ دشمنان اہل بیت علیہم السلام کی طرف ہوا اور وہ اپنے اخلاق و کردار سے اہل بیت علیہم السلام سے دشمنی کا اظہار کر رہا ہو یہ طے ہے کہ اہل بیت طاہرین علیہم السلام اس قدر پاک و پاکیزہ اور صفات حمیدہ و خصال محمودہ کے حامل ہیں کہ جلدی سے کوئی منحرف آپ حضرات کے اوپر طعن و تشنیع نہیں کرے گا اس لیے امام علیہ السلام نے فرمایا کلمۃ

https://downloadshiabooks.com/

الناصب کہہ کر چھوڑ دیا ہے یعنی ضروری نہیں ہے کہ وہ ہم اہل بیت علیہم السلام سے دشمنی کا پرچم اٹھائے ہو بلکہ اے ہمارے چاہنے والو تم سے بھی دشمنی پر اتا ولا ناصبی ہے تمہاری دشمنی کا اعلان کرنے والا بھی دشمن اور ناصبی ہے اور ناصبی سے اعلان تبراء اور اس کے اوپر کھل کر لعن طعن ہونا چاہیئے۔

ہر ناصبی چاہے وہ ناصیبت اہل بیت علیہم السلام کے مرض میں مبتلا ہو اور چاہے وہ ناصبیت شیعیان اہل بیت علیہم السلام میں مبتلا ہو ہمارا اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کا دشمن ہے اور دشمن کو گلے نہیں لگایا جاتا بلکہ موقع محل دیکھ کر گلا کاٹا جاتا ہے مذکورہ روایت ائمہ طاہرین علیہم السلام کے اصحاب کے ہاتھوں مرتبہ کردہ چار سو اصول میں سے ایک اصل علاء بن رزین کے صفحہ ۱۵۴ پر مذکورہ روایت مذکور ہے جو کہ کتاب الاصول الستۃ عشر میں درج ہے۔

لاعلمی کا تبرا:

عجلان ابی صالح کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے قبہ آدم علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا تو امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا یہ (اشارہ کیا شاید کسی ستارہ کی طرف) قبہ آدم علیہ السلام ہے اور اللہ کے پاس بہت قبے ہیں آگاہ ہو جاؤ کہ تمہارے مغرب کی جانب ۳۹ سفید زمین کی بستیاں ہیں جو خلائق الہی سے بھری پڑی ہیں "یستضیئون بنورنا" ان کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہمارے نور سے منور ہیں انہیں سورج چاند کے نور کی ضرورت نہیں پڑتی ان کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ "لم یعصوا اللہ طرفۃ عین" انھوں نے پلک جھپکنے بھر بھی کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی ہے ان کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ "لا یدرون أ خلق اللہ آدم

https://downloadshiabooks.com/

ام لم یخلقه" کہ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے یا نہیں اور ان کی آخری خصوصیت یہ ہے کہ "**یتبرؤون من فلان و فلان**" وہ سب کے سب **فلان فلان ملعون اور فلاب ملعون** سے تبراء کرتے ہیں۔

کسی نے بزم امامت میں سے یہ سوال کر لیا ہے اے مولا جب وہ لوگ یہی نہیں جانتے کہ حضرت آدم علیہ السلام خلق ہوئے ہیں یا نہیں تو وہ ان کی خبیث ترین اولاد فلان اور فلان سے تبراء کیونکر اور کیسے کرتے ہیں؟ سوال بجا اور بموقع تھا امام جعفر صادق علیہ السلام نے بجائے اس کے کہ تفصیل سے جواب دیں نقضی اجمال سے کام لیتے ہوئے فرمایا "**أ تعرف ابلیس قال لا**" کیا تم ابلیس کو پہنچانتے ہو؟ کہ وہ کہاں اور کیسا ہے کب خلق ہوا ہے اس کی شکل و صورت کیسی ہے وغیرہ سائل نے کہا کہ نہیں مولا میں اسے نہیں پہچانتا ہوں "**الا بالخبر**" ہاں تجھے قرآن اور معصومین علیہم السلام کے کلام کی صداقت پر یقین ہے اس لیے جانتا ہوں کہ ابلیس ہے تو امام علیہ السلام نے پوچھا کہ "**امرت باللعنة والبرائة منه**" کیا تمہیں ابلیس سے آشنائی نہ ہونے کے باوجود اس پر لعنت کرتے اور اس سے تبراء کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے؟ اس نے کہا ہاں مولا لعنت و برائت کا حکم دیا گیا ہے اس پر امام صادق علیہ السلام نے فرمایا "**فکذالك امر هولاء**" اسی طرح ۳۹ ملکوں کی ساری خلائق دونوں کتوں کی کیفیت سے آگاہ ہوتے ہوئے بھی تبرا اور لعنت پر مامور ہے اور وہ کر رہے ہیں صبح و شام ورد لعنت صبح و شام تبراء جاری رہتا ہے ابلیس کی ماھیت سے لاعلمی ہو تب بھی لعنت و تبراء لازم ہے[18]۔

18۔ بصائر الدرجات ۵۱۳

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ٦

منتظر مومنین اور تبرا:

حضرات ائمہ طاہرین علیہ السلام کے وہ چاہنے والے جو غیبت امام زمان علیہ السلام میں حضرت امام زمان علیہ السلام کے ارشادات کو اپنا دستور حیات قرار دے کر اس پر عمل پیرا ہیں اور امام علیہ السلام کے ظہور مسعود کا انتظار کر رہے ہیں انہیں دو کام پر بڑی پابندی کرنا ہے جس کے بغیر مومنین کو جنت میں رسول خداؐ کی ہم نشینی نصیب نہیں ہو سکتی ہے نبی کریمؐ نے حضرت امام زمان علیہ السلام کی غیبت میں ان کا انتظار کرنے والے مومنین کو خوشا بحال کہا ہے اور یہ بشارت دی ہے کہ اگر زمانہ غیبت کے مومنین اپنے زمانے کے امام کی پیروی کے ساتھ اور ان کے انتظار کرنے کے ساتھ تولیّٰ اور تبراء کرتے رہیں گے دوستان امام مہدی علیہ السلام سے الفت و مودت اور دشمنان قائم آل محمدؐ سے بیزاری و برائت کرتے رہیں گے تو وہ بروز قیامت میری امت کے مکرم و محترم ترین افراد کا خطاب پانے کے ساتھ ساتھ میرے یار ہوں گے یہ کلام رسول خداؐ شیعہ اور سنی دونوں کتابوں میں موجود ہے آنحضرتؐ ارشاد فرماتے ہیں "طوبیٰ لمن ادرك قائم اهل بيتي ،وهو يأتم به في غيبته قبل قيامه" خوشا بحال ان مومنین کے لیے جو میرے اہل بیت علیہم السلام کے قائم زمانہ کو درک کر لیں اور ان کے ظہور سے پہلے زمانہ غیبت میں ان کی پیروی کر رہے ہیں اس کے بعد جناب رسول خداؐ جو اہم امر کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں" و يتولیٰ اولياءه و يعادي اعدائه" حضرت قائم آل محمدؐ کے دوستوں اور چاہنے والوں سے محبت و الفت کرتا ہوں اور ان کے دشمنوں سے عداوت و دشمنی بیزاری و برائت کا اعلان کرتے

ہوں ظاہر ہے کہ اس وقت کی دنیا میں امام زمان علیہ السلام کا دشمن کون کون ہے اور کس کس قسم کے لوگ امام وقت کی دشمنی پر کمر کسے ہوئے ہیں ان سب سے تبراء مومن واقعی کی پہچان ہے آنحضرتؐ ان دونوں شرطوں کے بعد جزاء کا اعلان کرتے ہوئے مومنین کو بشارت دیتے ہیں " ذالک من رفقائی" ایسے لوگ میرے رفقاء اور احباب ہوں گے " و ذوی مودتی" اور میری خالص محبت والے ہوں گے اور میری عنایتوں کے شامل حال ہوں پھر فرماتے ہیں " و اکرم امتی علیّ یوم القیامة" زمانہ غیبت امام زمان علیہ السلام کے وہ مومنین جو پیروی امام زمان، انتظار قائم آل محمدؐ کے ساتھ تولیٰ اور تبراء کے دستور پر کاربند ہوں گے بروز قیامت صدر اسلام سے لیکر حجتؑ کی غیبت کے زمانہ تک کے تمام مومنین سے زیادہ رسول خداؐ کو پیارے مکرم اور محترم ہوں گے اور بروز قیامت حضرت رسول خداؐ بقیہ ادوار کے مومنین کی نسبت زمانہ غیبت کے مومنین پر زیادہ نظر عنایت کریں گے کیونکہ وہ لوگ نہ صرف ایمان باللہ و ایمان بالرسولؐ و ایمان الائمہ علیہم السلام کے حامل ہوں گے بلکہ غیبت کے سخت ترین دور میں حجت خداؑ کی پیروی کے ساتھ دو خطر ناک دستور پر بھی سختی کے ساتھ پابند ہوں گے اور وہ دو دستور یہی ہے کہ ایک تولیٰ یعنی امام زمان علیہ السلام کے تمام چاہنے والوں سے الفت و پیار چاہے وہ مزاج سے ہم آہنگ ہو یا نہ ہو اور ان کے دشمنوں سے بغض و عداوت اور اعلان برائت و بیزاری کرنا چاہے وہ اپنا رشتہ دار اور سگا ہی کیوں نہ ہو۔

حسن بن طریف امام حسن عسکری علیہ السلام کے صحابی تھے انھوں نے امام علیہ السلام کو خط بھی لکھ کر سوالات کیے ہیں ان تحریری سوالوں میں سے ایک یہ سوال تھا کہ مولا یہ بتلائیں کہ رسول خداؐ نے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے لیے یہ کیوں فرمایا ہے کہ " من کنت

https://downloadshiabooks.com/

مولاہ فھذا مولاہ" میں جس جس کا مولا ہوں یہ بھی اس کے مولا و آقا ہیں بظاہر یہ عبارت کسی پیچیدگی کی حامل نہیں ہے لیکن حسن بن طریف نے اس کے واقعی معنی کو سمجھنا ضروری سمجھا اور امام علیہ السلام کے پاس خط لکھ کر وضاحت چاہی امام عسکری علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ "ارادبذالك ان جعله علماً یعرف به حزب الله عند الفرقة" اللہ کے رسولؐ نے اس فرمان کے ذریعہ حضرت علی علیہ السلام کو علم و پرچم قرار دیا ہے جس کی بدولت اختلاف و افتراق کے وقت اللہ کی پارٹی کے لوگوں کی شناخت ہو جائے۔

یہی سوالات جناب ابان نے امام باقر علیہ السلام سے کر لیا تھا تو امام علیہ السلام نے ان کو ٹوک دیا تھا کہ تمہارے جیسے خرد مند اور ہوشیار نیز معارف آل محمدؐ سے اس قدر آشنائی کے بعد ایسے سوالات کی توقع نہیں تھی پھر بھی امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا "اعلمهم انه یقوم فیهم مقامه" غدیر میں رسول خداؐ نے اصحاب کو اطلاع دے دی تھی کہ حضرت علی علیہ السلام میرے قائم مقام ہیں چوتھے امام علیہ السلام نے اسی سوال کے بارے میں ابو اسحاق سے فرمایا تھا "اخبرهم انه الامام بعده" پیغمبر خداؐ نے "من کنت مولاہ" کہہ کر انہیں باخبر کر دیا تھا کہ میرے بعد علی بن ابی طالب علیہ السلام امام ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو امام، پرچم ہدایت، قائم مقام اور رسول خداؐ تسلیم کرنے والے اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں اور انہیں رسول خداؐ کا جانشین، امام، قائم مقام اور خلیفہ بلا فصل نہ تسلیم کرنے والے شیطان کی پارٹی کے لوگ ہیں کچھ لوگ نہیں چاہتے تھے شیطان اور رحمان کی پارٹی کے لوگ ایک دوسرے سے علاوہ ہوں لہذا نہ مولا کی ولایت کی باریکیوں کو تقاضوں کو بیان کرتے ہیں اور نہ ہی دشمنان مولا کی خباثتوں اور کرتوتوں سے پردہ اٹھائے جانے کی

https://downloadshiabooks.com/

قائل ہیں اسی لیے اپنے بھی ان کے نالاں ہیں اور بیگانے بھی ان کی ڈارھی پر ہنستے ہیں اور اپنی خلوتوں میں مزاق اڑاتے ہیں لیکن یہ طے ہے کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام ہی معیار ،میزان حق و باطل ہیں اور آپ ہی پرچم ھدایت ہیں جب بھی رحمانی اور شیطانی پارٹی کے لوگوں میں جدائی ہو گی حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے ذریعہ ہی حزب اللہ پہچانے جائیں گے جیسا کہ امام عسکری علیہ السلام نے اپنے خط میں تحریر فرمایا ہے "یعرف به حزب الله عند الفرقة" مولا امیر المومنین علی علیہ السلام کی بدولت افتراق کے وقت خدا کی پارٹی اور شیطان کی پارٹی میں تمیز پیدا ہو گی۔

امام علیؑ کے ہمراہ جنگ جمل میں شریک نہ ہونے والوں کو عتاب کیا ہے اور فرمایا ہے " فاهجروهم واسمعوهم ما يكرهون حتى يعتبوا ليعرف بذالك حزب الله عند الفرقة "[19] ان سے ترک تعلق کر لو اور انہیں وہ سناؤ جو وہ ناپسند کرتے ہیں یہاں تک کہ سدھر جائیں مقصد یہ ہے کہ افتراق کے وقت اللہ کا لشکر پہچانا جا سکے۔

اشراف الانساب اور تبراء:

دنیا میں بہت سے حرامی لوگ اپنی خباثت میں مشہور ہوئے لیکن حسب و نسب میں میدان مار لینے والا سوائے عمر بن الخطاب کے کوئی مد مقابل نظر نہیں آتا اس خبیث کا تابناک شجرہ کتوں اور کتیوں کو بھی مات دے رہا ہے کوئی دوسرا نہیں خود کلام عمری ملاحظہ ہو کہتا ہے "تعلموا انسابكم تصلوا بها ارحامكم " اپنے بچوں کو حسب و نسب کی تعلیم دو شجرہ نامہ بتلاؤ انہیں بتلاؤ

19۔ وقعۃ صفین للمقریزی، ص ۴

کہ ان کا باپ دادا کون تھا کیسا تھا تا کہ ان کی اولاد میں قریبی رشتہ داروں کا اتہ پتہ چلے اور تم صلہ رحم کر سکو بات بظاہر بڑی پیاری ہے (لیکن ترامپ کی طرح، منہ پر ماسک لگاؤ لیکن میں نہیں لگاؤں گا) عمر بولا "ولایسالنی احد ما وراء الخطاب" کوئی مجھ سے میرے باپ خطاب کے اوپر سوال نہیں کر سکتا مطلب صاف ہے خطاب کے آگے صرف شرمندگی ہی شرمندگی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں عمر بن خطاب کی ماں صھاک جو کہ عبد المطلب کی کنیز تھی اونٹوں کو چراتی تھی "کانت ذات عجز" اس کا پچھواڑا بڑا بھاری تھا یہ میرے الفاظ نہیں ہیں علامہ مجلسیؒ نے بحار الانوار میں جلد ۳۱ ص ۱۰۰ پر امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور پھر دنیائے انساب کا پاکیزہ ترین شجرہ نامہ عمری لکھنے کے بعد فرماتے ہیں 'کان الخطاب اباہ و جدہ و خالہ" خطاب عمر کا صرف باپ ہی نہیں تھا اسے عمر کے نانا اور ماموں بننے کا شرف بھی حاصل تھا "و کانت حنتمة امه و اخته و عمته" اور عمر کی ماں حنتمہ کو ماں کا عظیم شرف تو حاصل تھا ہی اسکو عمر کی بہن اور پھوپھی ہونے کا بھی شرف حاصل تھا!!

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں "و ینسب الی الصادقؑ فی ھذا المعنی شعر " حضرت جعفر صادق علیہ السلام کی طرف شجرہ عمریہ کے حوالہ سے ایک شعر بھی منسوب ہے امام صادقؑ فرماتے ہیں:

من جدہ خالہ و والدہ — و امہ اختہ و عمتہ

اجدر ان یبغض الوصی و ان — ینکر یوم الغدیر بیعتہ

''جس کا نانا ہی اس کا ماموں اور باپ ہو اور جس کی ماں ہی اس کی بہن اور پھوپھی ہو وہی اس قابل ہے کہ وصی رسول خداؐ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے بغض رکھے اور عید غدیر کی بیعت کو انکار کر دے''۔

میں واقعہ بیان کر چکا ہوں کہ ایک روز رسول خداؐ منبر پر تھے کہ کسی شخص نے اٹھ کر پوچھ لیا حضور میرا باپ کون؟ فرمایا حذافہ دوسرا اٹھا میرا باپ کون؟ فرمایا سالم بس یہ دیکھ کر عمر زانوں کے بل کھڑا ہو کر بہت سی باتیں اور گزارشیں کرتا ہے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیا کیا کہا ہو گا آخر میں کہتا ہے ''لا تبد علینا سواتنا واعف عنا'' حضور ہماری بے حیائی اور بے غیرتی و خباثت کو ظاہر نہ فرمائیں ہمیں معاف کر دیں۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۷

امام عسکری علیہ السلام اور تبرا:

فضل بن شاذان ابو محمد قمی نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانہ میں مشہور جھوٹوں میں سے ایک ابن بابا" نام کا شخص تھا جس کا پورا نام حسن محمد بن محمد بابا قمی" تھا اس شخص کے اوپر امام علی نقی علیہ السلام نے بھی لعنت کی ہے اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے بھی لعنت کی ہے اشعری کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد عبیدی نے روایت کی ہے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے میرے پاس ابتداء خط لکھ کر کوئی سوال نہیں کیا تھا بلکہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے موضوع کی نزاکت و اہمیت کے پیش نظر خود ہی میرے پاس خط لکھا کہ میں فھری اور ابن بابا قمی سے برائت کرتا ہوں تم بھی ان دونوں سے تبراء کرو اور ان سے دوری اختیار کرو اس کے بعد امام حسن عسکری علیہ السلام نے کلی طور پر نہ صرف مجھے بلکہ اپنے تمام چاہنے والوں کو بھی فھری اور قمی سے ڈراتے ہوئے فرمایا "فانی محذرك وجميع موالیّ وانّی العنهما ،علیهما لعنة الله" دیکھو میں تمہیں فھری اور ابن بابا قمی سے بر حذر کرتا ہوں اور تمام اپنے چاہنے والوں کو بھی بر حذر کرتا ہوں اور میں ان دونوں پر لعنت بھیجتا ہوں ان دونوں کے اوپر خدا کی بھی لعنت ہو۔

بات صرف لعنت اور برائت پر ہی ختم نہیں ہوئی امام حسن عسکری علیہ السلام نے محمد عبیدی کو خط میں لعنت و تبراء کی وجہ بھی بتلائی ہے اور خاص طور سے ابن بابا قمی کو قتل کر دینے کا بھی حکم صادر فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں " یہ دونوں ملعون ہمارے نام پر لوگوں سے مال کھا رہے

https://downloadshiabooks.com/

ہیں دونون فتنہ پرور اور موذی انسان ہیں خداوند متعال ان دونوں کو عذاب میں مبتلا کرے اور ان دونوں کو خداوند فتنہ میں اوندھے منھ گرادے“۔

”ابن بابا خیال کرتا ہے کہ میں نے اسے نبی بنا کر بھیجا ہے اور وہ میرا باب ہے خدا کی اس کے اوپر لعنت ہو، شیطان اس کے اوپر مسلط ہو گیا ہے اور اسے اچھی طرح بہکا دیا ہے اس شخص کے اوپر بھی خدا کی لعنت ہو جو اس کی باتوں کو قبول کرلے اس کے بعد امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں ”“یا محمد! ان قدرت ان تشدخ راسه بالحجر فافعل“ اے محمد! اگر تم میں قدرت ہو تو تم اس کا پتھر سے سر توڑ دو“ اس لیے کہ اس نے مجھے اذیت دی ہے خدا اسے دنیا و آخرت میں اذیت و آزار میں مبتلا فرمائے۔“فانه قد آذانی آذاه الله فی الدنیا والآخرة“۔

معصوم امام کو اذیت پہنچانے والا صرف تبراء ولعنت کا ہی مستحق نہیں ہے بلکہ مومنین میں استطاعت پائی جاتی ہو تو ایسے موذی کو دھرتی سے ہٹانے کا حکم ہے ہم تو حضرت زہراء صلوت اللہ علیھا کو اذیت دینے والے کتوں پر صرف تبراء اور لعنت کر کے ٹھہر جاتے ہیں اللہ نے موقع فراہم کیا تو ان کا سر بھی پتھروں سے مار مار کر توڑیں گے اور زندہ عمر جلائیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے قتل کی وجہ اپنے کو اذیت پہنچانا قرار دیا ہے حضرات معصومین علیہم السلام کو تکلیف دینے والا کوئی بھی ہو صحابی رسولؐ ہو یا زوجہ رسولؐ حکم معصوم یہ ہے کہ لعنت کرو اس پر، تبراء کرو اس پر، تبراء و بیزاری پہلا قدم ہے موقع اور استطاعت ہو تو اسے راستہ سے بھی ہٹادو اور الحمد للہ، بعض جری مومنین ایسا کر رہے ہیں خدا انہیں سلامت رکھے اہل بیت علیہم السلام کی شان میں جسارت کرنے والے لوگ صرف لعنت و تبراء کے ہی مستحق

https://downloadshiabooks.com/

نہیں ہیں بلکہ واجب القتل ہیں اور یہ وجوب ،وجوب کفائی ہے اسی لیے امام علیہ السلام نے "ان قدرت" اگر قدرت واستطاعت ہو تو ایسا کر گزرو فرمایا ہے۔

کوئی نادان یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ یہ تو دہشت گردی ہو گئی اس لیے کہ دھشت گردی دو قسم کی ہے ایک فتنہ پروری والی دہشت گردی جس کا اسلام خاتمہ چاہتا ہے اور دوسرے فتنہ کی جڑ کاٹنے والے دہشت گردی جس کا عقل سلیم حکم دیتی ہے اور اس بھی فتنہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا حکم دیتا ہے گمراہ کن سربراہ نہ صرف لعنت کے مستحق ہیں بلکہ قرآن صریحی طور پر حکم دیا ہے " قاتلوا ائمۃ الکفر " سربراہان کفر و نفاق اور ضلالت و گمراہی کو راستے سے مٹا دو۔

یاد رہے کہ نام اہل بیت علیہم السلام پر غلط طریقہ سے روٹی توڑنے والے بھی ائمہ طاہرین علیہم السلام کے حق میں موذی ہیں ان پر بھی اللہ کی لعنت ہوتی ہے شیطان نے ان کو گمراہ کر دیا ہے اور وہ بھی تبراء و لعنت کے دائرہ میں آتے ہیں خداوند متعال اہل بیت علیہم السلام کے صدقہ میں ہمیں بھی اپنے قہر و غضب سے محفوظ رکھے اور ہمیں اہل بیت علیہم السلام کا مخلص بنائے۔ آمین

حضرت نوح علیہ السلام اور تبرا:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کتاب کافی ،ج ٦ ص ٣٨٩ پر روایت وارد ہوئی ہے کہ آپ نے حضرت آدم ثانی علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان کے ایام میں ایک دعا و دعوت کا تذکرہ فرمایا ہے کہ جناب نوح علیہ السلام نے ایام طوفان میں تمام پانی کے اقسام کو پکارا انھیں دعوت دی کہ اس عظیم عذاب الہی میں شرکت کریں اور کفار و ملحدین کو تہس نہس کر دیں مگر دو

https://downloadshiabooks.com/

قسم کے پانی نے حضرت نوح علیہ السلام کی آواز پر لبیک نہیں کی تو حضرت نوح علیہ السلام نے اس سے برائت کا اعلان کیا اور ان دونوں قسموں کے پانی پر لعنت فرمائی روایت کے فقرے ملاحظہ ہوں "ان نوحاً لما کان فی ایام الطوفان دعا المیاہ کلھا فاجابتہ الا ماء الکبریت والماء المر فلعنھما"۔ جناب علامہ حر عاملیؒ صاحب وسائل الشیعہ نے وسائل کی ۱۷ ویں جلد میں اس روایت کو کتاب کافی سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ جناب شیخ صدوق نے اس حدیث کو اپنی معروف کتاب الخصال میں ذکر کیا ہے مگر انہوں نے روایت کے آخری فقرہ "فلعنھما" کو ترک کر دیا ہے۔

میرا سوال یہ ہے کہ علامہ شیخ صدوقؒ جیسے بزرگوار نے اس فقرہ کو کیوں حذف کیا ہے؟ جواب میں کئی وجہیں ذکر کی جاسکتی ہیں۔

(۱) ہو سکتا ہے کہ جناب شیخ صدوقؒ نے عمداً ایسا کیا ہو کیونکہ پانی کے اقسام پر لعنت اور بد دعا کا مفہوم ان کے لیے واضح نہ رہا ہو لیکن یہ توجیہ قابل قبول نہیں ہے کیونکہ جناب صدوقؒ مفہوم لعنت و بد دعا پر پانی سے واقف نہ رہے ہوں بہت بعید تصور ہے نیز کلام معصومؑ کی تقطیع بلاوجہ کوئی معنی نہیں رکھتی اور یہ عمل جناب شیخ صدوقؒ سے بہت بعید ہے۔

(۲) ممکن ہے نساخ الخصال نے ایسا کر دیا ہو اور انہوں نے آخری فقرہ کو کسی وجہ سے حذف کر دیا ہو یا فقرہ کو پڑھنے میں دشواری کے باعث حذف کر دیا ہو وغیرہ۔

(۳) بعید نہیں ہے کہ جناب صدوقؒ نے تقیۃً و مدارات کے تحت ایسا کیا ہو لیکن یہ توجیہ بھی قابل قبول نہیں ہے کیونکہ جناب شیخ صدوقؒ نے اس سے بھی سخت الفاظ پر مشتمل روایات کو اپنی کتاب

https://downloadshiabooks.com/

میں جگہ دی ہے اور خاص طور سے اس لیے بھی کہ یہاں کسی شخص پر لعنت نہیں ہے بلکہ پانی کے بعض اقسام پر لعنت ہے تو تقیہ و مدارات کا مقام بھی نہیں ہے۔

(۴) چوتھی وجہ یہ بیان کی جا سکتی ہے کہ جناب صدوقؒ نے جس روایت امام صادق علیہ السلام کو حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کے حوالہ سے نقل کیا ہے اس کی سند الگ ہے اور جناب کلینیؒ کا سلسلہ سند الگ ہے ہو سکتا ہے کہ جو روایت جناب صدوقؒ کو ملی ہو وہ آخری فقرہ سے خالی ہو یا اسے نقل کرنے والے جناب ابن ماجیلویہ یا ان سے قبل کے کسی راوی نے آخری فقرہ کو نقل نہ کیا ہو اور اسی طرح یہ مقطوع اور دم بریدہ روایت جناب صدوقؒ کو ملی ہو بظاہر یہ توجیہ مناسب تر معلوم ہوتی ہے۔

جناب حر عاملیؒ نے مذکورہ روایت اور جناب صدوقؒ کے خصال میں آخری فقرہ کے ترک کو بیان کرنے کے فوراً بعد ایک اور روایت نقل کی ہے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار کی کراہیت اور نفرت کی غماز ہے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار آب کبریت اور آب ترش سے علاج و معالجہ کو ناپسند کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں پانی کی وہ قسمیں ہیں جن پر جناب نوح علیہ السلام نے لعنت اور بددعا فرمائی ہے کلام امام صادق علیہ السلام ملاحظہ ہو ”کان ابی یکرہ ان یتداوی بالماء المرء و بما الکبریت“ میرے پدر بزرگوار آب کبریت اور آب ترش سے علاج کو ناپسند کرتے تھے ”و کان یقول،ان نوحاً لما کان الطوفان دعا المیاہ فاجابتہ الا الماء المر وماء الکبریت فلعنھما و دعا علیھما“ اس جملہ میں لعنت کے ساتھ ان دو قسم کے پانی کے حق میں بددعا بھی کیا گیا ہے یعنی امام صادق علیہ السلام نے یہ واضح کیا ہے کہ ہم اہل بیت طاہرین علیہم السلام اللہ کے معصوم پیغمبروںؑ

https://downloadshiabooks.com/

کے اعمال و کردار کے تابع ہیں جن جن چیزوں یا اشخاص سے انہوں نے برائت و بیزاری لعنت و ملامت کی ہے ہم اہل بیت علیہم السلام بھی ان سے برائت و بیزاری اور نفرت کرتے ہیں اور ان سے دوری بنائے رکھتے ہیں گویا تبراء و لعنت اور بد دعا، نفرت وہ پسندیدہ عمل ہے کہ جسے نہ صرف اہل بیت علیہم السلام بلکہ انبیاء علیہم السلام ما سبق نے بھی انجام دیا ہے اور ائمہ طاہرین علیہم السلام نے ان سے نفرت و بیزاری کا اعلان کر کے اپنے شیعوں کو اس سے متمسک رہنے کا حکم دیا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۸

نقش نگین امامؑ اور تبرا:

دشمنوں سے بیزاری و نفرت کا اظہار خاموشی سے اور عملی طور پر بھی ممکن ہے اور اہل بیت طاہرین علیہم السلام پر ظلم و ستم کی بنیاد رکھنے والوں سے تبراء لازم و واجب ہے حالات ساز گار ہوں تو کھلم کھلا تبراء ہونا چاہیئے تاکہ دشمنوں کے چنگل میں سیدھے سادھے لوگ نہ آجائیں اور حالات نامساعد ہوں تو عمل و کردار عبادت وھئیت و کیفیت لباس وغیرہ سے بھی اظہار عقیدت یا اظہار برائت کیا جاسکتا ہے۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام کا زمانہ امامت کچھ ایسا ہی تھا کہ آپ بر ملا بعض امور کا اظہار نہیں کرسکتے تھے اس دور میں تشیع کا تحفظ، تقیہ و سکوت میں ممکن تھا تو امام علیہ السلام نے تکلم و دعا اور لباس وغیرہ کو دشمنوں سے بیزاری کا وسیلہ قرار دیا آپ کی دعاؤں میں دشمنان خدا اور رسولؐ سے اور بالخصوص اعداء امام حسین علیہ السلام سے تبراء ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

ظاہر ہے کہ کربلاء یکایک وجود میں نہیں آئی ہے بانیان ظلم وجور نے سقیفہ بنی ساعدہ میں قتل سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی بنیاد رکھی تھی اسی لیے جناب زینب علیہا السلام فرماتی ہیں کہ میرا بھائی دوشنبہ کے منحوس دن شہید کیا گیا جبکہ عاشورہ کا دن جمعہ کا دن تھا وجہ یہ ہے کہ دوشنبہ وہ منحوس دن ہے کہ جس دن سقیفہ بنی ساعدہ میں اہل بیت طاہرین علیہم السلام پر ظلم کی بنیاد رکھی گئی جس کا اقرار و اظہار ہر مومن زیارت عاشورہ میں کرتا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے باپ کے قاتلوں سے تبراء کرنے کا ایک خاموش اور پیارا اسلوب اپنایا تھا اور بظاہر صرف اپنے باپ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے بیزاری و برائت کا اعلان تھا لیکن درپردہ بانیان ظلم و اراکین اجماع سقیفہ سے بھی تبراء کا اعلان تھا۔

حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے دست مبارک میں ایک ایسی انگشتری ہوا کرتی تھی کہ جس کے نگین پر یہ عبارت تحریر تھی "خزی و شقی قاتل الحسینؑ" امام حسین علیہ السلام کا قاتل شقی و بدبخت اور خسارے میں ہے۔[20]

بدبختی کا بر ملا اعلان، خسارہ یعنی جہنم قرار دینے کا یہ انوکھا طریقہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ہمیں سکھایا ہے کیا بہتر ہے کہ ہم بھی نقش نگین عابدین علیہ السلام کی طرح قاتلین اہل بیت علیہم السلام کہ جن میں سرفہرست سقیفائی اوباش و اشرار ہیں سے اظہار نفرت و بیزاری کے لیے زبان و بیان کے ساتھ ساتھ اپنی انگشتریوں اور لباسوں کے ذریعہ بھی تبراء کا عظیم فریضہ انجام دیں اور دشمنان اہل بیت علیہ السلام سے اس روش پر بھی عمل پیرا ہو کر اپنے وسائل کو ان سے بیزاری کا مارکہ لگا کر اظہار تبراء کریں تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ شقی الاشقیاء کون کون مخلوق ہیں اور دشمنان خدا اور رسولؐ اور دشمنان ائمہ علیہم السلام کون ہیں۔

20۔ الکافی، ج6، 473، ح1۔

https://downloadshiabooks.com/

امام موسی کاظمؑ اور تبرا:

نادرہ روزگار حضرت علامہ بزرگوار جناب شیخ محمد بن حسین معروف بہ شیخ بہائیؒ اپنی کتاب مفتاح الفلاح کے عنوان " سجدۃ الشکر " میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل فرمائی ہے جس میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے نماز کے بعد کیا جانے والا سجدہ شکر کو " واجب " قرار دیا ہے امام علیہ السلام فرماتے ہیں " سجدۃ الشکر واجبۃ علی کل مسلم " سجدہ شکر ہر مسلمان پر واجب ہے سجدہ شکر کے ذریعہ ہی نماز منزل کمال کو پہنچتی ہے اور خوشنودی پروردگار سجدہ شکر کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے اور اس سجدہ شکر کو دیکھ کر اللہ کے فرشتوں کو تعجب ہوتا ہے جب کوئی بندہ نماز ادا کرنے کے بعد سر کو سجدہ شکر میں رکھ دیتا ہے تو " فتح الرب الحجاب بین العبد و بین الملائکۃ " خداوند متعال عبد اور فرشتوں کے درمیان حجاب ہٹا دیتا ہے یعنی عبد اور فرشتوں کے درمیان اس قدر قرب بڑھ جاتا ہے کہ بندہ فرشتوں سے ہم کلام ہو سکتا ہے اور فرشتوں کو دیکھ سکتا ہے بظاہر اس روایت کا یہی مطلب ہے لیکن سجدہ شکر کے اندر خلوص نیت اور ضمیر کی پاکیزگی ہمارا کریکٹر بھی دخیل ہے فرشتوں کو مشاہدہ نہ کر سکنے کی وجہ یقیناً ہمارے عیوب اور نقائص ہیں ورنہ سجدہ شکر اپنے تمام شروط کے ساتھ انجام دیا جائے تو یقیناً فرشتوں کا دیدار اور ان سے ہم کلام ہوا جا سکتا ہے کیونکہ کلام امام صادق علیہ السلام ہے جو کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا ہے۔

سجدہ شکر کے باب میں روایت بہت ہیں وجوب سجدہ شکر کے بعد امام موسی کاظم علیہ السلام کی ایک روایت شیخ بہائیؒ سجدہ شکر کی طوالت کے استحباب پر نقل کی ہے جس میں بیان ہوا

https://downloadshiabooks.com/

ہے کہ حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام نماز صبح کے بعد جو سجدہ شکر بجالاتے تھے تو وہ اس قدر طویل ہوتا تھا کہ صرف دن نکل نہیں آتا تھا بلکہ " كان يسجد بعد ما يصلي الصبح فلا يرفع رأسه حتى ايتعال النهار" آپ اس وقت تک سر سجدہ شکر سے نہیں اٹھاتے تھے جب تک کہ سورج چڑھ نہ جائے اور دن باقاعدہ سے نکل نہ آئے، ارتفاع نہار سے مراد سورج کا مرتفع اور بلند ہوتا ہے صرف سورج کا نکل آنا مراد نہیں ہے یعنی وجوب سجدہ شکر کے ساتھ طوالت سجدہ شکر کا استحباب، عمل امام موسی کاظم علیہ السلام سے ثابت ہے اب آیئے اس عظیم ترین عمل واجب کا ذکر کیا ہونا چاہیئے اور قرب خدا کے سب سے زیادہ اہم عمل کے دوران کون سا ذکر معصومین علیہم السلام پڑھا کرتے تھے یہ جاننا ضروری ہے ورنہ سجدہ شکر اً شکر اً سجدہ شکر ہے۔

علامہ بزرگوار جناب شیخ بہائیؒ اپنی اسی کتاب میں حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے سجدہ شکر کرنے کا انداز اور دعا دونوں ذکر کرتے ہیں سجدہ شکر دو عدد ہے پہلے سجدہ شکر کی دعاء میں امام موسی کاظم علیہ السلام یوں تبرائی کلمات اپنی مقدس زبان پر مقدس عبادت میں اس طرح جاری فرماتے ہیں " اللهم انی اشهدك و اشهد ملائكتك و انبياءك و رسلك و جميع خلقك"۔

"خدایا میں تجھے تیرے ملائکہ کو تیرے نبیوں اور تیرے رسولوں کو بلکہ تیری تمام خلائق کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ تو ہی میرا پروردگار ہے اسلام میرا دین ہے حضرت محمد مصطفیؐ میرے نبی ہیں (حضرت امام علیؑ، حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حضرت امام حسینؑ، حضرت امام زین العابدینؑ، حضرت امام محمد باقرؑ، حضرت امام جعفر صادقؑ، حضرت امام موسی کاظمؑ، حضرت امام علی رضاؑ، حضرت امام محمد تقیؑ، حضرت امام علی نقیؑ، حضرت امام حسن عسکریؑ، حضرت امام محمد

https://downloadshiabooks.com/

مہدی عج)میرے امام ہیں ان سب سے تولی کرتا ہوں اور ان کی ولایت کا قائل ہوں (و من اعدائهم اتبراء)اور میں ان کے دشمنوں اور بدخواہوں سے تبرا کرتا ہوں ان سے اعلان بیزاری و نفرت کا اعلان کرتا ہوں۔

پھر تین مرتبہ خون مقدس مظلوم کا واسطہ دیکر تجھ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ تو نے ہی اپنی ذات کے اوپر لازم قرار دے دیا ہے کہ اپنے اولیاء محبوں کو اپنی پناہ میں رکھے گا اور اپنے اور آل محمدؐ کے دشمنوں پر اپنے چاہنے والوں کو ظفریاب کرے گا(لتظفرنهم بعد بعدوك وعدوهم)تو خدایا محمد و آل محمدؐ پر دورد و سلام بھیج اور جلد ہماری مراد پوری کر دے"۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۹

شراب و شطرنج اور تبراء:

شراب اور شراب خوری کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے معصومین علیہ السلام ہر قسم کی نشہ آور شی سے اپنے اصحاب کو منع کرتے تھے خشک و تر کے چکر میں نہ پڑ کر فعل حرام کے ارتکاب سے جہاں تک ممکن ہو پرہیز کیا جانا چاہیئے اس طرح شطرنج اہل بیت علیہم السلام پر ظلم وستم کی یادگار شی کا نام ہے جہاں تک ہو سکے اس طرف نظر بھی اٹھا کر نہیں دیکھنا چاہیئے لھو لعب میں تو شامل ہے ہی، اس منحوس شی کو دیکھ کر اہل بیت علیہم السلام کے غم تازہ ہو جاتے تھے ٹائم پاس یا ذھنی تھکن دور کو دور کرنے یا کسی اور مریض تاویل کے چکر میں نہ پڑ کر اس منحوس و منفور شی سے دور رہنا ہی محبت محبان خدا کی نشانی ہے شراب و شطرنج دونوں کی مذمت میں متعدد روایات ہی سنجیدہ سلجھے ہوئے مومن کو ان دونوں سے دوری اختیار کرنے کے لیے کافی ہیں شراب و شطرنج کی قباحت و مذمت کے لیے یہی کہہ دینا کافی ہے کہ اہل بیت علیہم السلام نے ان دونوں کی شدت سے مذمت کی ہے۔

شراب و شطرنج کا لعن طعن اور تبراء سے بھی گہرا رشتہ ہے حضرت امام علی بن موسی الرضا علیہا السلام ان دونوں چیزوں کو دو چیزوں کا باعث قرار دیتے ہوئے عظیم ترین اجر و ثواب کا تذکر فرماتے ہیں آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ "من نظر الی الفقاع والی الشطرنج" جس شخص کی شراب یا شطرنج پر نظر پڑ جائے صرف نظر پر جانے کا ذکر ہے شراب نوشی اور شطرنج بازی کسی بھی عنوان سے منفور شی ہے جس کے لیے دغدغہ کی بات نہیں ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ جو کی

https://downloadshiabooks.com/

شراب کا تذکرہ در حقیقت خفیف ترین شراب کی قسم کا تذکرہ ہے جس سے ہر نشہ آور شی کی حرمت آشکار ہے اور فقاع وہی آب جَو ہے جس کے عذاب و گناہ کو کم رنگ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے شراب کس قسم کی ہو چاہے وہ ہلکے نشہ کا آب جو ہی کیوں نہ ہو اگر اس پر فقاع کا عنوان صادق آتا ہے تو وہ اس حدیث کا مصداق ہے اور اس پر نظر پڑ جائے تو مومن کو چاہیئے کہ دو کام انجام دے ایک کا عنوان ہے تولا اور دوسرے عنوان تبرا مومن کو چاہیئے کہ جب بھی کسی قسم کی شراب چاہے فقاع یعنی آب جو پر نظر پڑ جائے اور اس طرح شطرنج پر نظر پڑ جائے تو اسے چاہیئے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو یاد کرے ان کے مصائب کو یاد کرے اور کربلا کے مظلوم کی مظلومی کا یاد تازہ کرے "فلیذکر الحسین علیہ السلام" اور دوسرا کام مومن کو یہ کرنا چاہیئے کہ تبرا کرے لعنت کرے نفرین بھیجے یزید پلید اور آل زیاد پر دشمنان اہل بیت علیہ السلام پر لعنت بھیجے تبرا کرے ان سے اور ان کے کرتوت سے بیزاری کا اعلان کرے اور اگر کوئی مومن شراب اور شطرنج کو دیکھ کر امام حسین علیہ السلام کو یاد کرتا ہے اور یزید پلید اور نسل زیاد پر لعنت کرتا ہے تو امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں" یمحو الله عزوجل بذالك ذنوبه" خداوند متعال ان دونوں عمل (تولا اور تبراء) کے ذریعہ سارے اعمال قبیحہ اور گناہوں کو محو کر دیتا ہے واضح سی بات ہے کہ محو ہو جانے والے گناہوں پر بروز قیامت کوئی مواخذہ ہی نہیں ہو گا بلکہ ایسے مومن کا نامہ اعمال گناہوں سے پاک اور کورا ہو چکا ہو گا خدائی محو کے بعد آثار گناہ کے بقاء کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں" ولو کانت کعدد النجوم "[21]۔

21۔ عیون الاخبار باب ۳۰، رقم ۲۳

https://downloadshiabooks.com/

جناب شیخ صدوقؒ اپنی معروف کتاب الفقیہ، ج۴، ص۴۱۹ پر آخری پانچ حدیثوں سے پہلے حدیث نمبر ۵۹۱۵ صرف دو واسطوں سے عبد الواحد نیشاپوریؒ نے علی بن محمد قتیبہ سے کہ انہوں نے امام رضا علیہ السلام کے صحابی فضل بن شاذانؒ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خود امام رضا علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس وقت سر امام حسین علیہ السلام کو شام میں یزید پلید کے پاس لے جایا گیا ہے تو اس نے دستر خوان لگانے کا حکم دیا اگرچہ پوری کیفیت تاریخ میں ذکر نہیں ہوئی ہے لیکن امام رضا علیہ السلام کا جملہ یوں نقل ہوا ہے جس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یزید پلید نے کیا گل کھلائے تھے امام علیہ السلام فرماتے ہیں "لما حمل رأس الحسین علیہ السلام الی الشام امر یزید لعنہ اللہ فوضع و نصب علیہ مائدۃ" جب سر حسین علیہ السلام کو شام لایا گیا یزید ملعون نے اس کو رکھ کر اس پر دستر خوان لگانے کا حکم دیا پھر وہ اور اس کے درباری ساتھی سب کے سب کھانے اور شراب پینے کے لیے بیٹھ گئے جب فارغ ہو گئے تو یزید پلید کے حکم سے سر امام حسین علیہ السلام طشت طلاء میں رکھ کر اس کے تخت کے نیچے رکھ دیا گیا اور تخت کے اوپر شطرنج کی بساط پھیلا دی گئی اور یزید ملعون شطرنج بازی میں مصروف ہوا ساتھ کھیلتے کھیلتے وہ ملعون، امام حسین علیہ السلام، امیر المومنین علیہ السلام اور رسول خداؐ کی شان میں جسارت کرتا جاتا تھا اور جب بھی یزید پلید کا طرف مقابل شطرنج میں بازی مار لے جاتا تھا تو یہ ملعون شراب کے تین گھونٹ پیتا اور بقی ماندہ حصہ سر مبارک کے قریب زمین پر گراتا جاتا۔ اس منظر کو امام رضا علیہ السلام نے پیش کرنے اور بیان کرنے کے فوراً بعد فرمایا ہے "فمن کان من شیعتنا فلیتورع عن شرب الفقاع واللعب بالشطرنج" لہٰذا جو بھی ہمارے شیعوں میں سے ہے اسے چاہیئے کہ شدت سے شراب اور فقاع سے پرہیز کرے اور شطرنج بازی سے دور رہے امام رضا علیہ السلام چاہتے تو

https://downloadshiabooks.com/

فقاع و شراب خوری اور شطرنج بازی سے ممانعت کے لیے "فلیتجنب او فلیتق" وغیرہ کے کلمات بھی استعمال کر سکتے تھے لیکن امام رضا علیہ السلام نے "فلیتورع" کا کلمہ استعمال کیا ہے جس کے معنی شدت سے پرہیز کرنے کے ہیں اور ورع نہایت پرہیز گاری کا نام ہے۔

تولی و تبرا، دو پر پرواز ہیں:

اگر کوئی مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ جناب دوستوں سے دوستی، اولیاء الہی سے الفت اور رہبران راشین سے عقیدت کافی ہے کیا ضرورت ہے کسی کو مورد لعن طعن قرار دینے کی، کیا ہم مجبور ہیں کہ دشمنان اہل بیت علیہم السلام پر تبراء ہی کریں ان کو لعن طعن اور تشنیع کا محور بنا کر دوسروں کی دل آزاری کا باعث بنیں تو جواب میں عرض ہے کہ کوئی پرندہ چاہے جتنا ماہر ہو پرواز کرنے کے لیے بہر حال دو پروں کی ضرورت ہے وہ کبھی ایک پر کی بدولت پرواز نہیں کر سکتا ہے اسی طرح حقانیت و کمال ایمان تک رسائی کے لیے سعادت و خوش بختی کی چوٹی پر پہنچنے کے لیے اور واقعی مومن و مسلمان بننے کے لیے ہمیں دو پروں کی ضرورت ہے ایک پر سے ہم حقانیت ،سعادت اور واقعی مودت وولایت تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔

اسلام و ایمان کے دو پر ہیں ایک کا نام تولی تو دوسرے کا نام ہے تبراء ہم ایمان کے سر بفلک پہاڑ کی چوٹی پر اور کمال و سعادت کی معراج تک صرف ایک پر پرواز یعنی ولایت و محبت اہل بیت علیہم السلام کے ذریعہ نہیں پہنچ سکتے بلکہ ان کے دشمنوں سے نفرت و بیزاری اور ان پر لعن طعن کے دوسرے پر کی بھی ضرورت ہے ورنہ ہم اڑان بھرتے ہی کسی شقاوت و بد بختی کی وادی میں گر جائیں گے اور ہلاک ہو جائیں گے اس کی دلیل روایت ذیل میں ملاحظہ ہو جناب اسماعیل

https://downloadshiabooks.com/

جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے صحابی ہیں خدمت امام علیہ السلام میں پہنچ کر عرض کرتے ہیں کہ مولا ایک شخص حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے دل میں محبت رکھتا ہے لیکن ان کے دشمنوں سے بیزاری و برائت نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام میرے نزدیک غیروں سے کہیں زیادہ محبوب اور پیارے ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا! ایسا شخص آشفتہ حال اور پریشان خاطر شخص ہے وہ دشمن شمار ہو گا ایسے شخص کے پیچھے نماز مت پڑھو اس کی کوئی حیثیت و ویلو نہیں ہے مگر یہ کہ تم مجبور ہو جاؤ اور تقیۃً اس کے پیچھے تمہیں نماز پڑھنا پڑ جائے۔

کلام امام محمد باقر علیہ السلام سے آشکار ہے کہ تبراء نہ کرنے والا اور دشمنان امیر المومنین علیہ السلام سے بیزاری و برائت کا اعلان نہ کرنے والا عادل نہیں ہے وہ امامت کے لائق ہی نہیں ہے اس کے پیچھے صرف تقیہ کی حالت میں نماز پڑھی جا سکتی ہے امام امیر المومنین علیہ السلام سے دوستی کا دم بھرنے والے ان کے دشمنوں سے بیزاری و برائت کا اعلان نہ کرنے والے اس شخص کی مانند ہیں کہ جنھوں نے خدا کو مان لیا ہے اس کے وجود کے مقر و معترف ہیں اور اسے وحدہ لاشریک مانتے ہوئے بھی بتوں کے قائل ہیں اور بتوں سے بیزاری نہیں کرتے۔

امام باقر علیہ السلام کے الفاظ ملاحظہ ہوں فرماتے ہیں "ھذا مخلط وھو عدو فلا تصل خلفه ولا کرامة الا ان تقیة" وہ مخلوط (حق و باطل کو ملانے والا) کرنے والا ہے اور وہ دشمن ہے (بھلے امیر المومنینؑ سے دوستی کا دم بھرتا ہے) لہذا اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو اس کی کوئی حیثیت و

https://downloadshiabooks.com/

کرامت نہیں ہے سوائے تقیہ کے (تقیہ میں دشمن کے پیچھے نماز کی دوھرا اجر وثواب ملتا ہے ایک تو خود نماز کا دوسرے تقیہ کرنے کا اجر وثواب)[22]

22۔ وسائل الشیعۃ، ج۸، ص۳۰۹، کتاب التہذیب، ج۳، ص۲۸

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۰

جعلیات کی بھرمار:

جناب رسول خداؐ کی رحلت کے بعد اگرچہ خلفاء جور کی فضیلت تراشی کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا لیکن زمانہ رسالت سے قرب اور حق و باطل میں تمیز دینے والے صحابہ کی کثرت اس بات سے مانع تھی کہ کہ حکام جور کی فضیلت تراشی کا بازار گرم ہو لیا اہل بیت علیہم السلام کی فضیلتوں کی رذیلتوں میں تبدیل کیا جا سکے یا ان کی شان میں کھلم کھلا گستاخی کی جا سکے لیکن ۲۵ سالہ دور شرارت نے ایسے بیج بو دیئے تھے کہ شرارت و خباثت کے پودے تناور ہونے لگے پھر کیا تھا بنی امیہ کے نمک خواروں نے حکام ظلم کی فضلیت تراشی اور فضائل و مناقب اہل بیت علیہم السلام کو الٹ پلٹ کرنا شروع کر دیا اور نوبت یہاں تک پہنچی گئی کہ امیر المومنینؑ اور آل رسول علیہم السلام کی شان میں گستاخیاں ہونے لگیں بلکہ ان کی نہ صرف فضیلتوں کا انکار کیا جانے لگا بلکہ ان کی شان میں طرح طرح رذائل و قبائح تراشے جانے لگے اور انہیں اسلام کا دشمن، خرابکار، بدخواں اور چور اور ڈاکو (معاذ اللہ) جیسے عناوین سے یاد کیا جانے لگا۔

خدا کی لعنت ہو ان میدان دینے والوں پر جنھوں نے مصلحتاً سکوت اختیار کیا لیکن بعد کی نسلوں کو اہل بیت علیہم السلام سے منحرف بنا گئے دین اسلام کے دشمنوں کو مسلمانوں کے سر پر بیٹھا گئے اور بے دین و مکار و فریبی لوگوں کو جگہ جگہ حاکم، قاضی، سپہ سالار اور دیگر منصبوں پر براجمان کر گئے اہل بیت طاہرین علیہم السلام کے اوپر ظلم و ستم کی بنیاد قائم کر گئے اور قیامت تک کے لیے لعنت و تبراء کا طوق اپنی گردن میں ڈالے ہوئے واصل جہنم ہوئے اور مسلمانوں کی بھاری

https://downloadshiabooks.com/

اکثریت کے اہل بیت علیہم السلام سے بیگانہ بننے کا سبب بنے اور ان پر لعنت ہو جنہوں نے میدان پا کر اپنے خلفاء کی شان میں کو خرافات کی بھرمار کر دی اور اہل بیت رسول خداؐ سے عناد و دشمنی میں حد سے آگے نکل گئے۔

خلفاء جور کی شان میں جعلیات کا شمار ناممکن نہیں ہے جو سنیوں کا پیشوا ابن جوزی حنفی لکھتا ہے کہ " قد تعصب قوم لا خلاق لهم يدعون التمسك بالسنة فوضعوا لابي بكر فضائل" ایک گروہ نے تعصب کی حد کر دی ان کا برا ہو حالانکہ وہ اس بات کے دعویدار ہیں کہ ہم سنی ہیں اور سنت سے تمسک کرنے والے ہیں لیکن ان لوگوں نے ابو بکر کے لیے فضلیت کی بڑی حدیثیں تراشی ہیں یعنی ایسی ایسی باتیں ابو بکر کے بارے میں گڑھ دی ہیں کہ جس کا ابو بکر کے اندر سراغ ہی نہیں ملتا ہے اس کے بعد ابن جوزی بطور نمونہ ۱۵ جعلی حدیثیں ذکر کرتا ہے اور پھر کہتا ہے " و قد ترکت احادیث کثیرة یروونها فی فضل ابی بکر " سنیوں نے ابو بکر کی فضیلت میں بہت زیادہ حدیثیں روایت کی ہیں لیکن میں انہیں چھوڑ دینا ہی بہتر سمجھتا ہوں اس کے بعد تین حدیثیں اور بھی ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ان تین حدیثوں کو آپ نہ تو کسی صحیح کتاب میں پائیں گے اور نہ ہی کسی جعل سازی پر مشتمل کتاب میں منقول دیکھیں گے مگر یہ تین حدیثیں سینہ بہ سینہ سنی عوام میں چلی آرہی ہیں اور بڑے دھڑلے سے سنی عوام ان حدیثوں کو رسول خداؐ سے منسوب کرتے ہیں۔

نادر و نایاب فضائل ابی بکر:

۱: رسولخداؐ سے منقول ایک حدیث جسے سنی عوام برسوں سے نقل کرتی چلی آرہی ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے " ناصب الله فی صدری شیاً الا وجبته فی صدر ابی بکر " الله

https://downloadshiabooks.com/

عزوجل نے نے میرے سینے میں کوئی بھی علم و دانش اور حکمت و اسرار نہیں انڈیلے ہیں مگر یہ کہ ان سارے علوم وفنون واسرار ورموز کو میں نے ابو بکر کے سینے میں انڈیل دیا ہے۔

بعید نہیں ہے کہ یہ روایت شیعوں اور اصحاب امیر المومنین علی علیہ السلام کے ذریعہ رسول خداؐ کی بیان کردہ روایت کی نشر اشاعت کے توڑ میں گڑھی گئی ہو جس میں آپؐ نے فرمایا ہے "علمنی رسول اللہ الف باب من العلم فانفتح لی من کل باب الف باب" یا وہ معروف روایت جس میں مولیٰ نے فرمایا ہے "زقنی رسول اللہ زقا زقاً" یا پھر ابو بکر کی شان میں گڑھی گئی روایت کے مشابہ روایت خود آنحضرتؐ نے امیر علیہ السلام کے لیے فرمایا ہے اور اس کے الفاظ کو تبدیل کرکے پہلے چور کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو اس لیے کہ آنحضرتؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں نے اپنے لیے بھی خداوند متعال سے جو بھی مانگا "سألت لك مثله" تو اس کے مانند اے علیؑ! میں نے آپ کے لیے بھی خدا سے دریافت کیا ہے اور رسول خداؐ کا ایک سوال قرآن کا جز بن گیا ہے "وقل ربی زدنی علما" پالنے والے میرے علم و دانش میں اضافہ کر دے۔

۲: سنی عوام کے درمیان سینہ بہ سینہ نقل ہونے والی رسول خداؐ کی طرف منسوب دوسری حدیث بھی ملاحظہ ہو کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ "اذا اشتقت الی الجنة قبلت شیبة ابی بکر" میں جب بھی جنت کا مشتاق ہوتا ہوں تو ابو بکر کی داڑھی چوم لیتا ہوں گویا ابو بکر کی داڑھی جنت سے آکر خبیث کے منحوس چہرے پر چسپاں ہو گئی تھی جسے رسول خداؐ جنت کے مشتاق ہونے پر چوم لیا کرتے تھے۔

https://downloadshiabooks.com/

ایک بات تو طے ہے کہ یہ روایت جناب سیدۃ علیہا السلام کی شان میں وارد حدیث نبوی کے توڑ میں گڑھی گئی ہے ہمارا نبیؐ جنت کے اشتیاق میں خاتون جنت کی پیشانی اور سر قدس کا بوسہ لیا کرتے تھے عائشہ خود گواہ ہے کہ جناب رسول خداؐ حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کے سر اقدس اور پیشانی مبارک کا کثرت سے بوسہ لیا کرتے تھے ایک بار اس منحوسہ نے ٹوکا تو بھی رسول خداؐ نے اس کی وجہ بھی بیان کر دی جو شیعہ کتب میں زیادہ سنی کتب میں درج ہوئی ہے اس کے علاوہ یہی ملعونہ رسول خداؐ کی سیرت بھی بیان کرتی ہے وہ کہتی ہے کہ "**کان النبیﷺ اذا قدم من السفر قبل نحر فاطمۃ و قال:: منھا اشم رائحۃ الجنۃ**[23]"۔ رسول خداؐ جب بھی کسی سفر سے واپس ہوتے تھے تو جناب سیدۃ علیہا السلام کی گردن مبارک کا بوسہ لیتے تھے اور فرماتے تھے میں ذات سیدۃ علیہا السلام سے جنت کی خوشبو محسوس کرتا ہوں۔

گمراہ اور ایمان سے بے گانہ لوگوں کی دوری شرعی ذمہ داری ہے قرآن و اہل بیت علیہ السلام نے بے ایمانوں سے دور رہنے کا حکم دیا ہے اور ان سے میل بیوہار کو خطرناک قرار دیا ہے محل تقیہ نہ ہو تو دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے حتی الامکان دوری رکھنا ہی مرضی الہی اور منشاء اہل بیت علیہم السلام ہے معصومین علیہم السلام بالکل سے پسند نہیں کرتے کہ ان کے دکھ درد میں اضافہ کرنے والوں ان کو ستانے والوں اور ان دشمنوں سے کسی قسم کا ربط ضبط رکھا جائے ائمہ طاہرین علیہم السلام اور رسول خداؐ نے گمراہ لوگوں کو مردہ جانا ہے اور مردہ لوگوں کی ہم نشینی سے دل خراب ہوتا ہے دل کی خرابی کا مطلب ایمان و عقیدہ میں تزلزل پیدا ہوتا ہے اور جس کا نتیجہ بے ایمانی اور بد عقیدتی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

23۔ ینابیع المودۃ باب ۳۴، ۵۶

حضرت رسول خداؐ فرماتے ھیں " اربعة مفسدة للقلوب ۔۔و مجانسة الموتیٰ فقیل یاؐ رسول اللہ و ما مجالسة الموتیٰ ؟ قالﷺ : مجالسة کل ضال عن الایمان و جائر عن الاحکام[24]" چار چیزیں دلوں کی تباہی کا باعث بنتی ہیں جن میں سے ایک مردوں کی ہم نشینی ہے سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! مردوں کی ہم نشینی سے آپؐ کی کیا مراد ہے ظاہر ہے کہ انسان مردوں کی بظاہر ہم نشینی اختیار کر ہی نہیں سکتا ہے بے جاں پتھروں درختوں اور پہاڑوں میں بیٹھے کے مانند ہے قبرستان وغیرہ میں بیٹھنا (اگرچہ قبرستانوں میں جاکر دعا وعبادت کی بڑی تاکید کی گئی ہے لیکن یہاں بے کار بیٹھنا درست نہیں ہے) تو سوال پیدا ہوا کہ آخر مردوں کی ہم نشینی سے مراد کیا ہے تو رسول خداؐ نے فرمایا: ہر اس شخص کی ہم نشینی کہ جو ایمان کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور احکام شرعیہ کی پابندی سے بیگانہ ہے جناب رسول خداؐ بے ایمان و بد اعمال شخص کو مردہ قرار دے رہے ہیں اور دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے زیادہ بے ایمان اور بد عمل کون ہے ؟ مخالفین اہل بیت علیہ السلام اگر عمل و عبادت بھی کر رہے ہوں تو وہ ان کے کسی کام آنے والا نہیں ہے بلکہ وہ اعمال کے غاصب اور عبادت کے چور کہلاتے ہیں کیونکہ اجر رسالت یعنی محبت اہل بیت علیہم السلام کے بغیر اعمال و عبادات، حق اہل بیت علیہ السلام کا غاصب بناتی ہے اور ایسے غاصبوں اور گمراہوں سے ہم نشینی دلوں کو تباہ کرتی ہے دل کی تباہی کا معنی سوائے گمراہی و بد عقیدتی و بے ایمانی کے کچھ اور نہیں ہے۔

24۔ امالی الشیخ الطوسیؒ: ج۱، ص۸۱

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۱

علامہ مجلسیؒ اور تبرا:

علامہ کبیر مجلسیؒ اپنے دور کے سب سے بڑے مولائی اور تبرائی تھے انہوں نے بحار الانوار کی ۲۸ ویں جلد سے لیکر ۳۴ ویں جلد تک بعد رسول خداؐ اٹھنے والے فتنوں کو ان دو جلدوں میں جمع کر دیا ہے اور مقدمہ بحار میں اہل بیت علیہم السلام اور خاص طور سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حقوق کو چھیننے والے خلفاء اور لڑنے والے خبثاء کے سلسلہ میں زبردست تبراء کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

علامہ مجلسیؒ غاصبین خلافت امیر المومنین علی علیہ السلام کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے بلکہ ان کے ماننے والوں کو ملحد و کافر سمجھتے ہیں اسی طرح مولا امیر المومنین علیہ السلام کے درو خلافت ظاہریہ میں ان کے خلاف سر اٹھانے والے بیعت شکن طلحہ و زبیر اور عائشہ کو صفین میں جمع عمرو عاص اور معاویہ کو نہروان میں جمع ہونے والے خارجیوں کو نہ صرف لائق تبرا سمجھتے ہیں بلکہ ان کے کفر و الحاد کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں " بحار الانوار کی آٹھائیسویں (۲۸) جلد منافقوں ،غاصبین خلافت اور ان کے مدد گاروں، بیعت توڑنے والے، ظلم و ستم کرنے والے، دین سے نکل جانے والے (یعنی جمل صفین اور نہروان والوں) کے کفر کو بیان کرتی ہے۔

علامہ مجلسیؒ کا یہ صرف دعویٰ نہیں ہے بلکہ آپ ۲۹ ویں جلد میں خطبہ فدکیہ کے بعد کچھ روایتیں نقل کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں مخالف و موافق طرق سے اس قدر روایات کو نقل کرنے

https://downloadshiabooks.com/

کے بعد میں گمان نہیں کرتا کہ کوئی اس کا انکار کر سکتا ہے کہ " ان فاطمۃ علیہا السلام کانت ساخطه علیهم ،حاکمة بکفرهم و ضلالتهم غیر مذعنة بامامتهم " جناب فاطمۃ زہراء علیہا السلام ان لوگوں پر ناراض تھیں، ان کی گمراہی بلکہ کفر کی قائل تھیں اور ان کی امامت کو نہیں مانتی تھیں اور نا ہی ان لوگوں کی اطاعت گذار تھیں اور ناراضگی اور نافرمانی کا یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہا جب تک کہ حضرت فاطمۃ زہراء علیہا السلام رضوان و کرامت الہی تک نہ پہنچ گئیں۔

"حاکمة بکفرهم" کا جملہ پکار کر کہہ رہا ہے کہ علامہ مجلسیؒ ہی نہیں بلکہ حضرت فاطمۃ زہراء علیہا السلام خلفاء ثلاثہ اور انکے حوالی موالی کے کفر کی قائل تھیں اس کے بعد علامہ مجلسیؒ ایک بڑی خطرناک بات مگر حقیقت پر مبنی بات کہتے ہوئے نہیں ہچکچاتے کہ جو شخص بھی ابو بکر کی امامت کا قائل ہے اسے یہ بھی کہنا چاہیئے کہ حضرت فاطمۃ زہراء علیہا السلام امامت ابو بکر کو نہ مان کر جاہلیت کی موت بلکہ کفر و گمراہی اور منافقت کی موت مری ہیں۔!

اپنے قول کی قباحت سے بخوبی واقف علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ ایسا قول تو بس کوئی ملحد اور زندیق ہی کہہ اور مان سکتا ہے کہ جناب سیدۃ معاذ اللہ کفر والحاد، یا نفاق و گمراہی کی موت مری ہیں لیکن امامت ابو بکر کے قائل کے قول کا یہی لازمہ ہے کہ وہ حضرت فاطمۃ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ خداوند متعال ہمارے شیعوں پر رحمت نازل فرمائے کہ ہمارے شیعہ ہماری خاطر آزار و اذیت کا شکار بنائے جاتے ہیں جبکہ ہم اہل بیت علیہم السلام اپنے شیعوں کی خاطر آزار و آذیت کا شکار نہیں بنائے جاتے ہیں ہمارے شیعہ ہم سے ہیں بتحقیق کہ وہ ہماری باقیماندہ طینت سے پیدا ہوئے ہیں اور ہماری ولایت کے نور

https://downloadshiabooks.com/

سے ان کا عجین تیار کیا گیا ہے وہ ہمیں اپنا امام انتخاب کرنے پر خوش ہیں اور ہم انہیں اپنا شیعہ انتخاب کرنے پر خوش ہیں انہیں ہماری مصیبتوں پر حزن و ملال ہوتا ہے ہمارے دکھ درد پر انہیں رونا آتا ہے وہ ہمارے حزن و غم میں محزون و مغموم ہو جاتے ہیں اور ہماری خوشیاں انہیں خوش کر دیتی ہیں اور ہم بھی ان کے دکھ درد سے درد محسوس کرتے ہیں ان کے احوال سے باخبر ہوتے ہیں لہذا وہ ہمارے ساتھ ہیں وہ ہم سے جدا نہیں ہوتے اور ہم بھی ان سے جدا نہیں ہوتے ہیں اس لیے کہ ہر غلام کی بازگشت اس کے مولا و آقا کی طرف ہوتی ہے اس کا اپنا بھروسہ اپنے آقا پر ہوتا ہے لہذا " فھم یھجرون من عادانا" وہ ہمارے دشمنوں سے دوری اختیار کرتے ہیں ان سے ھجر ان پسند کرتے ہیں جس جس نے ہم سے دشمنی و خصومت برتی ہے ہمارے شیعہ ان سے دوری بنائے رکھتے ہیں اور جو جو ہماری ولایت کے معترف ہیں ہمارے شیعہ ان کی مدح و ثناء علی الاعلان کرتے ہیں ان کے مداح ہوتے ہیں ہماری ولایت کا اقرار و اعتراف کرنے والوں کی ہمارے شیعہ تعریفیں کیا کرتے ہیں اور " و یباعدون من آذانا" اور جن جن لوگوں نے ہمیں اذیت پہنچائی ہے ہمیں ستایا ہے ہمارے اوپر ظلم و ستم کیا ہے ہمارے شیعہ ان سب سے دوری اختیار کرتے ہیں انہیں اپنے پاس پھٹکنے نہیں دیتے ان سے دوری بنائے رکھتے ہیں۔

لہذا معصومین علیہم السلام کی محبت و ولایت کا تقاضا پورا کرتے ہوئے اور اپنی شیعیت کا بھرم باقی رکھنے کے لیے ہر دشمن اہل بیت علیہم السلام سے بیزاری دوری بنائے رکھنا لازم ہے ان سے رشتہ الفت و محبت قائم کرنا سراسر فرامین معصومین علیہم السلام کی خلاف ورزی اور اپنے آپ کو دھوکہ دینا اور دوسروں کو گمراہ کرنا ہے دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے تبراء ان کو ستانے والوں سے دوری اختیار کرنا ہر مومن کا ولائی وظیفہ شرعی ذمہ داری اور ضرورت مذھب ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت میں آگے وارد ہوا ہے کہ خدایا ہمارے شیعوں کو ہماری حکومت میں زندہ کر دینا اور انہیں ہماری دولت و مملکت میں باقی رکھنا، خدایا بلا شبہ ہمارے شعہ ہم سے ہیں ان کی نسبت ہم سے ہے اور انہیں ہماری طرف ہی منسوب کیا جاتا ہے لہذا جو ہماری مصیبتوں کا تذکرہ کرے اور ہماری خاطر آنسو بہائے یا آنسو بہانے کی بزم سجائے تو اللہ عزوجل کو حیا آتی ہے کہ ایسے شخص کو آتش جہنم سے عذاب دے[25]۔

علامہ محمد بن یعقوب معروف بہ شیخ کلینیؒ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب الکافی کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا ہے پہلا حصہ اصول الکافی کے عنوان سے جانا پہچانا جاتا ہے دوسرا حصہ فروع الکافی کے عنوان سے معروف ہے اور تیسرا حصہ روضۃ الکافی کے نام سے متعارف ہے بیس سال کے عرصہ زحمات سفر اٹھا کر اس مرد زبردست نے الکافی مرتب فرمائی ہے اور الکافی کے تینوں اجزاء یکساں اہمیت و عظمت کے حامل ہیں پہلا حصہ عقائد سے متعلق ہے دوسرا حصہ عبادت سے متعلق ہے اور تیسرا حصہ اخلاق و کردار سے متعلق ہے اور تینوں ہماری مذھبی زندگی کا لائحہ عمل ہے۔

روضۃ الکافی میں سند کے ساتھ ذکر کی گئی روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وارد ہوئی ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے کائنات کی تین عظیم ھستیوں، بہترین ذوات مقدسہ اور خلائق الہی میں خیر الخلق اشخاص کے نام ذکر فرمائے ہیں اور پھر ان تین عظیم المرتبت ذوات مقدسہ خلق خدا میں خیار الخلق کے تین بدترین دشمن، شرار الخلق، شیطان کو شرمندہ کر دینے والے شیطانوں کا نام ذکر فرمایا ہے بعض نادان کہہ بیٹھتے ہیں کہ معصومین علیہم السلام نے نام بنام تو

25۔ المنتخب للطریحی، ص ۲۶۳

https://downloadshiabooks.com/

لعنت نہیں کی ہے آپ لوگ کیوں نام بنام لعنت کرتے ہیں انہیں چاہیئے کہ اصول فروع اور روضۃ الکافی کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیں پھر بات کریں، امام جعفر صادق علیہ السلام کی امامت وولایت کے منکر ہو جائیں پھر گفتگو کریں خیار الخلق اور شرار الخلق میں تمیز نہ کرسکنے کی عقلانیت و خرد سے بے بہرہ ہونے کا اعتراف کرلیں پھر اعتراض کریں۔

روضہ الکافی کی حدیث نمبر ۳۱۱ میں امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں" ثلاثۃ شرار الخلق" تین بدترین خلق خداہیں تین سے بدتر امام جعفر صادق علیہ السلام کے بیان کی روشنی میں بظاہر کوئی نہیں ہے اور تین بدمعاشوں ،اوباشوں میں خلق خدا کے بہترین لوگ ،خیار الخلق ،پسندیدہ ترین مخلوق الہی مبتلا ہوئے "ابو سفیان احدھم قاتل رسول اللہ و عاداہ" پہلا مردود شخص ملعون خلق ،شریر الخلائق ابو سفیان ہے اس ملعون نے رسول خداؐ سے جنگ کی اور ان کی دشمنی کے درپے رہا میں کہوں گا اے امام جعفر صادق علیہ السلام گستاخی معاف آپ کو تو علم ہے نا کہ ابوسفیان مسلمان ہو گیا اور آپ کے دادا نے فرمایا اسلام سابقہ کرتوتوں پر پانی پھیر دیتا ہے کیا یہ اچھی بات ہے کہ ایک بگڑے ہوئے انسان کے مسلمان ہو جانے کے بعد اس کے قبل از اسلام ،کردار پر آپ کیچڑ اچھال رہے ہیں آپ کو تو مسلمانوں کی اصطلاح کا علم ہے کہ گذشتہ را صلوات اور مضیٰ ما مضی ، تو آپ بھی اسی حاشیہ کے ساتھ فرماتے کہ ابو سفیان کبھی ایسا ویسا تھا بعد میں مسلمان ہو گیا تھا کبھی جنگ کی تھی کبھی دشمنی کی تھی اب تو وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا ہے پھر اس کے ماضی پر انگلی کیوں اٹھا رہے ہیں مؤدب لوگوں کے چکنے چپڑے قول کے مطابق گڑے مردے اکھاڑنے سے آپ کو کیا ملے گا مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کیا آپ کو یہ پتہ نہیں ہے کہ بعض مسلمانوں کے مقدسات میں ابوسفیان کا نام بھی داخل ہو جائے گا اور پھر آپ کو چاہنے والوں کو

https://downloadshiabooks.com/

اس کی مذمت کرنے پر اس کے اوپر لعنت بھیجنے پر، اس کی قدح کرنے پر حرملائی افکار کے خود اپنے بھی تیر سرزنش کا شکار بنائیں گے؟

تو شاید امام صادق علیہ السلام جواب میں فرمائیں کہ میں نے اپنے جد بزرگوار امیر المومنین علی علیہ السلام کی سیرت و کردار کو سامنے رکھ کر بات کر رہا ہوں میرے جد نے ابو سفیان سے دوٹوک فرمادیا تھا کہ تو کب سے اسلام کا ہمدرد بن گیا نیز امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے قرآن مجید کی آیتیں ہیں زلیخا زوجہ نبیؑ بنی مگر سابقہ گھنونے کریکٹر ذکر کیے گئے ہیں ازواج نبیؐ میں بعض کے دل ٹیڑھے ہو گئے تھے وہ منحرف تھیں رہتی دنیا تک ان کے کرتوت کا تذکرہ ہو گا اور ان سے نفرت و بیزاری کی جائے گی بھلے ہی وہ کسی خاص مسلک و مذہب کی سپر لیڈی ہی کیوں نہ ہو گھوشٹ کر دی جائے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۲

زیارت امام حسینؑ اور تبرا:

اس امر میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ زیارت امام حسین علیہ السلام ان شریف ترین اور بر ترین اعمال میں سے ہے جن کے اوپر جو ثواب بتلایا گیا ہے وہ کسی پر ڈھکا چھپا نہیں ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ حقیقت اجر و ثواب سے یا تو خدا آگاہ ہے یا اسکے معصوم اولیاء علیہم السلام یقیناً ہر شخص کی معرفت و عقیدت کی بنیاد پر زیارت امام حسین علیہ السلام کے اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے اور اس سنجیدہ و سنہرے عمل میں لعنت و برائت از دشمنان خداوند متعال کا بڑا دخل ہے شاید ہی کوئی ایسی زیارت معصوم علیہ السلام سے نقل ہوئی ہو کہ جس میں دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے بیزاری و دوری کا تذکرہ نہ ہو اور زائر امام حسین علیہ السلام بالکل ان پڑھ ہو تب بھی امام حسین علیہ السلام پر درود و سلام دینے کے ساتھ ان کے دشمنوں اور بانیان ظلم و ستم پر اپنے لب و لہجہ میں لعنت کرنا ضروری ہے اور لعن طعن اور تبراء کرنے والوں پر اللہ کا درود و سلام نازل ہوتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اگر کوئی مومن زیارت امام حسین علیہ السلام کو نہیں جا سکتا ہے تو وہ جہاں بھی ہو دور سے امام حسین علیہ السلام کو سلام دے سکتا ہے اور مظلوم کربلا پر گریہ کر سکتا ہے سید الشہداء امام حسین علیہ السلام اور تمام اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں سے تبراء اور ان پر لعن طعن اس قدر اہمیت کا حامل امر ہے کہ جناب رسول خداؐ نے امام حسین علیہ السلام پر گریہ وزاری اور دشمنوں سے تبراء اور برائت کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنے والوں اور دشمنان اہل بیت علیہم السلام پر تبراء کرنے والوں کے

https://downloadshiabooks.com/

اوپر ایک ساتھ یکساں خدا کا دورد و سلام نازل ہوتا ہے لیجیئے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی نقل کردہ ارشاد رسول خداؐ کو ملاحظہ فرمائیں آپ فرماتے ہیں کہ انحضرتؐ کا ارشاد گرامی ہے "الا و صلی اللہ علی الباکین علی الحسین رحمۃ و شفقۃ، والاعنین لاعدائھم والممتلیئن علیھم غیضا و حنقاً" آگاہ ہو جاؤ کہ خداوند متعال کا درود و سلام ہو از روئے شفقت و رحمت حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنے والوں کے اوپر اور دشمنان معصومین علیہم السلام پر لعنت کرنے والوں پر۔

ایک بے حد بیہودہ خیال بعض نادانوں سے دشمنان اہل بیت علیہم السلام کے ماروں کی زبان پر آجاتا ہے کہ جناب لعن طعن نہ کریں تبراء سے پرہیز کریں کہ دشمن سنیں گے تو وہ نے حد غیض و غضب میں آجائیں گے اور پھر وہ ایسا ویسا کریں گے وغیرہ۔

جواب میں عرض ہے کہ چودہ سو سال سے دشمنان اہل بیت علیہم السلام ان بزرگواروں کے چاہنے والوں سے خار کھائے بیٹھے ہیں لعن طعن اور تبراء نہ بھی ہو تو وہ موقعہ پا کر ہمیں تہس نہس کرتے رہتے ہیں لیکن ان سب کے باوجود ہمارے معصوم علیہ السلام محافظ ہماری حفاظت کی دعا کرتے رہتے ہیں ورنہ ہمارے دشمن ہمیں کب کا کچل چکے ہوتے اور بلائیں ہمیں پامال کر چکی ہوتیں، یقیناً موارد تقیہ میں ہمیں تقیہ سے کام لینا چاہیئے لیکن ہمارے پورے وجود میں عشق وولاء اہل بیت علیہم السلام کی طرح ان کے دشمنوں سے غیض و غضب اور نفرت و کینہ بھرا رہنا چاہیئے اور جب جہاں مناسب موقع ملے لعن طعن اور تبراء سے نہیں چوکنا چاہیئے کہ خداوند متعال کا درود و سلام مومنین پر بھی نازل ہوتا رہتا ہے کہ جن کا وجود دشمنان اہل بیت علیہم السلام کے بغض و کینہ اور نفرت سے بھرا ہوتا ہے اسی حدیث کا آخری فقرہ دوبارہ دیکھیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا

https://downloadshiabooks.com/

ہے کہ خدا کا درود و سلام اس مومنین کے اوپر بھی نازل ہو کہ جن کا پورا وجود دشمنان محمدؐ و آل محمدؐ سے پر ہوتا ہے۔ "الا و صلی اللہ علی الباکین علی الحسین رحمة و شفقة، والاعنین لاعدائهم والممتلیئن علیهم غیضا و حنقاً"۔ (تفسیر الامام العسکریؑ، ص۳۴۹ و بحار الانوار ۴۴،۳۰۴)

تبرا، صداقت کی علامت ہے:

اخلاق کی کتابوں میں صفاء نفس کے باب میں دو عنوان بڑی شد و مد کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے اور وہ ہے تخلیہ اور تحلیہ۔ تخلیہ کا مطلب ہے کہ برے صفات اور ناپسندیدہ اوصاف سے دوری اور نفس کے غلاظتون اور پلیدیوں سے پاک صاف کرنا جبکہ تحلیہ کا مطلب ہے کہ اچھے اخلاق اور پسندیدہ صفات سے نفس کو آراستہ کرنا تحلیہ کا مرحلہ تخلیہ کا بعد کا ہے یعنی اچھے صفات اور پسندیدہ اوصاف سے نفس اسی وقت آراستہ ہو سکتا ہے جبکہ نفس کو برے اخلاق سے خالی اور ناپسندیدہ صفات سے پاک صاف کر لیا گیا ہو۔

ٹھیک یہی صورت حال ایمان و عقیدت کی بھی ہے جو انسان اپنے دل کو دشمنان خدا و رسولؐ اور دشمنان آل رسولؐ کی محبت و اطاعت کی پلیدی و کثافت سے دور نہیں کرے گا اور مرحلہ تخلیہ کو پار نہیں کرے گا وہ اولیاء الٰہی اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی محبت کے زیور سے آراستہ نہیں ہو سکتا تبراء و بیزاری، ایمان کے باب میں تخلیہ کی حیثیت رکھتی ہے جبکہ تولاء اور محبت و مودت، تحلیہ کی حیثیت رکھتی ہے اور اگر کوئی شخص اہل بیت طاہرین علیہم السلام سے محبت و عقیدت کا دم بھرتا ہے مگر دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے نفرت و بیزاری نہیں کرتا وہ اپنے دعوائے محبت میں جھوٹا ہے اور اس کا ایمان آلودہ ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے

https://downloadshiabooks.com/

ہیں" کذب من ادعیٰ محبتنا ولم یتبراء من عدوّنا" وہ شخص جھوٹا ہے جو ہماری محبت کا دعویدار ہے اور ہمارے دشمنوں سے تبراء نہیں کرتا برائت و بیزاری ایمان کی صداقت کی پہچان ہے اور تبراء نہ کرنا دعوائے محبت میں جھوٹے ہونے کی علامت ہے۔ تخلیہ دل کے لیے تبراء ضروری ہے اسی لیے علامہ شیخ یعقوب کلینیؒ کے شاگرد رشید۔

مصیبت و بلاء کا ایک اور مفہوم:

تقیہ و مدارات کے ماحول میں بھی اہل ولاء کو ہوشیار رہنا چاہیئے اور خاص طور پر جس بزم اہل بیت علیہم السلام کی کسی شکل و صورت میں توتوہین کی جارہی ہو وہاں قطعاً حاضر نہیں ہونا چاہیئے اور اگر اتفاق سے ایسی بزم میں کسی وجہ سے حضور و شرکت ہو جائے تو جتنی جلدی ہو سکے اس محل و مکان کو ترک کر دینا چاہیئے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے "اذا ابتلیت باهل النصب و مجالستهم" جب تم کسی ناصبی سے مبتلا ہو جاؤ اور ان کی بزم میں ٹھہرنے اور بیٹھنے میں مجبور ہو جاؤ تو "فکن کانك علی الرضف حتی تقوم" اس شخص کے مانند وہاں سے بھاگنے پر اتاولے رہو کہ جیسے وہ گرم لوہے یا دہکتے پتھر پر مجبور بیٹھا ہوا ہے کہ جونہی موقع ملے وہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہو گا۔

امام علیہ السلام نے " اذا ابتلیت "یعنی مبتلی ہو جاؤ تو کا لفظ استعمال کیا ہے ناصبیوں کی بزم میں خود سے جانا تو ممنوع ہے پھنس جانے کی صورت میں دھکتے پتھر اور جلتے لوہے پر بیٹھنے سے تعبیر کر کے امام علیہ السلام نے شدت کے ساتھ دشمنوں سے دوری بنائے رکھنے کی تلقین کی ہے

https://downloadshiabooks.com/

کلمہ ابتلیت کے ذریعہ واضح کر دیا ہے یہ بلا و مصیبت خود سے پالنے کی اجازت نہیں ہے اتفاقی طور پر دشمنوں میں مبتلا ہو جائے اور کسی معصوم یا مومن کو برا بھلا کہہ رہے ہوں تو اولین فرصت میں وہاں سے فرار اختیار کرنا مومن کی شرعی ذمہ داری ہے اس لیے کہ وہاں قہر و عذاب الٰہی کا نزول ہو تا ہے اور وہاں بیٹھا مومن بھی قہر و غضب اور انتقام الٰہی کا شکار ہو سکتا ہے جناب علامہ کبیر مجلسیؒ اس حدیث کی تشریح کے بعد فرماتے ہیں "یجب الاحتراز عن مجالستھم اذا لم تکن تقیة" دشمنان اہل بیت علیہم السلام کی ہم نشینی سے دوری اختیار کرنا واجب ہے اگر محل تقیہ مورد مدارات نہ ہو[26]۔

عبد اللہ بن مسعود جناب رسول خداؐ کے صحابی کوفہ سے مدینہ واپس آئے تو اس وقت عثمان منبر پر خطبہ دے رہا تھا جیسے عبد اللہ بن مسعود پر نظر پڑی عثمان تیزی سے بولا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ تمہارے پاس ایک بد ترین و حقیر ترین کپڑا اپنے خوراک کو روندھتا ہوا آپہنچا ہے الغدیر میں واقدی سے نقل ہوا ہے کہ عثمان نے کہا "یا ایھا الناس انه قد طرقکم اللیلة دویبة من یمشی علی طعامه یقئی و یسلح" عبد اللہ بن مسعود نے کہا میں ایسا نہیں ہوں بلکہ میں رسول خداؐ کا وہ صحابی ہوں کہ جو جنگ بدر میں انہیں کہ ہم رکاب تھا اور بیعت رضوان میں بیعت کرنے والوں میں سے تھا (عثمان ان دونوں مقامات سے غائب تھا) عائشہ نے بھی بعد مداخلت کی لیکن عثمان کے حکم سے جناب عبد اللہ بن مسعود کو مسجد سے گھسیٹ کر باہر کر دیا عثمان کے ایک غلام کا نام یحموم تھا جس نے عبد اللہ بن مسعود کی ٹانگیں پکڑ کر کھینچتے ہوئے انہیں مسجد سے باہر لے کر جا کر اس زور سے پٹکا کہ ان کی پسلیاں ٹوٹ گئیں امام علی علیہ السلام نے بھی اعتراض کیا مگر کوئی سنوائی نہیں

26۔ بحار الانوار ۲۱۹،۱۷

https://downloadshiabooks.com/

ہوئی جناب عبد اللہ بن مسعود نے اس موقع پر جو فتویٰ صادر فرمایا ہے بقول بلاذری "ان دم عثمان حلال" عثمان کا خون حلال ہے ابن حجر عسقلانی نے المطالب العالیۃ ۳/۱۴۳ پر بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابو خالد قماط سے فرمایا کہ "ان الله خلقنا من اعلی علیین و خلق قلوب شیعتنا من حیث خلقنا و خلق ابدانهم من دون ذالك فمن ثم صارت قلوبهم تحن الینا" بلا شبہ اللہ نے ہم اہل بیت علیہم السلام کو اعلی علیین سے خلق فرمایا ہے اور ہمارے شیعوں کے دلوں کو اسی اعلی علیین سے خلق کیا ہے جس سے ہمیں خلق کیا ہے اور ان کے جسموں کو اس سے کمترین شی سے پیدا کیا ہے یہی وجہ ہے کہ (ان کے ابدان انحراف کا شکار ہوتے ہیں) مگر ان کے دل ہماری طرف مائل رہتے ہیں اور ہمارے دشمنوں کو اللہ نے یحموم سے خلق کیا ہے اور ہمارے دشمنوں کے چاہنے والوں کے دلوں کو اسی یحموم سے خلق کیا ہے جس سے ہمارے دشمنوں کو خلق کیا ہے یہی وجہ ہے کہ (ان کے ابدان کبھی اچھائیوں کی طرف جاتے ہیں مگر) ان کے دل ہمارے اعداء کی طرف میلان رکھتے ہیں یحموم سیاہ ترین دھویں کو کہتے ہیں۔[27] "وان الله خلق عدونا من یحموم و خلق قلوب شیعتهم من حیث خلقهم فمن صارت قلوبهم تحن الیهم"[28]۔

27۔ مجمع البحرین ۱،۴۶۰

28۔ مشکاۃ الانوار: ۱۷۳

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۳

تبراء کی مخالفت کیوں؟

بعض لوگ تبراء کی مخالفت اس لیے کرتے ہیں کہ ان کی نظر تبراء تفرقہ وانتشار کا باعث ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اگر مومنین اپنے دشمنوں اور اپنے اماموں کے دشمنوں سے بیزاری و برائت کا اعلان کریں گے تو لوگوں کے درمیان تفرقہ پیدا ہو گا اور معاشرہ بکھر کر رہ جائے گا اور اپنی بات کو صحیح ثابت کرنے کے لیے وہ چند آیتوں اور روایتوں سے بھی استناد کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ انکی بات درست ہے حالانکہ انہیں درج ذیل باتوں پر توجہ دینی چاہیئے اور غلط فہمی سے باہر نکل آنا چاہیئے۔

۱: تبرا پہلے مرحلہ میں دل کا مسئلہ ہے اور اس کا تعلق انسان اور خدا کے درمیان ہے یعنی انسان کو پہلی فرصت میں خدا اور رسولؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کے دشمنوں سے دل ہی دل میں نفرت و بیزاری کرنی ہے ہر جگہ ہر مقام پر زبان و ہاتھ سے تبرائی کام انجام نہیں دینا ہے اسی لیے اسلام نے روز ظہور امام زمان علیہ السلام تک مومنین کے اوپر تقیہ مداراتی فرض کر رکھا ہے۔

۲: دوسرے مرحلہ میں تبرا اظہار بیزاری سے عمل و کردار میں، مصلحت پسندی سے جب کام چل سکتا ہے تقیہ کے عنوان سے چلایا جاسکتا ہے ورنہ اہل ایمان کو اپنے ایمان و عقیدہ میں سر سخت ہونا چاہیئے اور دشمنان دین سے سمجھوتا نہیں کرنا چاہیئے البتہ محل تقیہ میں۔

https://downloadshiabooks.com/

۳: تبراء باطل کی خلاف ورزی ہے، حق کے بعد صرف گمراہی ہوتی ہے اور امام سجاد علیہ السلام کے اتباع میں ہمیں خدا اور رسولؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام سے بیگانہ لوگوں سے دوری بنائے رکھنے کا حکم ہے آپ فرماتے ہیں " اللهم صلی علی محمد وآل محمد ولا تبتلینی بالکسل عن عبادتك ولا بجاهة من تفرق عنك" خدایا درود بھیج محمد و آل محمدؐ پر اور مجھے ایسے لوگوں میں مبتلانہ کر جو تجھ سے جدا ہو چکے ہیں تبراء کی مخالفت کا مطلب دشمنان خدا سے اتحاد کی کوشش ہے امام سجاد علیہ السلام اس اتحاد کو بیماری سمجھتے ہیں۔

۴: تبراء کی مخالفت در حقیقت حق و باطل کی آمیزش چاہتا ہے وہ جنت اور دوزخ کو ملانا چاہتا ہے وہ جہالت اور علم کی دوستی کا خواہاں ہے وہ خوش بختی اور بد بختی میں تال میل چاہتا ہے قرآن مجید کا اعلان ہے کہ اللہ نے کسی کے وجود میں دو دل نہیں رکھے ہیں کہ ایک سے خدا اولیاء خدا سے محبت کا دم بھرے اور دوسرے سے دشمنان ائمہ ھدیٰ علیہم السلام سے محبت بھی کرے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے " انما هلك الناس حين ساووا بين ائمة الهدی و بين ائمة الكفر" لوگوں کی ہلاکت صرف اس لیے پکی ہے کہ انہوں نے ائمہ ھدیٰ علیہم السلام اور ائمہ کفر و ضلالت میں برابری و مساوات سمجھا ہے اور یہ خیال کر رکھا ہے کہ جو بھی مسند خلافت پر براجمان ہو چاہے وہ نیکو کار ہو یا بد کار وہ واجب الاطاعۃ ہے حالانکہ قرآن نے مجرمین کو مسلمین کے برابر اور اندھے کو بینا کے جیسا قرار نہیں دیا ہے قرآن مجید کا اعلان ہے کہ "هل يستوی الاعمی والبصير ام هل تستوی الظلمات والنور"۔ کہہ دیجیئے کہ کیا اندھا اور بینا ایک جیسے ہو سکتے ہیں یا نور و ظلمت برابر ہو سکتے ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

۵: سب سے بڑا اتحادی بعد رسولؐ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام تھے جو خود آپ نے ایک خط میں امت اسلامی کے درمیان اتحاد کا سب سے بڑا حریص اپنے آپ کو قرار دیا ہے لیکن حق و حقیقت کو برملا کرنے میں اور سربراہان سقیفہ کو ننگا کرنے میں نہ صرف آپ نے کوئی کسر چھوڑی ہے نہ آپ کی زوجہ مکرمہ حضرت سیدۃ زھراء علیہا السلام نے کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا اور نہ ہی آپ کی نسل پاک کے سربراہان مسلمین و ائمہ مومنین نے خبیثوں کے چہرے سے نقاب ہٹانے میں کوتاہی فرمائی۔

کیا رات کو اپنی زخمی زوجہ اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو مہاجرین و انصار کے دروازے پر جا جا کر علی ابن ابی طالب علیہ السلام اتحاد کی دعوت دے رہے تھے یا سربراہان سقیفہ سے ٹکرانے کے لیے مدد مانگ رہے تھے؟

کیا پہلے خطبہ خلیفہ اول سے لے کر اس کے مرنے تک اصحاب امام علی علیہ السلام کڑی نکتہ چینی اور احتجاج و استدلال کر کے اتحاد کی دعوت دے رہے تھے اور بالائے منبر سربراہ امت اسلامی بن جانے والے کو ذلیل و رسواء نہیں کر رہے تھے کیوں کسی دن امیر المومنین علیہ السلام نے نہیں ٹوکا؟

کیا خطبہ فدکیہ میں حضرت فاطمۃ الزھراء علیہا السلام سربراہان سقیفہ کو منافق، کافر اور پیرو شیطان کہہ کر اتحاد کی دعوت دے رہی تھیں ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ نبیؐ کی بیٹی آ کر برملا اعلان کرتیں کہ خبر دار میرے باباؐ کے بوڑھے صحابی ہیں ان کا احترام کرو ان کا ساتھ دو ان سے ملکر دین اسلام کو پھیلاؤ میرے باباؐ کے سسر ہیں میرے نانا ہیں ان سربراہان سے ہر ممکن تعاون کرو؟

https://downloadshiabooks.com/

۶: مخالفین تبراء چاہتے ہیں کہ تبرائی آیات کے معنی و مفہوم کو نہ سمجھیں خبیثوں کے بارے میں وارد روایات معصومین علیہم السلام کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیں وہ آیات قرآنیہ جن کی تاویل سربراہان سقیفہ کے بارے میں ہوئی ہیں اس پر خط بطلان کھینچ دیں قرآن کی مخالفت کریں اور ان بیانات کی بھی مخالفت کریں جو ائمہ طاہرین علیہم السلام نے بیان کی ہیں ان بیش بہا خزانوں کو اندھی کوٹھری میں بند کر دیں جو ہزاروں بلاؤں کو جھیل کر قتل وغارت سے بچتے بچاتے اصحاب مخلص و روایان قوت و صراس کے ماحول کے باوجود بڑی امانت داری کے ساتھ ہم تک پہنچایا ہے خون دل پی کر نقل کیا ہے جان ہتھیلی پر رکھ کر ہم تک پہنچایا ہے یہ اہل بیت علیہم السلام کے چاہنے والوں سے کبھی نہیں ہو گا تقیہ کے بہانے حقائق کا کتمان ممنوع ہے روایات کے صدور کے یقین کے بعد ان کی ٹھنڈی تاویلیں قدغن ہیں اپنے بچوں نوجوانوں کو عقائد حقہ سے روشناس کرانا کہ جس کا ایک حصہ دشمنان خدا سے برائت و بیزاری ہے تمام دشمنان اہل بیت علیہم السلام پر واجب ہے۔

۷: تبراء کے مخالف آیت اتحاد کو بھی صحیح سے نہیں سمجھ پا رہے ہیں وہ "لا تفرقوا" تک پہنچ گئے "واعتصموا" میں اٹک گئے ہیں مگر قرآن نے صرف لا تفرقوا کہا ہے کیا اس سے پہلے واعتصموا نہیں ہے اعتصام و تمسک کا امر بھول کر تفرقوا کی نہی سے چھیڑ خانی کرنے کا حق کس نے دیا ہے جمیعا کی قید پہلے ہے اور امر اعتصام سے متعلق ہے لا تفرقوا سے نہیں ہے اتحاد کے ساتھ جمیعاً کی قید ہے مگر ہم کو محور اتحاد تو معلوم ہونا چاہیئے اگر لا تفرقوا : تفرقہ سے نہی وجوب رکھتی ہے تو پھر واعتصموا کا امر و دستور بھی وجوب پر دلالت کرتا ہے ؟!

https://downloadshiabooks.com/

اسی آیت کے ذیل میں امام محمد باقر علیہ السلام کی کیا بہترین حدیث وارد ہوئی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ کو خوب پتہ تھا کہ امت تفرقہ کا شکار ہو گی ایک بار نہیں بارھا تفرقہ و انتشار کی گھنٹی رسول خداؐ نے اصحاب کے درمیان بجائی تھی اور اصحاب بھی خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ بعد رسولؐ ہنگامہ ہونے والا ہے پارٹیاں بننے والی ہیں لڑائی جھگڑے ہونے والے ہیں خدا کو بھی اعلم ازل تھا کہ میرے رسولؐ کے بعد اس کے اپنے چاہنے والے بکھر جائیں گے لہذا پیش بندی لازم ہے خدا کے واحد نبیؐ خاتم کو مرکز اتحاد کی تبلیغ کا حکم دے دیا امام باقر علیہ السلام کے الفاظ میں سنیں فرماتے ہیں " ان اللہ تبارك و تعالی علم انهم سیفرقون بعد بینهم و یختلفون" خدا کو پتہ تھا کہ اپنے نبیؐ کی آنکھ بند ہونے کے بعد نہ صرف انتشار کا شکار ہو جائیں گے بلکہ پارٹی بندی کر کے خوب ایک دوسرے کے خلاف یلغار کریں گے لہذا "نهاهم اللہ عن التفرق کما نهی من کان قبلهم " تو خداوند نے انہیں افتراق و انتشار سے اسی طرح منع کیا جس طرح سے ان سے قبل والوں کو منع کیا تھا مطلب یہ کہ تفرقہ کی بیماری پرانی ہے اور ہر قوم اپنے نبیؑ کے بعد اسی مرض مبتلا ہوئی ہے اور بیماری لاحق ہونے سے پہلے ہی خدا نے دواء کا بندوبست کر دیا تھا وہ دواء اور ٹیبلٹ کیا تھا جو اس بیماری انتشار کا جڑ توڑ علاج کر سکتا تھا ہر نبیؑ کا وصیؑ و جانشین برحق، جناب موسی اولوالعزم صاحب کتاب و صاحب شریعت نبیؑ کے بعد قوم جناب موسیؑ ۷۱ فرقوں میں بٹی سارے ہلاک یوشع بن نون کی پارٹی نجات یافتہ، جناب عیسیؑ اولوالعزم صاحب کتاب صاحب شریعت نبی کے بعد قوم عیسیؑ ۷۲ فرقوں میں بٹی سارے ہلاک شمعون الصفا کی پارٹی نجات یافتہ، حضرت رسول خداؐ خاتم النبیین خاتمۃ الشریعۃ خاتمۃ الکتاب خاتمۃ الادیان کے بعد قوم نبی محمدؐ ۷۳ فرقوں میں بٹنی ہے افتراق ہونا ہے آپ چاہے جتنی کوشش اتحاد و وحدت کر لیں قدرت کا لکھا مٹا نہیں سکتے نبیؐ کا

https://downloadshiabooks.com/

فرمان محو نہیں کر سکتے قرآن و احادیث کا بیان ٹل نہیں سکتا یہ قوم ۷۳ فرقوں میں بٹنی ہے بس ایک پارٹی نجات یافتہ ہے اس پارٹی کے لیے کنوسنگ کیجئے اسی مرکز اتحاد پر زور دیجئے کہاں قرآن نے اتحاد المسلمون اخوۃ کہا ہے ''انما االمومنون اخوۃ'' ہے بھائی چارگی شیعوں میں پیدا کرنے کی بجائے کیوں ان کو سقیفائی بتوں کی پوجا کی دعوت دی جارہی ہے۔

۸: حضرات معصومین علیہم السلام سب سے بڑے اتحادی تھے مگر قبیلہ ای اتحاد، رشتہ داری کا اتحاد، قومی اتحاد ملکی اتحاد وغیرہ کسی حد تک قابل حصہ ہے دینی، مذھبی اتحاد ہرگز دلیل جناب امام سجاد علیہ السلام کے سامنے ایک شامی آکر کہنے لگا تیرے باپ (مراد امام کے جد بزرگوار حضرت امیر المومنینؑ) نے مومنین کا خون بہایا ہے امام علیہ السلام کی آنکھوں میں اشک جاری ہو گئے آنسوؤں کو پونچھ کر فرمایا تیرے پاس کیا دلیل ہے کہ میرے باپ نے مومنین کا خون بہایا ہے کہنے لگا تیرے باپ نے خود تو ہی کہا ہے کہ " اخواننا قد بغوا علینا فقاتلنا اللہ علی بسیفھم " امام علیہ السلام نے فرمایا قرآن پڑھتا ہے اس نے اقرار کیا کہ چند آیتیں امام علیہ السلام نے ذکر کی کہ جس میں شعیب علیہ السلام کو مدین والوں کا بھائی، صالح علیہ السلام کو ثمود والوں کا بھائی، جناب ھود علیہ السلام کو عاد کا بھائی جناب نوح علیہ السلام کو اپنی قوم کا بھائی بھی کہا ہے امام علیہ السلام نے پوچھا بتلا لوگ پیغمبروں کے دینی بھائی تھے یا قومی اس نے اقرار کیا کہ اور کہا ہرگز وہ دینی بھائی نہیں تھے امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا اسی طرح میرے جد کے وہ قومی و قبیلہ ای بھائی تھے ہرگز دینی بھائی نہیں تھے شامی بول پڑا آپ نے میری مشکل حل کر دی ہے خدا آپ کی مشکل کو حل فرمائے۔

https://downloadshiabooks.com/

اس وقت اس روایت کی تصحیح کا موقع نہیں تھا غلط طریقہ سے پروپیگنڈہ کے ذریعہ کلمہ اخو اتنا بڑھا دیا گیا تھا امام علیہ السلام کی تصحیح سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوتا امام علیہ السلام نے اصل مطلب کو سمجھا کر شامی کو مطمئن کر دیا ورنہ بقول شیعہ یہ روایت شاذ ہے۔

قال الامام الصادقؑ "وما ینفعك ذاك وانت كافر بحجة الدهر والزمان" محبت اہل بیت علیہم السلام کے مدعی سنیوں وھابیوں کے دعوے سے دھوکہ نہ کھائیں مدح اہل بیت علیہم السلام و ذاکرین مخالفین کی مدح و ثناء انہیں مفید واقع نہیں ہوگی اس کی کیا گارنٹی نہیں ہے مگر چانس ہے دلیل سید حمیری کی مداحی و محبت ہے مگر وقت کے امام سے ناآشنائی مداحی و محبت کار گر ہوتی راہ راست پر آگئے ایک بار محضر امام صادق علیہ السلام میں ان کی مداحی اشعار اور محبت کی گفتگو چھڑ گئی مولا نے ایک جملہ کہہ کر سب کے بیانات پر پانی پھیر دیا فرمایا "السید كافر" بات دھن بدھن ہوتے ہوئے سید کے کانوں میں پہنچیں مولا کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے "یا سیدی انا كافر مع شدة حبی لكم و معاداتی الناس فیكم" امام علیہ السلام نے یہی فقرہ فرمایا اس کے بعد سید کا ہاتھ پکڑا ایک گھر میں لے گئے وہاں ایک قبر تھی دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد "ضرب بیده علی القبر" قبر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی مٹی ہٹ گئی "فخرج شخص من قبره ینفق التراب عن راسه ولحیته" امام علیہ السلام نے پوچھا آپ کون ہیں انہوں نے اپنا تعارف پیش کیا پھر پوچھا میں کون ہوں ؟ زندہ میت نے کہا "جعفر بن محمد الدهر والزمان" سید حمیری یہ معجزہ دیکھ کر توبہ کی امام علیہ السلام کی خدمت میں عذر و معذرت کے بعد ایک زبردست قصیدہ کیا جس کا مطلع ہے۔ تجعفرت باسم الله فیمن تجفروا ۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۴

تبرائی ملتِ گریہ کن:

ہمیں ملت گریہ کن کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے اس عنوان میں یقینا سچائی ہے لیکن ہم صرف ملت گریہ کن ہی نہیں ہیں بلکہ ملت تبراء کن بھی ہیں انشاء اللہ آگے کے دروس میں تبرائی شعراء، تبرائی فقہاء، تبرائی خطباء، تبرائی وکلاء، تبرائی مراجع و مجتہدین اور ان کے تبرائی آثار کا جائزہ لیا جائے گا۔

ہمیں ملت گریہ کن کہنے میں جہاں مکمل سچائی ہے وہیں ملت تبراء کن میں بھی سچائی مانا جاتا ہے اور گریہ کا تبرا سے بڑا گہرا رشتہ ہے گریہ وزاری جہاں مظلوم کربلا اور دیگر معصوم مظلومین علیہم السلام سے ہمارے گہرے ربط کی علامت ہے وہیں تبرا و بیزاری ظالموں، قاتلوں اور اہل بیت علیہم السلام کو ستانے والے حرام خوروں سے ہماری شدید نفرت ولا تعلقی و بیزاری کی علامت ہے یہ لفاظی نہیں کلام معصومین علیہم السلام میں گریہ وزاری کے ساتھ تبرا و دشمنی کا ذکر آیا ہے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام جناب رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے "الا و صلی علی الباکین علی الحسین ﷺ رحمة و شفقة واللاعنین لاعدائهم والممتلئین علیهم غیضاً و حنقاً" آگاہ ہو جاؤ کہ خدا کا درود و سلام ہو ان لوگوں پر جو ازروئے شفقت و رحمت میرے لال حسین مظلوم علیہ السلام پر گریہ کریں گے اور میرے اہل بیت علیہم السلام دشمنوں پر لعنت کریں گے اور صرف لعنت و برائت ہی نہیں بلکہ ان کا پورا وجود دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے بغض و کینہ اور نفرت، بیزاری سے بھرا ہوا ہو گا۔

دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے بغض و کینہ، نفرت و بیزاری ہمارے دلوں میں اگر بھرا ہوا ہے تو اس کے اثرات نمودار ہونے چاہییں موقع و محل کو دیکھ کر دشمنان آل محمدؑ سے تبراء نہ کرنے والا یا ٹھنڈا ہے یا بہکا ہوا ہے حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ ہم اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں سے مورد تقیہ کو چھوڑ کر لعنت و تبراء سے سکوت اختیار کرنے والے پر خدا کی لعنت ہو پیغمبر خداؐ کا جملہ سنیئے فرماتے ہیں " الا و لعن الله قتلة الحسینؑ و محبیهم و ناصریهم والساکتین عن لعنهم من غیر تقیه" آگاہ ہو جاؤ خداوند متعال قاتلین امام حسین علیہ السلام پر لعنت کرتا ہے قاتلوں کے محبوں اور مددگاروں پر بھی پر خدا کی لعنت ہو پھر فرماتے ہیں بغیر تقیہ کے ان کے سارے مردودوں پر لعنت کرنے سے سکوت اختیار کرنے والوں پر بھی خدا کی لعنت ہو۔

اللہ کا رسولؐ ملت گریہ کن پر اور ملت تبراء کن پر درود و سلام بھیجتا ہے اور خود خدا بھی ملت گریہ کن و ملت تبراء کن پر درود و سلام بھیجتا ہے وہی خدا اور وہی رسولؐ خدا دشمنان اہل بیت علیہم السلام پر لعنت کرتے ہیں اور صرف مردود قاتلوں ان کے محبوں اور ناصروں پر ہی لعنت نہیں کرتے بلکہ ان کے اور پر لعنت سے سکوت کرنے والوں پر بھی لعنت کرتے ہیں۔

اور سورۃ بقرہ آیت نمبر ۸۴ میں "اذا اخذنا میثاقکم لا تسفقون دمائکم " کی تفسیر میں رسول خداؐ کا ارشاد ہے کہ اس آیت کا مخاطب یہودی ہیں جنہوں نے اعہد و پیمان الٰہی کو توڑ دیا تھا اور رسولوں کی تکذیب کرتے تھے اور اولیاء اللہ کو قتل کرتے تھے پھر آپ نے فرمایا سنو اور آگاہ رہو کہ "افلا انبئکم بمن یضاهیهم من یهود هذه الامة" کیا میں تمہیں اس امت کے

https://downloadshiabooks.com/

یہودیوں کے بارے میں نہ خبر دوں جو قاتلین انبیاء قاتلین اولیاء یعنی بنی اسرائیل کے جرم و خباثت کے مانند مجرم اور قاتل ہیں؟!

اصحاب نے سوال کیا ضرور بیان فرمائیں اے اللہ کے رسولؐ! تو آنحضرتؐ نے فرمایا یہ لوگ میری امت سے ہونے کے دعویدار ہوں گے لیکن میری ذریت کے پاک و پاکیزہ لوگوں کو شہید کریں گے میری سنت و شریعت کو تبدیل کریں گے اور میرے نواسوں، حسنؑ و حسینؑ کو اسی طرح شہید کریں جس طرح ان کے اسلاف نے حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحیی علیہما السلام کو قتل کیا تھا "الا وان الله یلعنهم کما لعنهم " خبردار ہو جاؤ کہ خداوند کریم ان مردودوں کے اوپر ایسے ہی لعنت کرے گا جیسے کہ قاتلین جناب یحیی وزکریا علیہما السلام پر اس نے لعنت کی تھی۔

دشمنان اہل بیت علیہم السلام کا زمانہ ظہور امام مہدی علیہ السلام تک خاتمہ نہیں ہو گا بنی امیہ کے طرفداروں کی مٹی پلید ہو گی مگر حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں سرزمین کربلاء پر سبط رسول خداؐ کو بھوکا پیاسا ذبح کرنے والوں کی نسلوں پر لعنت ہوتی رہے گی یہ صرف ملت گریہ کن ہوتے تو دشمنوں کو اتنا بے چینی و پریشانی نہ ہوتی کہہ دیتے ان کا کام ہی ہے رونا انہیں رونے دو لیکن انہیں پریشانی ہمارے ملت تبراء کن ہونے سے ہے اور ان کو بھی پتہ ہے کہ یاد شہید کربلا صرف رلاتی نہیں ہے دشمنوں کا بغض اور ان سے نفرت بھی دلوں میں بھرتی ہے اس لیے ان کے بزرگوں غزالی ملعون جیسے لوگوں نے ذکر حسین علیہ السلام سے منع کیا ہے کیونکہ قاتلین حسین علیہ السلام سے نفرت پیدا ہو گی اور یہ نفرت قاتلوں سے تجاوز کر کے قتل کا زینہ فراہم کرنے

https://downloadshiabooks.com/

والے صدر اسلام کے کتوں تک پہنچے گی جنہوں نے سقیفہ بنی ساعدہ میں اہل بیت علیہم السلام پر ظلم وستم کا بیج بویا تھا۔

ہم روتے ہیں تکلیف انہیں ہوئی ہے جانتے ہیں کیوں؟ کیونکہ ان آنسوؤں کی قدر و قیمت انہوں نے روایات نبوی کی روشنی میں کچھ حد تک اندازہ کر لیا ہے مصائب اہل بیت علیہم السلام پر گریہ اور خاص طور سے مظلوم کربلا کے غم میں بہنے والے آنسو، رومال سیدہؑ میں جمع ہوتے ہوں یا نہ ہوتے ہوں مجھے اس روایت پر تبصرہ نہیں کرنا ہے مگر امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے جد بزرگوار سے نقل کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے ملت گریہ کن کے آنسوؤں کو جمع کرنے کے لیے اپنے مقرب بارگاہ فرشتوں کو تعینات کر رکھا ہے وہ ہر بزم میں وہر مجلس حسین علیہ السلام مین پہنچ کر رونے والوں کے آنسوؤں کو جمع کر کے سیدھے جنت میں لے جاکر وہاں انہار جنت میں گرا دیتے ہیں پھر ہوتا کیا ہے روایت کا فقرہ ہے " ان اللہ لیأمرہ ملائکۃ المقربین ان یتلقوا دموعھم المصبوبۃ لقتل الحسین علیہ السلام الی الخزان فی الجنان فیمزجوھا بماء الحیوان فتزید عذوبتھا و طیبھا الف ضعفھا" ہم جنت میں جانے سے پہلے ہی اپنی ابدی زندگی کے اسباب فراہم کر چکے ہیں مقرب فرشتے صرف ہمارے آنسوؤں ہی نہیں بلکہ دشمنوں کے خوشی کے آنسو اور ان کی قتل حسین علیہ السلام پر خوشی کا نچوڑ بھی جمع کرتے رہتے تھے اور انہیں جہنم پر تعینات فرشتوں کو سونپ دیتے ہیں جو اسے حمیم، صدید، غساق، غسلین وغیرہ میں مخلوط کر دیتے ہیں جس سے اس کی شدت حرارت میں ہزار گنا اضافہ ہو جاتا ہے یعنی وہ بھی اپنی ابدی زندگی آگ کو بھڑکاتے جا رہے ہیں اور اپنے عذاب کی شدت میں برابر اضافہ کرتے جا رہے ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

شہادت امام حسین علیہ السلام سے راضی، شریک قاتلین ہیں ان کے لیے زمینہ فراہم کرنے والے اصحاب رسولؐ اور قاتلین حسین علیہ السلام سے محبت کرنے والے اور ان کی پیروی کرنے والے سب کے سب دین خدا سے بیگانہ ہیں یہ رسول خدا کا اعلان ہے فرماتے ہیں "الا ان الراضین بقتل الحسینؑ شرکاء قتلته ألا وان قتلته و اعوانهم و اشیاعهم و المعتقدین بهم براء من دین الله"[29]۔

29۔ بحار الانوار، ج۴۴، ص۳۰۴

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۵

عمرو بن حمق خزاعیؓ اور تبرا:

حضرت رسول خداؐ کے ہمیشہ جوان لگنے والے ہمیشہ کالی ڈاڑھی کے مالک دعاء نبیؐ شامل حال شخص جناب عمرو بن حمق خزاعیؓ جو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے بھی معتبر مولائی وصحابی تھے درجہ شہادت پر فائز ہونے والے اس عظیم الشان شخص کی زندگی کا نمایاں کارنامہ اپنے دور کے دجال عثمان بن عفان کا قتل ہے نوجوان اماموں حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی موجودگی میں اور حضرت امام علی علیہ السلام کے ہوتے ہوئے عثمان کی بینڈ بجانے والوں میں سر فہرست افراد میں رسول خداؐ کا یہ دین دار سمجھدار صحابی اور کئی اماموں کی بارگاہ میں شرف دیدار و شرف تلمیذ حاصل کرنے والے اس بہادر مومن و شیعی نے عثمان کے گھر میں گھس کر تیسرے بڈھے کے سینہ پر سوار ہوگیا وہ زخمی تھا محمد بن ابی بکرؓ کا خنجر اس کے پیٹ میں گھونپا جاچکا تھا اسے ذبح کرنے یا مارنے کی ضرروت نہیں تھی مگر طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۴۷ اٹھا کر دیکھ لیجیئے ہم تو صرف زبانی لعن طعن اور تبراء کرتے ہیں عمرو بن حمق خزاعیؓ نے ۹۰ سالہ صحابی رسول خلیفۃ المسلمین کہے جانے والے شیطان عثمان کے ساتھ کیا کیا طبقات میں ہے کہ "عمرو بن الحمق وثب علی عثمان" عمرو بن حمقؓ جہاں تھے وہیں سے عثمان پر کود پڑے "فجلس علی صدرہ" سیدھے سینے پر سوار ہوگئے "وبہ رمق" ابھی رمق حیات باقی تھی ظاہر ہے کہ زخمی ہو چکا تھا خون کافی بہہ چکا تھا چند لمحوں میں اس کی سانس اکھڑ جاتی کچھ کرنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن عمرو بن حمقؓ خزاعی اس کے سینہ پر سوار ہوگئے اور خنجر نکال کر ایک دو وار نہیں روایت طبقات کا فقرہ ہے "فطعنہ

تسع طعنات و قال" خنجر سے ۹ وار کیے اور فرمایا" اما ثلاث منهن فانی طعنتهن لله" میں نے ان ۹ ضربوں میں سے تین ضرب اس کے سینہ میں گھونپے صرف اور صرف خدا کے لیے مرتے کو مارنے میں مزا بھی ثواب بھی لے رہے ہیں یہ عمرو بن حمق خزاعیؓ صحابی نبیؐ و ولیؑ کا اتحادی عمل ہے ؟ ہم زبان سے عثمان کو شیطان کہیں تو تفرقہ پیدا کرنے والے کہے جائیں صحابی نبی و صحابی ائمہ علیہم السلام تیسرے شیطان کو ۹ وار کرے تو للہی عمل کہلائے۔

مزے کی بات یہ ہے کہ وہ مرنے والا تھا ذرا بھی خیال نہیں کیا کہ صحابی رسول ہے دو دو بیٹیاں دیکر رسول خداؐ نے ذوالنورین بنا دیا ہے ! قریب ۹۰ سال کا بوڑھا ہے زخمی ہو کر گر چکا ہے چند سانسوں کا مہمان ہے مرے کو کیا مارنا لیکن عمرو بن حمق خزاعیؓ کی تبرائی کارکردگی تاریخ میں کیسے ثبت ہوتی اور ہمیں کیسے پتہ چلتا کہ دشمنان اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ کیسا بیوہار کرنا چاہیئے پتے کی بات یہ ہے کہ عمرو بن حمق خزاعیؓ نے خدا کے لیے ثواب کی نیت سے صرف تین ضرب لگائی اور جسٹ ڈبل اپنی بھڑاس نکالی ہم تو ان خبیثوں کو لعن طعن کا نشانہ اس لیے بناتے ہیں کہ انہوں نے اہل بیت طاہرین علیہ السلام کا حق چھینا ہے ان کتوں نے در زھراء علیہا السلام پر آکر صرف بھونکا نہیں ہے بلکہ گھر میں آگ لگا دی ہے پھر بھی ہم اپنوں اور پرائوں کے زخم زبان کا نشانہ بنائے جارہے ہیں مگر عمرو بن حمق خزاعیؓ نے تین ضرب اللہ کے لیے لگائی باقی چھ ضرب کس کے لیے انہیں کے الفاظ سنیں کہتے ہیں" و اما ست فانی طعنت ایاهن لما کان فی صدری علیه" اور چھ ضرب میں اس کو اس لیے ماری تھی کہ اس کی جانب سے میرے دل میں بغض و عناد کے لاوے پک رہے تھے وہ پھٹ پڑے تھے پھر کیا تھا ساری بھڑاس نکال دی اور اس کا پیٹ اور سینہ چھلنی چھلنی کر دیا کیوں ؟" لما کان فی صدری" دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے۔

https://downloadshiabooks.com/

اور یہ بھی یاد رہے کہ محمد بن ابی بکرؓ ہوں یا کمیل بن زیادؒ یا عمرو بن حمق خزاعیؓ ہوں یا دیگر مخلص اصحاب امیر المومنین علیہ السلام یہ لوگ چپکے سے عثمان کو قتل نہیں کر رہے تھے بلکہ ان کی زبانیں بھی تلواروں اور خنجروں کی طرح عثمان کو مارتے وقت چل رہی تھیں گالی سے ذرا کم اور تبراء سے ذرا اونچے الفاظ میں یہ لوگ شیطان ثالث پر رمی کر رہے تھے اور اپنی مجتہد اماں کے فتویٰ پر عمل پیرا تھے اماں پاس ہوتیں تو دل سے ان بہادروں کو دعائیں دیتیں لیکن ہائے سیاست و ریاست طلبی، فتوے پر عمل پیرا ہونے والے متظاہرین مجرمین کی صف میں کھڑا کر دیئے گئے آشو بگر اور فتنہ پرور کہے گئے اتحاد کے شیرازہ کو بکھیرنے والے کہلائے گئے لیکن جو اس دور کا سب سے بڑا اتحادی سب سے بڑا امت مسلمہ میں وحدت کی دعوت دینے والا تھا اس نے کبھی کسی ایک جملہ سے بھی ان بہادروں کے عمل پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی بلکہ برجستہ اعلان کرتا ہوا پایا گیا "من کان سائلی عن دم عثمان " کون ہے جو خون عثمان کے بارے میں سوال کر رہا تھا عثمان کے قاتلین کے بارے میں سوال کر رہا تھا سنو سنو "فان الله قتله و انا معه"[30] ! عثمان کا قاتل خدا ہے اور میں خدا کے ساتھ ہوں عمرو بن حمق خزاعیؓ جیسے بہادروں کے عمل خون عثمان بہانے والے شیروں کے کارنامے کو معصوم امام خدا کا عمل بتلا رہا ہیں اور پھر اس عمل میں برابر کے شریک ہونے کا اعلان کر رہے ہیں عثمان کا خون بہانے کے لیے خدا اچرخ چہارم نے اپنی کرسی چھوڑ کر نہیں اترا تھا محمد بن ابی بکرؓ نجیب اسماء بنت عمیس اور کمیل بن زیاد نخعیؒ اور راز دار امیر المومنین علیہ السلام اور عمرو بن حمق خزاعیؓ صحابی رسول خداؐ نے موت کی گہری نیند سلایا تھا لیکن ان خیالوں کے پاکیزہ عمل کو امیر المومنین علی علیہ السلام نے اس قدر پسند کیا اور خدا پسند تھا کہ

30۔ بحار الانوار، ج ۳۱، ص ۱۶۴

https://downloadshiabooks.com/

صاف لفظوں میں امام علیہ السلام کہہ رہے ہیں کہ عثمان شیطان کا قاتل خدائے رحمان ہے اور میں کار خدا میں شریک نہ ہوتے ہوئے بھی شریک قتل عثمان ہوں۔

جناب عمرو بن حمق خزاعیؒ کی شہادت کے بعد امام حسین علیہ السلام نے معاویہ کے نام خط لکھا اور اسکی کڑی نکتہ چینی کی آپ نے معاویہ کو شہادت عمرو بن حمق خزاعیؒ پر مذمت کرتے ہوئے فرمایا "او لست عمرو بن حمق صاحب رسول الله ،العبد الصالح الذی ابتله العبادة فنحل جسمه و صفرت لونه بعدھما امنته[31]" کیا وہ تو ہی نہیں ہے جس نے عمرو بن حمق خزاعیؒ کو شہید کیا کہ جو رسول خداؐ کے نیک کردار صحابی اور صالح عبد الہی تھے جنہیں کثرت عبادت نے ضعیف و لاغر کر دیا تھا اور کثرت سجدہ و عبادت سے ان کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا حالانکہ تو نے انہیں امان دے رکھی تھی لیکن امان و عہد کو ٹھکرا کر شہید کروا ڈالا معاویہ ملعون نے عمرو بن حمق کو نہ پا کر ان کی زوجہ کو اسیر کرا لیا اور دو سال تک بلا وجہ قید میں رکھا ان کا نام آمنہ بنت شرید تھا دو سال کے بعد عمرو کو ان کی گود میں پھینکا گیا ایسے قاتلوں پر لعنت نہ کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہو۔

ابو حمزہ ثمالیؒ اور تبرا:

چار اماموں کی بارگاہ سے استفادہ کرنے والے ، جلیل القدر صحابی ائمہ طاہرین علیہم السلام جناب ابو حمزہ ثمالیؒ کون شیعہ ہو گا جو نہیں جانتا ،ماہ رمضان کی سحر میں پڑھی جانے والی معروف دعاء آپ کے نام کا جزو بن گئی ہے دعا ابو حمزہ ثمالیؒ معارف و علوم کا سمندر رہے یہ بزرگوار

31۔ رجال کشی، ۸۶۱

https://downloadshiabooks.com/

مسجد کوفہ میں ایک فقیہ کی مانند بیٹھتے تھے درس فقہ و عقائد دیا کرتے تھے آپ کے حلقہ درس میں بڑے بڑے بزرگان شرکت کرتے تھے اپنے بھی پرائے بھی بعض اصحاب ائمہ علیہم السلام جب مدینہ پہنچ کر براہ راست ائمہ علیہ السلامسے استفادہ نہیں کرپاتے تھے تو کوفہ میں جناب ابو حمزہ ثمالیؒ سے معارف دین اور احادیث ائمہ طاہرین علیہم السلام سنتے اور سیکھتے تھے نہایت پاکیزہ فطرت ، عقل و شعور والے متدین ذات کانام ابو حمزہ ثمالیؒ ہے۔

مگر اس جلیل القدر صحابی امام میں ایک بڑی خرابی تھی کہ اگر وہ آج ہوتے اور اس عیب کو دور نہ کرتے تو یقینا انہیں mi6 کے ایجنٹ کا خطاب ضرور مل جاتا وہ عیب و خرابی یہ تھی کہ بنی امیہ کے دور اقتدار میں کوفہ کے اندر اموی گورنروں کی موجودگی میں اپنے اور پرائے بڑے بڑے علماء کی موجودگی میں عراق کی سب سے بڑی مسجد مسجد کوفہ میں بیٹھ کر ملاء عام تقیہ چھوڑ کر عثمان پر لعن طعن اور تبراء کیا کرتے تھے انہین اتنا بھی شعور نہیں تھا کہ کہاں بیٹھے ہیں اور کیا ذکر کرنا چاہیئے کس مجمع میں ہیں اپنے تو اپنے پرائے علماء بھی استفادہ کرنے آتے تھے پھر بھی شروع ہو جاتے تھے حکمت سے کام لینا چاہیئے تھا لیکن نہیں اپنی تمام تر عظمتوں بزرگیوں کے باوجود ائمہ ضلال، خبثاء سقیفہ اور سربراہان باطل پر لے درود پر درود۔

شمس الدین ذھبی جو امام ذھبی کے عنوان سے سنیوں کا بہت بڑا امام اور عالم گذرا ہے اپنی کتاب میزان الاعتدال میں لکھتا ہے کہ عبد اللہ بن موسی کا بیان ہے کہ ہم لوگ ابو حمزہ ثمالیؒ کے حلقہ دروس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ سنی عالم دین ابن مبارک حاضر ہوئے تو ابو حمزہ ثمالیؒ نے عثمان کے بارے مین گفتگو شروع کردی اور پھر عثمان کو خوب جم کر سخت سست کہا لعن طعن اور تبراء کیا

بڑی برائی کی یہ دیکھ کر ابن مبارک اٹھ کھڑا ہوا اور جو کچھ ابو حمزہ ثمالیؒ سے سن کر جو احادیثیں لکھیں وہیں پھاڑ کر پھینک دی اور چلا گیا۔

اگر ابن مبارک کا بس چلتا تو شاید وہ ابو حمزہ ثمالیؒ کا گریبان پھاڑ ڈالتا یا پھر حاکم کوفہ سے شکایت کر کے ان کو کال کوٹھڑی میں ڈلوا سکتا تھا مزید آگے بھی کاروائی کر سکتا تھا لیکن ابو حمزہ ثمالیؒ کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑا وہ اپنی تبرائی روش باقی رہے چوتھے امام سے لیکر چھٹے امام تک بنی امیہ کا بہت تاریک اور بھیانک دور تھا شیعیان اہل بیت علیہم السلام پر لیکن سربراہان شیعہ مانے جانے والے بزرگ اصحاب ائمہ علیہ السلام جیسے ابو حمزہ ثمالیؒ، جناب کمیل بن زیاد نخعیؒ، مالک اشترؒ، میثم تمارؒ، جناب رشید ھجریؒ اور جناب عمرو بن حمق خزاعیؒ وغیرہ اپنے تبرائی عمل سے شانہ خالی نہیں کرتے تھے۔

اگر تبراء و لعنت مجمع عام میں ابو حمزہ ثمالیؒ کے لیے جائز ہے اور کسی امام نے انہیں نہیں ٹوکا کہ کیا کر رہا ہے اتحاد کے خلاف ہے وحدت و یگانگت سے تمہار عمل میل نہیں کھاتا، تقیہ کیوں نہیں کرتے وغیرہ تو پھر ہمارے لیے کیوں جائز نہیں ہے ابو حمزہ ثمالیؒ حکمت و شعور کے باوجود اس ماحول میں عثمان کی ایسی کی تیسی کریں اور ائمہ طاہرین علیہم السلام نہ ٹوکیں بلکہ ان کے اس طرح کے اعمال و کردار کو حکمت و شعور کا نام دیں تو ہمیں بھی ایسے شعور و حکمت سے مالا مال ہونا چاہیئے۔

حضرت امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام ابو حمزہ ثمالیؒ کی پوری زندگی سے واقف ان کے بارے میں فرماتے ہیں "ابو حمزہ فی زمانہ کلقمان فی زمانہ" جناب ابو حمزہ ثمالیؒ اپنے دور میں ویسے ہی تھے جیسے حضرت لقمان حکیم اپنے دور میں تھے حکمت لقمانی مشہور ہے اور جب کسی کو

https://downloadshiabooks.com/

لقمان سے تشبیہ دی جائے تو سمجھ لیجیئے ان کی نمایاں صفت یعنی حکمت و سوجھ بوجھ اور وافر شعور کو وجہ شبہ قرار دیا گیا ہے امام رضا علیہ السلام نے ابو حمزہؓ کو حکمت و دانائی اور شعور و عقلمندی سے متصف کر رہے ہیں لیکن ابو حمزہؓ آج ہوتے اور اپنے عمل پر ڈٹے رہتے تو یقینا انہیں بے شعور اور عقل و خرد سے پیدل ٹھہرا دیا جاتا۔

تبراء کے مخالف ابو حمزہؓ کو صرف بے شعور ہی نہ کہتے بلکہ شاید امام رضا علیہ السلام کے فرمان کی بھی تردید کر دیتے تبراء وہ پاکیزہ عمل ہے دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے بیزاری اور ان پر لعنت وہ اہم فریضہ ہے جسے پاک طینت اور شعور و حکمت سے مالا مال اصحاب ائمہ طاہرین علیہم السلام انجام دیا ہے لہذا اپنی پاکیزہ طینت اور دینی شعور و مذھبی حکمت و بیزاری کا ثبوت دینے کے لیے دشمنان اہل بیت علیہم السلام پر لعنت و ملامت اور تبراء کرنا چاہیئے اور اس نیک عمل قرآنی و روائی سے غفلت نہیں کرنی چاہیئے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۶

حارث بن مغیرہ نصری کا بیان ہے کہ میں خدمت امام محمد باقر علیہ السلام میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں غلام نے آکر کہا نجیہ آپ کی خدمت میں حاضری کے لیے اجازت کے طلبگار ہیں امام علیہ السلام نے آنے کی اجازت دے دی نجیہ آکر دوزانو ہو کر امام علیہ السلام کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا مولا "جعلت فداك" میں آپ پر قربان ہو جاؤں "انی ارید ان أسئلك عن مسئلة" میں آپ سے ایک ایسا مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بخدا قسم اس سوال سے میرا مقصود کچھ نہیں سوائے اپنی گردن کو آتش جہنم سے چھڑانا چاہتا ہوں یعنی میرا مقصد سوال فتنہ برپا کرنا اتحاد کے خلاف اقدام کرنا، تفرقہ پردازی کرنا نہیں ہے بلکہ میں اپنی جان کو آتش جہنم سے چھڑانے کی خاطر یہ سوال کرنا چاہتا ہوں "واللہ ما ارید بها الا فکاك رقبتی من النار" روایت کا فقرہ ہے کہ مولا کو ان کے حال پر رقت طاری ہو گئی امام علیہ السلام ٹیک لگا کے بیٹھے تھے ان کی باتیں سن کر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور جناب نجیہ سے کھلے الفاظ میں سلونی کی طرح فرمایا "یا نجیه سلنی" اے نجیہ پوچھو ''فلا تسئلنی الیوم عن شیء الا اخبرتك" آج جو تم جو بھی پوچھو گے جس چیز کے بارے میں دریافت کرو گے میں تمہیں ضرور بتلاؤں گا دوسرے لفظوں میں امام علیہ السلام کہنا چاہتے ہیں کہ آج جو پوچھنا چاہو پوچھ لو میں بتانے سے دریغ نہیں کروں گا تقیہ سے کام نہیں لوں گا تمہیں ضرو خبر دوں گا۔

کیا امام باقر علیہ السلام نہیں سمجھ رہے تھے کہ یہ نجیہ اس قدر تمہید باندھ کر کیا اور کون سا سوال کرنا چاہتے ہیں اور کیا امام علیہ السلام سلونی کا دعوا کر کے یہ نہیں سمجھ رہے ہیں کہ نجیہ پتہ

نہیں کیا پوچھ لیں یقینا امام باقر علیہ السلام باخبر تھے لیکن آج شقشقۃ ھدرت کا مرحلہ تھا اس لیے امام علیہ السلام نے نجیہ سے کہہ دیا جو بھی پوچھو گے جواب ضرور پاؤ گے۔

روایت کہتی ہے کہ جناب نجیہ نے پوچھا" جعلت فداك ما تقول فی فلان وفلان ؟" امام باقر علیہ السلام نے فرمایا اے نجیہ خدا نے صریحی طور پر قرآن میں ہمارے خمس، انفال اور صفر المال کو قرار دیا ہے " وهما والله اول من ظلمنا حقنا فی کتاب الله" اور ان دونوں نے کتاب خدا سے ثابت ہمارے حق پر ڈاکہ ڈالا ہے اور ہمیں محروم کیا ہے سب سے پہلے ہمارے حق میں ظلم کرنے اور کتاب خدا کو ہمارے حق میں بالائے طاق رکھنے والے وہی دونوں ہیں۔

دوسرا جملہ اور بھی خطرناک ہے امام باقر علیہ السلام نے فرمایا اے نجیہ مالی تنگ دستی کا شکار بنانے والے یہی دونوں تھے بات یہاں تک محدود نہیں تھی بلکہ " و اول من حمل الناس علی رقابنا علیہ السلام " انہیں دونوں ملعونوں نے لوگوں میں جو ملعون مردود اوباش اور ظالم و جابر لوگ انہیں ہماری گردنوں پر مسلط کر دیا ہمارے شیعوں پر ظلم و ستم کا زینہ ہموار کر کے چلے گئے لوگوں کو ہمارے اوپر ظلم و ستم کی جرأت اور رشوت انہیں دونوں نے دی۔

یہی نہیں ہم اہل بیت علیہم السلام کو شہید کرنے اور ہمیں بربریت کا شکار بنانے اور ہمارے خون سے ہولیاں کھیلنے کا میدان ہمارے دشمنوں بنی امیہ وغیرہ کو انہیں دونوں نے دیا اور جو کچھ اب تک ہم پر ظلم ہوا ہے اور ہو رہا ہے اور ہم اہل بیت علیہم السلام کے افراد شہید کئے جا رہے ہیں ان سب ناحق خون انہیں دونوں ملعونوں کی گردن پر ہے " و دماءنا فی اعناقهما الی یوم القیامة لظلمنا اهل البیت علیہم السلام " بنیاد ظلم و ستم رکھنے والے اور ہماری زندگی کو اجیرن کرنے

https://downloadshiabooks.com/

والے ہمارے خون کے بہانے کے اسباب فراہم کرنے والے وہی دونوں تھے اگر وہ دونوں ہمارے اوپر ظلم نہ کرتے تو دوسروں کو حوصلہ نہ ملتا اور ہمارا خون نہ بہایا جاتا چونکہ ان دونوں ملعونوں نے ہمارے اوپر ظلم کا باب وا کیا ہے لہذا ہم اہل بیت علیہم السلام میں سے قیامت تک جو جو شہید کیا جائے گا ان سب کا خون ان دونوں کی گردن پر ہے۔

اے نجیہ صرف ہمارے خون ناحق ہی نہیں تمام انسان جو قیامت تک کسی حرام میں پڑیں گے وہ سب ہمارے اوپر ظلم و ستم کے باعث ہے اور ان تمام حرام کاموں میں وہ دونوں ملعون شریک ہیں یہ سن جناب نجیہ نے تین مرتبہ کلمہ استرجاع اپنی زبان پر جاری کیا اور بولے "هلكنا و رب الكعبة" پھر تو رب کعبہ کی قسم ہم سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے نجیہ نے مطلب کی باریکی کو درک کیا اور سمجھ گئے کہ ہمارے اموال میں حقوق شرعیہ شامل ہے جسے ہم اہل بیت علیہم السلام تک نہیں پہنچا رہے ہیں جس کے باعث ہلاکت یقینی ہے نجیہ ڈر گئے اور تین مرتبہ "انا لله وانا اليه راجعون" پڑھا۔

امام محمد باقر علیہ السلام اپنے شیعوں پر نجیہ جیسے لوگوں پر بڑے مہربان ہیں اس سے پہلے کہ نجیہ روتے یا کوئی اور بات زبان پر جاری کرتے مولا نے نجیہ کو قریب بلا کر انہیں ایک دعا تعلیم فرمائی جسے حاضرین میں سے کوئی بھی نہ سن سکا اور پھر بلند آواز سے امام باقر علیہ السلام نے فرمایا "اللهم انا قد احللنا ذالك شيعتنا" خدایا تو گواہ رہنا کہ ہم نے اپنا حق مال صرف اپنے شیعوں کے لیے حلال کر دیا ہے حلیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خمس نہیں دینا ہے بلکہ وہ مخلوط اموال جو ہم تک صدر اسلام سے پہنچے ہیں انہیں میں نے اپنے شیعوں کے لیے حلال کیا۔

https://downloadshiabooks.com/

اس کے بعد امام باقر علیہ السلام نجیہ کی طرف رخ کر کے فرماتے ہیں "یا نجیه ! ما علی فطرة ابراهیم غیرنا وغیر شیعتنا" اے نجیہ !بس ہم اور ہمارے شیعہ ہی ملت ابراہیمی فطرت اسلامی اور دین شریعت ابراہیمی پر کاربند ہیں مطلب یہ ہے کہ کلمہ شہادتین سے غیر شیعہ دائرہ اسلام میں داخل ضرور ہیں لیکن وہ واقعی مسلمان نہیں ہیں کیونکہ وہ ہمارے حق خمس کے قائل نہیں ہیں اور ہمارے حقوق کے غاصب ہیں۔

سید اسماعیل حمیری اور تبرا:

ابن حجر نے لسان المیزان میں سید اسماعیل حمیری کے لیے جو الفاظ استعمال کیے ہیں وہ قابل غور ہیں وہ بہت ماہر شاعر تھے ابوھاشم کنیت تھی "کان رافضیا خبیثا" پھر ابن حجر لکھتا ہے کہ دارقطنی نے کہا ہے "کان یسبب السلف فی شعرہ و یمدح علیاً" دارقطنی وغیرہ کو مدح علی علیہ السلام سے پریشانی نہیں تھی ان کو سید کے تبرائی اشعار سے پریشانی تھی اس لیے خبیث و رافضی کہتے گئے سید کے لیے تمغہ ہے اس کے بعد ابن حجر، ابوفرج کا قول نقل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ابوفرج کے بقول "کان شاعراً مطبوعا مکثراً" بڑے پسندیدہ، فصیح و بلیغ اشعار کہنے والے شاعر تھے "انما مات ذکرہ و ھجر الناس شعرہ" لیکن اس کے باوجود سید کا ذکر مٹ گیا اور ان کے اشعار کو لوگوں نے نقل کرنا بھی چھوڑ دیا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ "لافراطه فی سب بعض الصحابة وانحاشه فی شتمهم والطعن علیهم" حیرت کی بات یہ ہے کہ ہمیں امام جعفر صادق علیہ السلام سے سید کے بارے میں سوائے تعریف کے اور کچھ نہیں ملا عقیدہ صحیح امام علیہ السلام

https://downloadshiabooks.com/

نے کروایا تو چاہیئے یہ تھا کہ ذرا اصحاب کے سب و شتم سے باز رہا کرو نہیں کوئی ایسی روایت نہیں ملتی کہ امام علیہ السلام نے منع کیا ہو۔

اور جب خبر رحلت سید اسماعیل حمیری، امام جعفر صادق علیہ السلام کو ملی تو آپ نے سید کے حق میں دعا کی اور ان کے اوپر رحمت کے لیے ہاتھ اٹھائے وہاں ایک بیٹھا ہوا تھا جو کہہ رہا تھا کہتا ہے " کیف تدعو للسید الحمیری وھو یشرب المسکر و یشتم ابابکر و عمر ولو من رحمۃ" آپ کس طرح سید حمیری کے حق میں دعا کر رہے ہیں جبکہ وہ شراب پیتے تھے ابو بکر و عمر کو گالیاں دیتے تھے اور رجعت پر ایمان رکھتے تھے اعتراض کرنے والا سنی تھا اور رجعت پر ایمان کو سید اسماعیل کے حق میں اسی طرح جرم سمجھ رہا تھا جس طرح وہ شراب پیتے تھے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کو چاہیئے یہ تھا کہ تینوں مسئلوں کی وضاحت فرماتے کہ سید نے شراب پینا مثلا چھوڑ دیا ہے تھا نہیں امام علیہ السلام نے صرف ارشاد فرمایا کہ سید نے توبہ کر لی تھی اور وہ بھی اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے کلی حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا" حدثنی ابی عن جدی ان محبی آل محمد لا یموتون الا تأئبین و قد تاب" مولا نے اپنے پدر گرامی امام باقر علیہ السلام سے اور پھر اپنے جد بزرگوار سے نقل کیا کہ محبان آل محمدؐ توبہ کرنے سے پہلے مرتے ہی نہیں ہیں سید نے توبہ کر لی تھی۔

سوال کس چیز سے توبہ کی تھی کی ابو بکر و عمر کو گالیاں نہیں دیں گے، رجعت کے قائل نہیں رہ جائیں گے یا پھر صرف شراب خمر سے توبہ کر لی تھی رجعت سے اس لیے توبہ نہیں کر سکتے تھے کیونکہ رجعت ہمارے مذہب کی ضروریات میں سے ہے سب و شتم ابو بکر و عمر سے کوئی فائدہ

https://downloadshiabooks.com/

مرتے وقت نہیں تھا کیونکہ اشعار و قصائد زبان زد عام و خاص تھے صرف شراب خمر سے توبہ سمجھ میں آتی ہے پھر یہ کہہ کر امام علیہ السلام نے مصلی کے نیچے سے ایک تحریر نکالی جس میں سید نے اپنی توبہ کا تذکرہ کیا تھا امام علیہ السلام سے پوچھنے والے سے فرمایا کہ سید نے میرے پاس توبہ کر لینے کو لکھا ہے اور مجھ سے دعا کی درخواست کی ہے اگر سید نے صدق دل سے توبہ نہ کی ہوتی تو یقینا امام صادق علیہ السلام ان کے حق میں دعا نہ کرتے۔

سید کے وہ اشعار جن میں صدر اسلام کے اوباشوں کی انہوں نے خوب جم کے کھینچائی اور تبراء کیا ہے علامہ مجلسیؒ نےؒ بحار کی ۴۷ جلد میں تحریر فرمایا ہے جس میں حبترء ابو حامق جیسے کلمات استعمال کئے ہیں حبتر سے مراد پہلا کتا اور ابو حامق سے مراد دوسرا کتا ہے۔

وجوب تبرا اور سید حمیری:

تبراء کے چکر میں بڑے بڑے نقصانات ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور ہوں گے تو کیا اس دینی فریضہ چھوڑ دیں گے ہرگز نہیں اہل بیت علیہم السلام کے چاہنے والے مخلص شاعروں نے دشمنان اہل بیت علیہم السلام کی کھٹیا کھڑی کر رکھی تھی اور مقابل میں نقصانات بھی اٹھانے پڑتے تھے جناب دعبلؒ کو زھر دے کر شہید کیا گیا تبرا کی وجہ سے سید اسماعیل حمیری کو بھری کچہری میں ذلیل کیا گیا تبراء کے چکر میں قتل کرنے کی کوشش کی گئی اسی تبراء کی وجہ سے۔

معاذ بن سعید حمیری کا بیان ہے کہ ھارون الرشید کے دور خلافت میں اس کی طرف سے مقرر قاضی سوار نے سید اسماعیل حمیری کی گواہی صرف اس لیے قبول نہیں کی کہ سید اسماعیل اس کے سلف کو اشعار میں ننگا کرتے تھے اس نے سید سے خطاب کر کے کہا کیا تم سید اسماعیل بن محمد

معروف سید نہیں ہو؟ سید نے کہا ہاں! میں ہی سید اسماعیل ہوں قاضی سوار نے کہا" کیف اقدمت علی الشھادۃ عندی وانا اعرف عدواتك السلف" تم نے میرے پاس آکر گواہی دینے کی ہمت کیسے کی جبکہ میں تمہاری سلف سے دشمنی کو بخوبی جانتا ہوں سید نے دوٹوک کہا تو بھی سن لے میں اولیاء الہی سے دشمنی کروں یہ ہو نہیں سکتا اولیاء الہی سے دشمنی کی صورت میں، میں خدا سے پناہ کا طالب ہوں لیکن جو میں کر رہا ہوں "انما ھو شی لزمنی" وہ وہ چیز ہے جو میرے ساتھ لازم وملزوم ہے میں تمہارے اسلاف سے تبراء کو چھوڑ نہیں سکتا گواہی جائے بھاڑ میں تو بھی میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا قاضی سوار بولا'' قم یا رافضی فو اللہ ماشھدت بحق''رافضی اٹھ جا کہ تو نے برحق گواہی نہیں دی ہے سید کی گواہی کو تبراء و لعنت کی وجہ سے ٹھکرا دیا گیا ہے اور کچہری سے نکل جانے کا کہا گیا سید بھی کہاں چوکنے والے تھے کچہری سے تو نکل گئے باہر نکلتے نکلتے چار مصرعے کہہ ڈالے اور کسی نے کہا جاؤ اس کچہری میں اور اشعار کو قاضی کے سامنے پھینک کے آجاؤ اس نے ایسا ہی کیا شعر پڑھ کر قاضی سوار آگ بگولہ ہو گیا اور منصور کے پاس شکایت کے لیے چل پڑا قاضی کے پہنچنے سے پہلے سید اسماعیل منصور کے پاس پہنچ کر اشعار میں اس کی مدح کرنے لگے اور قاضی سوار کی انہیں اشعار میں منصور کے سامنے خوب کھینچائی کی پہلے وہ چار مصرعہ سن لیں جو رقعہ میں لکھ کر قاضی سوار کے سامنے پھینکے گئے تھے۔

ابوك ابن سارق عنز النبی وانت ابن بنت ابی جحدر

تیرا باپ رسول خدا کی بکری چرانے والے کا بیٹا تھا اور تو ایک ناٹے گھوئے باپ کی بیٹی کا بیٹا ہے یعنی تیرا حسب و نسب بہت بے کار اور گھٹیا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

ونحن علی رغمك الرافضون لاهل الضلالة والمنکر

اور ہم تیرے ناچاہتے ہوئے بھی گمراہوں اور گناہ گاروں کی پیروی کرنے والوں کا انکار کرنے والے رافضی ہیں۔

ادھر منصور کے پاس پہنچ کر قاضی کی شکایت کرنی چاہی مگر سید اسماعیل اس کی موجودگی میں یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

یاامین اللہ یامنصور یاخیر الولاة ان سوار بن عبداللہ من شر القضاة

نعثلی جملی لکم غیر اموات جدة سارق عنز فجرة من فجرات

والذی کان ینادی من وراء الحجرات یاهناك اخرج الینا اننا اهل هناك

فاکفنیه لا کفاه اللہ شر الطارقات سن فینا سننا کانت مواریث الطغاة

منصور دوانقی کھل کھلا کے ہنس پڑا اور بولا اے سید میں نے تجھے قاضی بنایا اب جس طرح اس کی ہجو کی ہے مدح بھی کرو سید نے بظاہر مدحیہ اشعار مگر سخت مذمت بھرے الفاظ میں پھر ہجو کی اور بظاہر معذرت خواہی کی لیکن اس نے معاف نہیں کیا تو پھر کیا تھا مزید سخت اشعار نثار کیے آخر کار منصور نے فیصلہ کیا کہ نہ سید قاضی کے ہجو میں کوئی اشعار نہیں کہے اور نہ قاضی ان کے خلاف اچھا یا برا فیصلہ سنائے گا مگر قاضی کے مرنے کی بعد اسے ایک بیت الخلاء کے پہلو میں دفن کیا گیا تو سید سے رہا نہ گیا بھرپور ہجو سے بھرا قصیدہ کہا اور ان کے مخالف قبیلہ والوں کے دے دیا جس کا ایک شعر یہ تھا۔ قاضی سوار نے سید حمیری کی شکایت ابو جعفر منصور سے کی اور بولا کہ یہ شخص رجعت کا قائل ہے اور "یتناول الشیخین بالسب والقیعة فیهما" سید شیخین کی بڑی برائی کرتا ہے انہیں گالیاں دیتا ہے ان پر لعن طعن کرتا ہے وغیرہ سید اسماعیل نے کہا جہان تک

https://downloadshiabooks.com/

رجعت کی بات ہے تو وہ قرآن سے مشابہت ہے اور پھر آیات پڑھ کر رجعت کا ثبوت دیا پھر فرمایا" وانی لا عتقد ان اللہ تعالی یرد ھذا یعنی سوارا۔ الی الدنیا کلبا او قردا او خنزیراً او ذرۃ فانہ واللہ متجبر متکبر کافر"۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۷

زیاد بن سمیہ اور تبرا:

زیاد بن سمیہ ابوسفیان کا بیٹا قرار دیا گیا کیونکہ اس کی ماں سمیہ کے رحم میں ابوسفیان نے جس کی گواہی خمار طائف ابو مریم سلول نے دی تھی اس استحسان میں قرآن و حدیث کو بالائے طاق رکھ دیا گیا اور خلیفۃ المسلمین کہے جانے والے حاکم شام نے اپنے باپ کے زنا سے پیدا ہوئے بیٹے کو اپنا بھائی بنالیا اور پھر اس کو نہ صرف کوفہ بلکہ بصرہ سے لیکر سجستان، خراسان بحرین اور عمان تک کی حکومت سونپ دی اس ملعون نے محبان اہل بیت علیہم السلام کو چن چن کر مارا اور اپنے نامزد بھائی معاویہ کی طرح بے پناہ گناہوں کا بوجھ لیکر واصل جہنم ہوا یہی زیاد ملعون ہے کہ جس نے بصرہ میں ابن عباس کی نیابت میں گورنری بھی کی تھی اور بعد شہادت امیر المومنین علیہ السلام معاویہ کی طرف سے حاکم بننے کے بعد اہل بصرہ کے درمیان ایک بھیانک خطبہ بغیر بسم اللہ اور بغیر حمد وثناء الٰہی اور بغیر ستائش نبیؐ کے شروع کرتا ہے جس میں اہل بصرہ کو صرف سخت سست نہیں کہتا بلکہ گالیاں تک دے ڈالیں اور بصر میں پہلی بار پولیس کا دستہ تیار کیا ۵۰۰ افراد مسجد بصرہ کے دروازے پر موجود رہتے تھے بازار اور گلی کوچوں میں خوف کے مارے کوئی کسی کا گرا ہوا سامان نہیں اٹھاتا تھا کہ کہیں پولیس ہاتھ دھو کر پیچھے نہ پڑ جائے اس وقت کے چھوٹے سے شہر بصرہ میں چار ہزار پولیس رات رات بھر پھرتی تھی جو بھی رات کے وقت گھر سے باہر نکلتا تھا قتل کر دیا جاتا تھا۔ زیاد کے بغیر حمد وثناء کے خطبہ کو تاریخ نے خطبہ تبراء کا نام دیا ہے۔

غدیر خم اور تبرا:

جناب رسول خداؐ نے میدان غدیر خم میں صرف ولایت کا اعلان نہیں کیا ہے بلکہ جناب رسول خداؐ نے ایک لاکھ چالیس ہزار صحابیوں اور حاجیوں اور مسلمانوں کے مجمع میں ولایت و امامت امیر المومنین علیہ السلام سے چند منٹ پہلے جو طوفانی خطبہ ارشاد فرمایا اس میں تبراء کیا ہے اور اس تبراء کا تعلق صرف جناب رسول خداؐ سے نہیں ہے بلکہ آپ نے اپنے ساتھ خدا کو شریک کر کے فرمایا ہے کہ اے لوگو! آگاہ رہو کہ عنقریب میرے بعد جہنم کی طرف دعوت دینے والے امام اور پیشوا ہوں گے اور بروز قیامت ان کی ایک بھی نہیں سنی جائے گی اے لوگو! " معاشر الناس ان اللہ و انا برئیان منھم " ہوشیار خبر دار کہ خداوند متعال اور میں ان لوگوں اور سربراہان جہنم سے تبرا کرتے ہیں ان سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں ان کا نہ تو خدا سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی مجھ سے ان کا کوئی رشتہ ہے نبی کریمؐ اعلان ولایت سے پہلے مجمع عام غدیر خم میں اعلان برائت کیا ہے جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تبراء تولا پر فوقیت و سبقت رکھتا ہے تبراء تخلیہ ہے اور تولیٰ تحلیہ، سجاوٹ بعد میں طہارت پہلے جن کے دلوں میں ائمہ ضلال سربراہان نار کی محبت ہے ان سے بغض و نفرت بیزاری و برائت کے بغیر دل پاک نہیں ہو گا اور ان میں ولایت امیر المومنین علیہ السلام کی زینت و سجاوٹ و آراستگی پیدا نہیں ہو سکتی۔

عمرو بن مقدام عجلیؒ اور تبرا:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی ایک لطیف کتاب کے مؤلف ہیں مگر بے چارے ہمارے علماء رجال نے البتہ بعض نے انہیں ضعیف

https://downloadshiabooks.com/

قرار دے دیا ہے جبکہ بعض ثقہ سمجھتے ہیں بے چارے کا جرم یہ تھا کہ براپ راست مخالفین کی ھجو کرتے تھے خلفاء کے اوپر لعنت کرتے تھے اس لیے ابن مبارک ان کے بارے میں کہتا ہے کہ "لا تحدثوا عن عمرو بن ثابت کانه کان یسب السلف" عمرو بن ثابت کی حدیث کو نقل نہ کرو اس کی حدیث کو اخذ نہ کرو کیونکہ وہ صحابہ کو اور سلف پر لعنت اور تبراء کرتا تھا جبکہ دوسرا سنی رجال ابو حاتم کہتا ہے کہ عمرو ضعیف الحدیث اور ردی الرای ہے وجہ کیا تھی کہ حدیث میں ضعیف اور رائے میں بے کار رائے والے ہو گئے وجہ صرف یہ تھی کہ جناب عمرو بن ثابت بن ھر مز عجلیؒ سقیفہ کے خبیثوں کو نہیں بخشتے تھے بقول ابو حاتم سنی "کان شدید التشیع" بڑے سخت قسم کے شیعہ تھے یہ سخت قسم کے شیعہ وہ اصطلاح ہے جس کو علم رجال سے تعلق رکھنے والے خوب سمجھتے ہیں شدت شیعیت کا مطلب ہے کہ دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے کھلے عام تبراء کرنے والے اور مخالفین اوباشوں پر لعنت کرنے والے تھے اسی لیے اس بزر گوار کو ابو داود نے "رافضی خبیث" کہا اور ساجی نے صاف لکھا ہے کہ "کان نیال من عثمان و یقدم علیا علی الشیخین" عمرو بن مقدام عجلیؒ عثمان کو برا بھلا کہتے تھے اور حضرت علی علیہ السلام کو شیخین پر مقدم کرتے تھے۔

خواجہ نصیر طوسیؒ اور تبرا:

وھابیوں کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے علامہ حلیؒ کو تو بہت برا بھلا کہا ہے ہی ان کے استاد بزر گوار جناب خواجہ نصیر الدین طوسیؒ کو بھی اس نے نہیں بخشا اور سیدھے "الرافضی الخبیث الکذاب المفتری" جیسے الفاظ سے نوازا ہے اور سنیوں سے گلا شکوہ کیا ہے کہ جو جناب شیخ نصیر طوسیؒ کو "قال شیخنا الاعظم" یا پھر "قدس الله روحه" جیسے الفاظ و خطابات سے نوازتے ہیں

https://downloadshiabooks.com/

جناب خواجہ کا جرم کیا تھا کہ اس ملعون ابن تیمیہ نے انہیں کذاب اور خبیث کہا ہے خود اس کی ہی زبانی سنیں ابن تیمیہ کہتا ہے " ان ھذا المصنف الرافضی الخبیث الکذاب المفتری یذکر ابا بکر و عمر و عثمان بالخطائم " یہ مصنف یعنی خواجہ طوسیؒ رافضی خبیث کذاب افتراء پرداز ابو بکر عمر عثمان کی نسبت بہت بڑی بڑی باتیں کرتا اور لکھتا ہے یہاں تک کہ یہ کہتا ہے کہ خواجہ طوسیؒ اور اس جیسے لوگ قرآن مجید کی اس آیت کے معنی کے مصداق ہیں " الم تر الی الذین اوتوا نصیباً من الکتاب یؤمنون بالجبت والطاغوت و یقولون للذین کفروا ھولاء ھدی من الذین آمنوا سبیلا اولئك الذین لعنھم اللہ و من یلعن اللہ فلن تجد له نصیراً "۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جن لوگوں کو کتاب کا کچھ حصہ دے دیا گیا وہ شیطان اور بتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور کفار کو بھی بتاتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان والوں سے زیادہ سیدھے راستے پر ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر اللہ لعنت کر دے آپ پھر اس کا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔

مجھے ابن تیمیہ پر ہنسی آتی ہے کہ خود تو وہ جبت و طاغوت کا پجاری ہے اور آیت کو خواجہ نصیرؒ پر تطبیق دے رہا ہے اور پتہ کی بات یہ ہے کہ آیت کے آخر میں خواجہ نصیر طوسیؒ کا نام بھی ذکر ہوا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اس کا کوئی مددگار اور نصیر نہیں ہوتا اے ابن تیمیہ تیرا خدا بیڑا غرق کرے جا کے دیکھ لے جبت و طاغوت کون ہیں کس کے اوپر خدا کی لعنت ہوئی ہے اور کس کس کا مددگار کوئی نہیں ہے خواجہ نصیرؒ آج بھی زندہ ہیں اپنی کتابوں کے ذریعہ اپنے تبرائی روش کے ذریعہ اپنی دانائی اور خدمات مذھبی کے ذریعہ، وہ نصیر ہیں اور توفقیر ہے آج دنیا کی کثیر آبادی تیرے اوپر اور تیرے چیلوں کے اوپر لعنت کرتی ہے اور علمی و سائنسی و

https://downloadshiabooks.com/

مذھبی دنیا خواجہ نصیر طوسیؒ کا بڑا احترام سے نام لیتی ہے اور تیرے مذھب کے لوگ بھی ان کی کتابوں کے مداح اور شارح ہیں[32]۔

ابن نما حلیؒ اور تبرا:

شمس الدین ذھبی نے ہمارے بہت سارے بزرگوں کو خبیث اور رافضی کہا ہے رافضی تو ان کے لیے بہترین تمغہ ہے لیکن خبیث کیوں؟ وجہ صرف یہ تھی کہ ہمارے بعض بزرگان شعراء و فقہاء، محدثین کاتبین ذھبی کے ملاعین رھبروں سے برملا تبراء کرتے تھے اور ھجو سے باز نہیں آتے تھے۔

انہیں بزرگواروں میں سے ایک جنہیں ذھبی ملعون "خبیث" کہہ کر خطاب کر رہا ہے جناب علامہ ابن نما حلیؒ الکاتب ہیں بقول ذھبی "له دیوان و قد کفر الصحابة" ان کا پورا ایک دیوان ہے اور انہوں نے صحابہ کو کافر کہا ہے پھر ذھبی جناب ابن نما حلیؒ کے اوپر لعنت کرتے ہوئے ایک بیت نقل کرتا ہے آپ لوگ بھی سن لیں ذھبی کہتا ہے۔

وھو القائل لعنه الله أیولی علی البریة من لی من علی حمل سورة بأمن

کیا اسے خلائق پر ولایت و خلافت حاصل ہو سکتی ہے جس کے اندر ایک سورہ کو حمل کرنے بھر امانت داری نہیں پائی جاتی۔

32۔ منھاج السنة، ج۳، ص۴۴۵

https://downloadshiabooks.com/

ذھبی نے اس شعر کو ذکر کر کے پورا قصیدہ چھوڑ دیا ہے مگر ایک پتہ کی بات کہہ گیا ہے وہ کہتا ہے کہ "وھذا البیت من قصیدۃ ینشدھا اھل الرفض فی المواسم" ایک بیت اسی قصیدہ کا حصہ ہے جسے رافضہ لوگ حج کے موقع پر جگہ جگہ پڑھتے ہیں یعنی سنیوں اور مخالفوں کے مجمع میں اسی قصیدہ کو پڑھ کر کھلے عام صحابہ پر تبراء کرتے ہیں (33)۔

سید مرتضیٰؒ اور تبرا:

سید مرتضیٰ علم الھدیٰؒ جناب سید رضیؒ جامع نہج البلاغۃ کے بڑے بھائی اپنے زمانہ کے اعلم دوراں اور مرجع شیعیان اہل بیت علیہم السلام تھے بڑی خدمات انجام دی ہیں خاص طور سے فقہ وعقائد پر بڑا کام کیا ہے ان کی ایک کتاب "الانتصار" ہے جس کے صفحہ ۴۷۶ پر امام عادل سے جنگ کرنے والے کا حکم بیان کرتے ہوئے سنی علماء کا نظریہ لکھتا ہے کہ امام عادل سے جنگ کرنے والوں سے تبراء و برائت واجب ہے ایسے لوگوں سے قطع ولاء ہونی چاہیئے مگر امام عادل سے جنگ کرنے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں مانا جائے گا۔

سید مرتضیٰؒ اس نظریے کو تسلیم نہیں کرتے اور فرماتے ہیں کہ امام عادل سے جنگ کرنے والا ایسے ہی کافر ہے جیسے رسول خداؐ سے جنگ کرنے والے کافر تھے یہ اور بات ہے کہ ان کے اقرار واعتراف شہادتین کی وجہ سے انہیں قتل کرنے بعد دفن کرنا وراثت کا حکم اور اسی طرح ان کے مال کو مارے جانے کے بعد سپاہیوں میں تقسیم کرنے کے سلسلہ میں اختلاف نظریہ پایا جاتا ہے لیکن وہ صرف باغی وفاسق ہی نہیں کہلائیں گے بلکہ کافر کہے جائیں گے دلیل سید مرتضیٰؒ یہ ہے

33۔ تاریخ الاسلام، ۴۰، ۲۹۰

https://downloadshiabooks.com/

کہ ان کے اوپر معرفت امام عادل واجب تھی اور اس امام عادل کی اطاعت اسی طرح لازم تھی جس طرح رسول خداؐ کی اطاعت واجب تھی اور اطاعت خدا اور رسولؐ سے نکل جانے والا محکوم بالکفر ہے۔

درس نمبر ۱۸

ناصبی کی مدد، ممنوع:

الاصول الستۃ عشر میں اصل زید النرس ایک روایت ملاحظہ ہو امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال ہوا کہ مولا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمارے شہر اور علاقہ میں کوئی اہل ولایت یعنی مومن وشیعہ نہیں ہوتا اور ہم نے فطرہ یا زکات نکالی ہو تو کیا ہم اسے غیر شیعہ کو دے سکتے ہیں ؟ تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا دوسرے شہر میں جہاں اہل ولاء وہاں بھیجو مطلب یہ ہے کہ مخالفین کو زکات فطرہ اور زکات واجب نہیں دی جا سکتی اور اگر اس پاس میں کوئی شیعہ نہیں ہے تو واجب زکات کا مال سنیوں کے بچوں میں تقسیم کر دو یا ان سنیوں کو دے سکتے مگر وہ جاہل سنی ہوں یا بچوں کے مانند ہوں مطلب یہ ہے کہ ہم اہل بیت علیہم السلام سے دشمنی کا اظہار کرنے والے کو تو ہر گز نہیں مگر وہ جاہل وبیوقوف سنی جس کے اندر ناصبیت کی کوئی ہی بو محسوس نہیں ہوتی ہے اسے زکات یا فطرہ دیا جا سکتا ہے "من كان فی مثل عقول الصیبیان" یا پھر وہ مخالفین جن کے اندر شعور نہیں ہے مستضعف ہیں عورتیں بچے جو تم سے دشمنی نہیں کرتے انہیں مال زکات تقسیم کی جا سکتی ہے مگر بہت مختصر مختصر دینا ہے یا پھر جس کے اوپر تمہارا دل رقیق ہو جائے اور انکی بد حال پر تمہارے اوپر رقت طاری ہو جائے تو اسے کچھ حصہ زکات دے سکتے ہیں اس کے بعد امام علیہ السلام فیصلہ کن کلام ارشاد فرماتے ہیں "فاما الناصب فلا یرقن قلبک علیہ" دیکھو کسی ناصبی کے حق میں تمہارے دل پر رقت طاری نہیں ہونا چاہیئے نون تاکید ثقیلہ کے ساتھ امام علیہ السلام سے ناصبی کے حق میں نرمی ورقت قلب کی ممانعت فرمائی ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

ناصبیوں کو نہ صرف یہ کہ مال زکات نہیں دے سکتے بلکہ بقول امام جعفر صادق علیہ السلام "لا تطعمه و لا تسقه" ناصبی کو نہ کھانا کھلا سکتے ہیں ہو نہ پانی پلا سکتے ہو امام حسین علیہ السلام کے نام پر بھی نہیں کیونکہ صاف لفظوں میں رقت قلب سے منع کیا گیا ہے حتیٰ کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا "وان مات جوعاً و عطشاً" حتیٰ کہ وہ بھوک پیاس سے مر بھی جائے تب بھی اسے آب و دانہ نہیں دے سکتے دشمن اہل بیت علیہم السلام سے ہمدردی کیسی؟ اس کے اوپر رقت کیسی؟ وہ آگ میں جل رہا ہو یا پانی میں ڈوب رہا ہو اور تم سے فریاد کر رہا ہو یہاں انسانیت کے نام سے آپ کو بہکایا نہ جائے ناصبی شکل میں انسان ہے وہ حقیقت میں انسان نہیں کتے سے بھی بدتر ہے حکم امام جعفر صادق علیہ السلام "ولا تغثه فان كان غرقاً او حرقاً فلتغاث"۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اپنی بات کو مزید مضبوطی کے لیے حالانکہ انہیں بات کو مزید مضبوط کرنے کی ضرورت نہیں ہے پھر بھی اہم مسئلہ کی تثبیت کے لیے فرماتے ہیں "ولا تغثه ابی نعم المحمدی" اس کی مدد و فریاد کو مت سنو کہ میرے بابا بہترین محمدی تھے مطلب یہ کہ انسانیت و سیرت رسول خداؐ پر میرے بابا سے زیادہ کون پابندی کر سکتا ہے مگر انہوں نے بھی فرمایا ہے "من اشبع ناصبا (ناصبياً) ملأ الله جوفه ناراً يوم القيامة معذباً كان او مغفوراً له" جو کسی ناصبی کو سیر کرے گا خدا بروز قیامت اس کے شکم کو آگ سے بھر دے گا وہ عذاب میں مبتلا ہو (یعنی جہنمی ہو) "اومغفواًله" یعنی اس کے گناہ بخش دئے گئے ہوں اور وہ جنتی بن گیا ہو پھر بھی ناصبی کو سیر و سیراب کرنے والے کو سزا مل کے رہے گی اس کے شکم میں آگ ٹھونس دی جائے گی۔

https://downloadshiabooks.com/

ازواج نبیؐ کے لیے بھی حضرت امیر المومنین علیہ السلام معیار و میزان ہیں آپ نے ایک طولانی حدیث میں ارشاد فرمایاہے اے علی علیہ السلام آپ میرے اہل بیت علیہم السلام میں میرے وصی ہیں زندوں اور مردوں دونوں کے سلسلہ میں آپ میرے وصی ہیں پھر آپ نے اپنے اہل بیت علیہم السلام پر اختیارات دینے کے بعد اپنی ازواج کو بھی کلام میں عطف بر اہل بیت علیہم السلام کرتے ہوئے فرمایاہے کہ نہ صرف تمام اہل بیت علیہم السلام پر آپ کو حق حاصل ہے بلکہ "و علی نسائی" آپ میری ازواج کے حوالہ سے بھی میرے وصی ہیں جب یہ فیصلہ کن حکم صادر ہو چکے تو اس کا نتیجہ بھی گوشزد فرما دیا "فمن ثبتها لقیتنی غداً" اے علیؑ! آپ نے میری بیبیوں میں سے جس کسی کو رشتہ ازواج رسالت میں باقی رکھا بس وہی بروز قیامت مجھ سے ملاقات کر سکے گی میری زوجیت میں باقی رہ کر جنت کی ہوا کھا سکے گی مجھ خاتم المرسلین کے ہمراہ دنیا کے ٹرائل زندگی کے بعد ابدی زندگی جنت میں ہمیشہ ہمیشہ لطف اندوز ہو سکے گی لیکن اے علیؑ! "و من طلقتها فانا بری منها" جس کو آپ نے طلاق دے دی اور جس کو آپ نے رشتہ ازدواج رسالت توڑ کر علیحدہ کر دیا اور میرے مرنے کے بعد اسے مجھ سے بیگانہ کر دیا تو اے علیؑ! میں ایسی بیوی سے بری ہوں میں اس سے تبراء کرتا ہوں میں اس سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں اور اے علیؑ! میں ابھی بھی بتائے دیتا ہوں اور فیصلہ کر کے جا رہا ہوں ایسی بیوی جس کو آپ نے مجھ سے جدا کر دیا ہوں گا اور میری زوجیت سے نکال دیا ہو گا وہ مسلمانوں کی نظروں میرے چاہے جتنی چہیتی کیوں نہ ہو "لم ترنی ولم اراها فی عرصات القیامة" اے علیؑ! وہ قیامت کے کسی بھی مراحل میں کسی بھی موڑ پر کسی بھی حساب و کتاب میزان و صراط کی کسی بھی میدان میں نہ وہ مجھے دیکھ پائے گی اور

نہ میں اسے دیکھ پاؤں گا وہ نہیں دیکھ پائے گی اپنے کرتوت کی بنیاد پر میں نہیں دیکھ سکوں گا آپ کے ذریعہ زوجیت کا کنکشن کاٹ دینے کی وجہ سے۔

تبرا، ایمان کی سرحد:

اصول کافی جلد ۲ ص ۱۸ جناب عجلان ابی صالح کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا "اوقفنی علی حدود الایمان [34]" ایقاف یعنی جانکاری دینا بتلانا آگاہ کرنا ،عجلان نے حدود ایمان کی جانکاری چاہی تو امام علیہ السلام نے انہیں ایمان کی حدیں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک حد توحید ہے یعنی خدا کی وحدانیت کی گواہی دینا دوسری حد، رسالت ہے یعنی جناب رسول خداؐ کی رسالت کی تصدیق اور اس کا تسلیم کرنا، تیسری حد اللہ کے رسولؐ کے جو کچھ خدا کے پاس سے حلال و حرام کا بیان لے کر آئے ہیں ان سب کا اقرار و اعتراف کرنا بحث دل کی نہیں اقرار کی ہے چوتھی حد ایمان، نماز ہے وہ بھی پنجگانہ نماز جس میں صبح کی نماز بھی شامل ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم چوتھی حد ایمان کو لنگڑی نہ رکھیں پانچویں وقت کی نماز حتی الامکان ادا کریں قضاء ہو جائے تو دوسرے وقت میں ادا کریں پانچویں حد جس کے یہاں نصاب زکات پورا ہو جائے انہیں زکات بھی دینا ہے سبھی مومنین کم از کم زکات فطرہ ادا کرتے ہیں وہ بھی واجب زکات ہے اور اس کا مصرف مقرر و معین ہے، چھٹی حد ماہ مبارک رمضان میں پورے روزے ہیں جن کے رکھے بغیر ایمان کمزور پڑ جاتا ہے اسے مضبوط کرنا ہے او کمال ایمان امکان کے درجات حاصل کرنے ہیں تو ماہ رمضان کے روزے رکھنے ہوں گے قضاء ہو جائیں تو دوسرے وقت میں انہیں ادا

34۔ الکافی ۲،۱۸

https://downloadshiabooks.com/

کرنا واجب ہے ساتویں حد صرف اہل بیت علیہم السلام سے نہیں بلکہ ان کے چاہنے والوں سے بھی محبت کرنا چاہے وہ تمہارے باپ کے قاتل ہی کیوں نہ ہوں اولیاء و محبان محمد و آل محمدؐ سے محبت ایمان کی حدوں میں سے ایک حد ہے آٹھویں حد "وعاداۃ عدونا" دشمنان اہل بیت علیہم السلام کے دشمنی کرنا ہے اور دشمنی صرف دل ہی دل میں نہیں ہوا کرتی ورنہ حدود نفاق میں بھی جا سکتی ہے موقع ملے تو دشمن اہل بیت علیہم السلام سے بر ملا اظہار بیزاری و اشکارا دشمنی چاہیئے اور یہ دشمنی کی حدود و شرائط و قیود میں ایک شرط ایک قید ہے اور شرط کے بغیر شروط کی کوئی حقیقت نہیں ہے لہذا ایمان کی ساری سرحدیں اور شرطیں پوری کرنی ہیں تو دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے دشمنی و برائت کیجیئے آخری اور نویں حد ایمان اہل بیت طاہرین علیہم السلام کے ہمراہ داخل دین و شریعت ہونا ہے مطلب یہ ہے کہ ان کی مکمل پیروی کرنا ہے ورنہ ایمان حد کمال کو نہیں پہنچے گا۔

کلمہ "وعاداۃ عدونا" نکرہ ہے جو بھی دشمن ہو اور جیسا بھی دشمن ہو بس یہ دیکھنا ہے کہ وہ ہمارا دشمن ہے یا نہیں اگر ثابت ہو جائے کہ وہ ہمارا دشمن ہے تو پھر نہ رشتہ داری دیکھو نہ یاری اس کی مخالفت اور اس سے برائت و تبراء کر دو۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۱۹

حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا نام قریبہ تھا ان کے ایک غلام تھے جن کا نام علی بن عاصم تھا جن کو ان کے علم و فضل کی وجہ سے سند العراق کہا جاتا تھا انہیں علی بن عاصم کا بیان ہے کہ ایک بار ابو حنیفہ کے سامنے عبد اللہ بن مسعود صحابی رسول خداؐ کا ایک فیصلہ بیان کیا گیا تو سیدھے ابو حنیفہ نے کہہ دیا "هذا قضا الشيطان" یہ تو کسی شیطان کا فیصلہ ہے۔

آج اگر ہم سے کوئی کسی صحابی رسول خداؐ کو جو تمہاری نظر میں منحوس و ملعون ہے شیطان کہہ دیں تو واویلا مچا دیا جاتا ہے ابو حنفیوں کا سرغنہ ایک باوقار صحابی رسول خداؐ کو جو فریقین کے نزدیک قابل قدر ہیں شیطان کہہ رہا ہے تو کوئی کچھ نہیں بولتا؟

مدینہ سے سات میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے جسے ذوالحلیفہ کہا جاتا ہے یہ وہی جگہ ہے جہاں سے مدینہ کے لوگ احرام باندھ کر حج کرنے جاتے ہیں پیغمبر خداؐ بھی اسی جگہ سے احرام باندھتے تھے اسی مقام پر حضرت اسماء بنت عمیس زوجہ ابو بکر نے محمد بن ابی بکرؒ کو جنا تھا وہیں پر ایک درخت تھا جس کے پاس محمد بن ابی بکرؒ کی ولادت ہوئی تھی اس مقام پر ایک مسجد ہے جسے مسجد الشجرۃ کہا جاتا ہے جو اہل مدینہ کا میقات ہے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو عامی لوگ " انت ابن الصدیق" کہا کرتے تھے کیونکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی مادر گرامی حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؒ کی بیٹی تھیں سید مرتضیٰؒ علم الھدیٰ نے رسائل ج ۳، ص ۲۶۵ پر تحریر فرمایا ہے یاد رہے کہ جناب سید

https://downloadshiabooks.com/

مرتضیؒ علم الھدی کا زمانہ سنیوں کی سرکشی وطغیانی کا زمانہ تھالہذا آپ ابو بکر صدیق لفظ کے ساتھ استعمال کرتے تھے بعید نہیں ہے کہ مذکورہ جملہ میں تقیہ کار فرمارہا ہو مزید بر آن سید مرتضیؒ نے نقل قول کیاہے سید مرتضیؒ نے قصیدہ سید حمیری کی شرح میں لکھاہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے عائشہ کے اونٹ کو شیطان کہاہے اور شیطان پرور شیطان سوار کے بھائی محمد ابن ابی بکر نے ہی کیا تھااور پھر حکم امام علیہ السلام سے سنبھالا بھی تھا۔

یہی بزرگوار امام علی علیہ السلام سے شدت محبت کرتے تھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے رحمت کی دعا کی ہے اور درود بھیجا ہے حمزہ بن محمد بن طیار کہتے ہیں کہ ہم کئی لوگ مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے کہ جناب محمد بن ابی بکر علیہ السلام کے سلسلہ میں گفتگو شروع ہو گئی امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان کا نام سنتے ہی فرمایا "رحمۃ اللہ و صلی علیہ" خداوند کریم ان کے اوپر رحمت نازل فرمائے اور اس کا درود ہو ان کے اوپر اس کے بعد امام صادق علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر ایک روز امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں مولا اپنا دست مبارک پڑھائیں میں بیعت کرنا چاہتا ہوں ؟ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بیعت پہلے ہی کر چکے ہو اب کیوں یعنی جناب محمد بن ابی بکرؓ دوبارہ خدمت امام علیہ السلام میں بیعت کرنا چاہتے ہیں امام علیہ السلام کے سوال پر عرض کیاہاں مولا بیعت کر چکا ہوں لیکن دوبارہ بیعت کرنا چاہتا ہوں امام علیہ السلام نے دست مبارک بڑھادیا محمد بن ابی بکر نے امیر المومنین علیہ السلام کے ہاتھ رکھتے ہوئے زبان پر یہ جملہ اور گواہی دیتے ہیں "اشھد انك امام مفترض" میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی امام واجب الطاعۃ ہیں یہ تھا محمد بن ابی بکر کا تولائی ادادوسرا جملہ تبرائی رعنائی کا سنیے "وان ابی فی النار" اور میں گواہی

https://downloadshiabooks.com/

دیتاہوں کہ میرا باپ جہنم میں ہے میرا باپ نہ تو امام تھا اور نہ واجب الاطاعت بلکہ وہ جہنمی ہے اور اس وقت وہ جہنم میں ہے امام صادق علیہ السلام ان گواہی کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں " کانت النجابة من قبل امه اسماء بنت عمیس رحمة الله علیها لا من قبل ابیه"۔

جناب محمد بن ابی بکرؓ شاعر بھی تھے بدترین گھرانے سے ہوتے ہوئے بھی بہترین انسان تھے یہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان " لا ینجب النجباء من اهل بیت سوء محمد بن ابی بکر" نجابت و پاکیزگی، نقاوت و طہارت کا دوسرا نام دشمنان اہل بیت علیہ السلام سے بیزاری و برائت ہے حسب و نسب کی طہارت و نزاھت کی پہچان تبراء ہے امام صادق علیہ السلام نے محمد بن ابی بکرؓ کی گواہی باپ کے جہنمی ہونے کا اعلان بلا فصل فرمایا کہ یہ نجابت و پاکیزگی محمد بن ابی بکرؓ میں ماں کی طرف سے آئی تھی نہ کہ باپ کی طرف سے یہ امام صادق علیہ السلام کا فرمان ہمیں سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔

محمد بن ابی بکرؓ اور تبراء:

جناب زرارہؓ سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں کہ عثمان کا ایک غلام مہدی نام کا تھا وہ امام امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا مولیٰ میں آپ کے دست مبارک پر بیعت کرتا ہوں امام علیہ السلام نے ہاتھ بڑھا دیا محمد بن ابی بکرؓ بیٹھے ہوئے تھے ان کی موجودگی میں ہمیں اس غلام نے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے عرض کیا " ابایعك علی ان الامر كان لك اولا" میں آپ سے اس عنوان کے ساتھ بیعت کرتا ہوں کہ یہ امر حکومت و خلافت آپ کا پہلے سے حق تھا کوئی آج آپ خلیفہ نہیں بنے ہیں بلکہ آپ سے پہلے خلیفہ

https://downloadshiabooks.com/

ہیں اس کے بعد مہدی کہتے ہیں کہ "وابرا من ابی بکر و عمر" اور میں عمر وابو بکر سے تبراء کرتا ہوں ان سے برائت و بیزاری کا اعلان کرتا ہوں روایت کا فقرہ ہے کہ نہ محمد بن ابی بکرؒ کچھ بولے اور نہ ہی امام امیر المومنین علیہ السلام نے ٹوکا کہ کیا کرتے ہو کم از کم محمد کا خیال تو رکھو بلکہ سیدھے اپنا ہاتھ بڑھا کر بیعت لے لی اگر تبراء خفیہ کی جائے تو دشمنوں کو تب بھی تکلیف ہوتی ہے یہاں بیٹے کی موجودگی میں سربراہ مسلمین امیر المومنین علیہ السلام بغیر کسی روک ٹوک کے بزم عام میں تبراء ہونے دے رہے ہیں اور تاریخ میں درج ہو رہا ہے کہ بیٹا بیٹھا رہا اس نے کوئی اعتراض نہیں کیا کہ میرے باپ تھے تم کیوں ان سے بیزاری کا اعلان کر رہا ہے اور مولا نے بھی نہیں ٹوکا کہ میرے سلف تھے اور کسی مسلمان نے بھی نہیں ٹوکا کہ کیا کرتے ہو رسول خداؐ کے صحابی اور سسر تھے ہماری اماں جان کے بابو تھے۔

دیکھئے یہ واقعہ رجال شیخ طوسیؒ میں ص ۶۰ رقم ۳۹، رجال ابن داؤد، ص ۱۹۴ رقم ۱۶۲۲، رجال علامہ، ص ۱۷۰، رقم ۴ رجال شیخ طوسیؒ میں تینوں سے تبراء و برائت ذکر ہوئی ہے شیخ طوسیؒ نے امام علی علیہ السلام کے اصحاب میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ "کان محموداً وھو الذی بایع امیر المومنین علی البراۃ من الاولین (35)" امام علی علیہ السلام کے نزدیک بہت پسندیدہ شخص تھے یہ وہی مہدی غلام عثمان ہیں جنہوں نے امیر المومنین علیہ السلام کے ہاتھوں ان پر سبقت لے جانے والوں سے برائت و تبراء کرتے ہوئے امام علی علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔

رجال داؤد کی عبارت یوں ہے "بایع امیر المومنین علی البرائۃ من اعدائہ بحضور محمد بن ابی بکر"

35۔ التحریر الطاووس للشیخ حسن صاحب المعالم، ۵۷۵

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سورہ انعام کی آیت ۱۱۲ کے ذیل میں فرمایا ہے ”ما بعث الله نبیاً الا و فی زمانه شیطانان یوذیانه و یضلان الناس من بعده و صاحبا محمدﷺ حبتر و دلام“ اسی طرح کی روایت امام باقر علیہ السلام سے بھی مروی ہے اور امام علیہ السلام نے اپنے قول کی تاکید کے لیے قرآن مجید سے سورہ انعام کی آیت ۱۱۲ کی تلاوت بھی کی ہے اس سلسلہ میں شاعر عرب کا ایک شعر سنیئے اور اندازہ کیجئے کہ پہلے شعراء کتنا بے باک تبراء کرتے تھے یہ کہتا ہے۔

فکن من عتیق و من عنزر ابیا برئیا و من نعثل

کلاب الجحیم خزازیرها اعادی نبی احمد مرسل (36)

36۔ الصراط المستقیم، ج۳، ص ۴۰

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۰

تبراء کے مخالف افراد ان ساری روایات کو کسی نہ کسی طرح ٹھکرانے کی کوشش کرتے ہیں جن میں مخالفین کے خلاف لعن طعن یا بد دعا و برائت کا ذکر ہوا ہے لیکن جب بھی قرآن مجید کی کوئی آیت پیش کی جاتی ہے تو ان کی بولتی بند ہو جاتی ہے اس لیے کسی بھی مسئلہ میں اگر حکم قرآن اور صریح آیات مل جائے تو پھر اس کو محور و مرکز گفتگو بنا کر بحث کی جانی چاہیئے لیکن اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ روایات معصومین علیہم السلام آیات قرآن مجید کی طرح حجت و دلیلیت نہیں رکھتیں ہر گز ایسا نہیں ہے مگر طرح طرح کے کیڑے نکالنے والے کسی بھی روایت کو اپنے زعم ناقص میں مشتبہ بنا سکتے ہیں یا پھر خبر واحد وغیرہ کا حربہ استعمال کر کے ٹھکرا سکتے ہیں۔

انہیں روایات میں سے ایک روایت کہ جس میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے قنوت میں بعض مردوں اور بعض عورتوں پر نام بنام لعنت فرمایا کرتے تھے کہ جس کو متعدد بالخصوص بحار الانوار کی جلد مطاعن میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے کوئی سر پھرا یہ کہہ دے کہ امیر المومنین علیہ السلام اگر نام بنام اپنے قنوت میں کسی کسی پر لعنت کرتے بھی تھے تو کیا ہوا ہمیں ان کی اس سیرت پر چلنے کا حکم کہاں دیا گیا ہے؟ اور انہوں نے یہ تو نہیں فرمایا ہے کہ تم بھی اسی طرح نام بنام ملاعین کے اوپر قنوت یا غیر قنوت میں لعنت کرو اس کا جواب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی وہ روایت ہے جسے صحیح سند کے ساتھ جناب عبد اللہ بن سنانؒ نقل کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے "تدعو فی الوتر علی العدو و ان شئت سمیتھم" نماز شب کی ۸ رکعت بڑی اہمیت کی حامل ہیں لیکن اس سے زیادہ اجر و ثواب دو رکعت نماز شفع میں

ہے اور اس دو رکعت نماز شفع سے بھی اہم اور افضل نماز، نماز وتر ہے جو ایک رکعت ہے اور اس میں خاص اذکار و غیرہ کے ساتھ طولانی قنوت وارد ہوا ہے کہ جس قنوت میں امام صادق علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق دشمن پر بد دعا، لعنت، کی اجازت ہے اور امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مومن کی طبیعت اور مزاج پر منحصر ہے کہ وہ چاہے تو دشمن کا نام لے کر قنوت میں بد دعا کر سکتا ہے اور یہ طے ہے کہ ہمارا اپنا کوئی بھی بد بخت دشمن دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے بڑھ کر نہیں ہے لہذا ہمیں چاہیئے کہ کہ امام صادق علیہ السلام کے ارشاد کی روشنی میں سحر کی بہترین وقت میں سب سے بہتر عبادت ، دشمنان اہل بیت علیہم السلام پر نام بنام بد دعا، لعنت اور کریں اور اس عبادت عظمٰی جسے کبھی غافل نہ ہوں معلوم ہوا ہے کہ دشمنوں پر لعنت نام بنام، جائز بلکہ حکم امام معصوم ہے اور کیا یہی بہترین موقع و محل ہے کہ سحر کے وقت قبلہ رو حالت نماز میں باطہارت قنوت نماز وتر کو تبراء جیسی عظیم عبادت کے عطر و عنبر سے خوشبودار عبادت کا بے پناہ اجر و ثواب حاصل کریں خداوند متعال ہمیں دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے بیزاری و برائت کی توفیق عطا فرمائے[37]۔

ابن حبان ابو حاتم سجستانی نے اپنی کتاب الجروحین میں سنیوں کے ابو حنیفہ امام اعظم کی بکھیر ادھیڑ کر رکھ دی ہے باپ نانوائی تھا بیٹا فقیہ بن گیا بد عتی تھا ۱۳۰ حدیث کا راوی ہے جس میں سے ۱۲۰ حدیثوں کی یا سند خراب ہے یا تین اس کی ایک بھی حدیث سے استناد کرنا شافعی علماء و عوام کے نزدیک جائز نہیں ہے اور شافعیوں کے نزدیک اس پر اجماع قائم ہے اور سارے شافعیوں نے ابو حنیفہ کو مجروح و مقدوح جانا ہے سفیان ثوری سنیوں کے ایک معروف شخصیت ہے

37۔ تھذیب الاحکام للشیخ الطوسی، ج ۲، ص ۱۳۱، حدیث ۲۷۲

https://downloadshiabooks.com/

اس نے کہا ہے کہ " استتیب ابو حنیفة من الکفر مرتین" دو مرتبہ ابو حنیفہ سے توبہ کرائی گئی ہے وہ بھی کسی معمولی گناہ سے نہیں بلکہ کفر و الحاد سے توبہ کرائی گئی ہے ابو حنیفہ مرجئہ میں سے تھا جو کہتے تھے کہ بس ایمان باللہ کافی ہے جنت میں داخلے کے لیے اور ایمان کے بعد نہ اطاعت کا فائدہ ہے اور نہ ہی معاصی کا نقصان ہے خود ہی اس ملعون امام نے کہا ہے "لو ادرکنی رسول اللہ لاخذ بکیثر من قولی" اگر رسول خدا زندہ ہوتے تو وہ میرے بہت سارے اقوال کو اخذ کرتے یعنی ابو حنیفائی قیاس اور من گھڑت اقوال کو لیکر رسول خداؐ حدیث کی شکل میں بیان کرتے ہیں اور وہ سب کا سب دین اسلام کا حصہ بن جاتا اس کے بعد ابو حنیفہ کہتا ہے " و ھل الدین الا الرائی الحسن" کیا دین بہترین رائے کے علاوہ کچھ ہے یعنی شاید وہ ملعون یہ کہنا چاہتا ہے کہ رسول خداؐ نے بھی کون سا خدا سے سیکھ کر اور وحی کے دائرہ میں رہ کر دین لیا ہے وہ تو رسول خداؐ نے معاذ اللہ اچھی اچھی رائے کو شریعت کا حصہ اور دین کے احکام بنا دیئے ہیں اور میری آراء و نظریات چونکہ بہت اچھے ہیں لہذا اگر رسول خداؐ ہوتے تو انہیں حدیث کا حصہ اور دینی و شریعت کا نام دے دیتے۔

اس ملعون نے کیا کیا فتوے دئے ہیں اور کیا کیا خرافات اور بدعتیں دین میں داخل کی ہیں آپ کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس کلام سے اندازہ ہو گا جسے سنی رائٹر ابن حبان اپنی اسی کتاب المجروحین میں نقل کرتا ہے وہ کہتا ہے جعفر بن محمدؑ کو یہ سنا گیا ہے کہ " اللھم انا ورثنا ھذہ النبوۃ عن ابینا ابراھیم خلیل الرحمان" پالنے والے ! ہم نے اس نبوت و شریعت اور ملت حنیف کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے رواثت میں پایا ہے دین حنیف ابراہیمی کے وارث ہم اہل بیت علیہم السلام ہیں ہم جانتے ہیں کہ اس دین میں کیا جائز اور کیا ناجائز ہے حلال و حرام ابراہیمی کا علم ہم اہل بیت علیہم السلام کو ہے " وورثنا ھذا البیت عن ابینا اسماعیل بن

https://downloadshiabooks.com/

ابراهیم خلیل اللہ" اور ہم نے اس بیت (خانہ کعبہ کی تولیت) کو اپنے جد بزرگوار حضرت اسماعیل علیہ السلام فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا سے ورثہ میں پایا ہے یعنی ہم اس بیت اللہ کے حقیقی مالک و متولی ہیں اور اس کے جملہ امور کی ذمہ داری ہمیں سونپی گئی ہے کیونکہ اس کے بانی ابراہیمؑ و اسماعیلؑ ہمارے جد تھے ہم ان کی اولاد ہیں اس کے بعد امام صادق علیہ السلام فرمایا ہے "وورثنا هذا العلم عن جدنا محمدﷺ" اور ہم نے اپنے جد بزرگوار حضرت محمد مصطفیؐ سے اس علم ودانش یعنی شریعت و دین کے سارے احکام ورثہ میں پائے ہیں حلال و حرام محمدیؐ اور جملہ دستورات زندگی کا علم ہمیں اپنے جد بزرگوار حضرت محمد مصطفیؐ سے ملا ہے صاحب شریعت ہم ہیں دین کے ذمہ دار ہم ہیں ہمیں پتہ ہے کہ دین اسلام میں حلال کیا ہے کیا حرام ہے شریعت محمدیؐ کے وارث ہم ہیں ہمیں علم ہے کہ شریعت اسلامیہ کے دستور کیا ہیں یہ تین فقرے جو امام صادق علیہ السلام نے پے در پے اپنی مقدس زبان پر جاری کیے ہیں اس عظیم بات کی تمہید اور لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے فرماتے ہیں " فاجعل لعنتي و لعنة آبائي و اجدادي على ابي حنيفة" لہذا اے پروردگار تو میری لعنت اور میرے اباؤ اجداد طاہرین علیہم السلام کی لعنت کو ابو حنیفہ پر قرار دے لوگ سوال کرتے ہیں کہ کہاں لکھا ہے کہ اماموں نے نام بنام کسی کے اوپر لعن طعن کی ہے یہ سنی کتاب کا حوالہ ہے ابن حبان ہمارا مولوی نہیں ہے سقیفائی نالی کا کیڑا ہے اور دوسرے کیڑے کے بارے میں کھلم کھلا تبراء اور لعنت ذکر کر رہا ہے کتاب کا نام المجروحین ، ج۳، ص ۶۵ ، ط بیروت۔

عبد الصمد بن حسان کہتا ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کے پاس، جدار کعبہ اس جانب جدھر میزاب پرنالہ ہے جہاں دعائیں مستجاب ہوتی ہیں وہاں عبادت و دعا میں مصروف تھا سفیان

ثوری کے ساتھ کہ اتنے میں سفیان ثوری کے پاس ایک شخص آ کر کہتا ہے کہ ابو حنیفہ فوت ہو گیا ہے سفیان ثوری نے کہا کہ جا کر ابراہیم بن طہمان کو بھی اس کی خبر کر دو وہ گیا اور واپس آ کر کہنے لگا حضور وہ سو رہے ہیں میں نے انہیں نہیں جگایا اور واپس آ گیا ہوں سفیان ثوری نے ڈانٹ کے کہا وائے ہو تجھ پر جا اسے جگا اور بشارت دے دے سفیان ثوری کے الفاظ میں سنیئے کہتا ہے "ویحك اذهب فانتبه و بشره فان فتان هذه الامة مات" کہ اس امت کو سب سے زیادہ فتنہ میں مبتلا کرنے والا فتنہ پرور ہلاک ہو گیا ہے سفیان ثوری آگے کہتا ہے کہ وہ بھی خدا کی قسم کھا کر "والله ما ولد فی الاسلام مولود أشام علیهم من ابی حنیفة" بخدا قسم ابو حنفیہ سے منحوس امت مسلمہ میں پیدا نہیں ہوا ہے لیکن سفیان ثوری تجھے پتہ نہیں ہے کہ ابو حنیفہ منحوس کو منحوس بننے کا چانس کس نے دیا زمینہ کس نے فراہم کیا کہ امت اسلامیہ کے اندر اس قسم کے منحوس مفتی و مجتہد پیدا ہوں لعنت کرنی ہے منحوس بنانا یا بتانا ہے تو نحوست کی بنیاد قائم کرنے والوں اور ڈکٹیڑی کی سنگ بنیاد رکھنے والوں سقیفائی منحوسوں پر لعنت بھیج انہیں منحوس و ملعون بتا کہ یہ شاخ اسی منحوس کی شجر کی ہے جس سے تو بھی وابستہ ہے اور مسلمانوں کی اکثریت جن منحوسوں سے وابستہ ہے۔

یہی سفیان ثوری ابو حنیفہ کی خبر مرگ سن کر کہتا ہوں " الحمد لله الذی اراح المسلمین منه کان ینقص الاسلام عروة و عروة" اس خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے مسلمانوں کو ابو حنیفہ کے فتنوں سے راحت عطا کر دی وہ بد بخت اسلام کی ایک ایک شاخ کو کاٹتا جا رہا تھا یہ اسلام کی شاخ کاٹنے کا مطلب یہ ہے کہ امام اعظم نار ابو حنفیہ ملعون اسلام کے ایک ایک حکم کو اپنی رائے اور قیاس کے میزان پر ڈھال کر کوئی دنیاوی اور شریعت اسلامی کے دستور کو تباہ و برباد کر رہا تھا۔

https://downloadshiabooks.com/

ابن عامر طائی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دمشق کی جامع مسجد کی سیڑھیوں پر ہوں وہاں لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کہ ان کے درمیان ایک بڈھا دوسرے بڈھے کا گریبان پکڑے ہوئے اور گریبان پکڑنے والا بڈھا لوگوں کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے " ایھا الناس ان ھذا غیر دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " اے لوگو! یہی وہ بدبخت اور منحوس شخص ہے کہ جس نے دین پیغمبر خداؐ کو بدل کر رکھ دیا ہے ابن عامر طائی کہتا ہے کہ میں نے اپنے پہلو میں کھڑے ایک شخص سے پوچھ لیا یہ دونوں بڈھے کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ یہ ابو بکر صدیق ہیں اور وہ ابو حنیفہ کی گردن پکڑے ہوئے ہیں میں نہیں جانتا کہ ابن عامر طائی نے ابو حنیفہ کی دشمنی میں یہ خواب گھڑا ہے یا ابو بکر کی محبت میں لیکن یہ طے ہے کہ ابو حنیفہ کو ابو حنیفہ ابو بکر جیسے لوگوں نے ہی بنایا ہے اور دین میں تغییر اور تبدیل اسی روز سے شروع ہوئی ہے جس روز سب سے بڑے منحوس کی خلافت کے لیے ملعونوں نے اجتماع کیا تھا اور دین کی پٹڑی اور شریعت کا راستہ امت نبیؐ سے موڑ دیا گیا تھا۔

علی بن عاصم کا بیان ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے کہا کہ " ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی بھم خمساً ثم سجد سجدتین بعد الاسلام " روایت میں سلسلہ سند سے وارد ہوئی ہے کہ نبی کریمؐ نے لوگوں کو نماز جماعت پڑھائی اور جماعت میں ہی چار کی جگہ پانچ رکعت پڑھا گئے پھر نبی کریمؐ نے سلام کے بعد دو سجدہ سہو کیا اس روایت کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں نبیؐ کی نماز صحیح ہو گی یا غلط اس ملعون نے کہا کہ اگر چوتھی رکعت کے بعد بیٹھے نہیں تھے سیدھے کھڑے ہو گئے تھے تو نبیؐ کی یہ نماز میرے نزدیک اس ٹھیکرے کے برابر بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۱

عظیم وسیلہء تقرب:

فرشتوں کی بڑی قسمیں ہیں فرشتوں میں بڑے درجات ہیں فرشتے سب ایک جیسے نہیں ہیں فرشتوں میں اللہ نے پاکیزگی و عصمت برابر سے رکھی ہے مگر اپنے سے قرب کے مسئلہ میں ان کے درمیان یکسانیت نہیں پائی جاتی فرشتوں کے بھی درجات بڑھتے رہتے ہیں انہیں بارگاہ خداوندی میں تقرب کی چاہت ہے اور وہ اس چاہت پر عمل پیرا بھی ہیں خداوند متعال سے قرب حاصل کرنے کے لیے فرشتوں کو دو وسیلہ حاصل ہے اور وہ ان دونوں وسیلوں کو استعمال کر کے برابر سے اقرب ہوتے چلے جارہے ہیں ان کے پاس قرب الٰہی کے حصول کا وسیلہ ہے جسے امام حسن عسکری علیہ السلام نے یوں بیان فرمایا ہے کہ " ان من عظیم ما یتقرب به خیار املاك الحجب والسموات" عرش اعظم کے پردوں پر تعینات فرشتے اور آسمانوں کے بہترین فرشتے یعنی سارے فرشتے یہ خصوصیت نہیں رکھتے خیار املاک، فرشتوں میں بھی خندہ پیشانی فرشتے بے حد پاکیزہ و نیکوکار فرشتے جس چیز کے ذریعہ روز بروز قرب خدا حاصل کرتے رہتے ہیں وہ "الصلوۃ علی محبینا اھل البیت علیہم السلام" حضرات اہل بیت علیہم السلام کے چاہنے والوں پر درود و سلام بھیجنا ہے یعنی اہم چاہنے والوں کے اوپر درود و سلام بھیج کر اللہ کے پیارے فرشتے اور پیارے بن جاتے ہیں اور دوسرا وسیلہ جس کی بنیاد پر قرب الٰہی میں فرشتوں کا روز بروز اضافہ ہوتا ہے وہ "واللعن لشانئین" ہماری شان میں گستاخی کرنے والوں، ہم پر سب و شتم کرنے والوں، ہمیں برا بھلا کہنے والوں کے اوپر لعنت اور ان سے بیزاری کا اعلان کر کے خیار املاک، قرب خدا حاصل کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ اس قرب کا باعث جس طرح اہل بیت علیہم السلام پر درود قرار نہیں دیا گیا ہے بلکہ ان کے چاہنے والوں پر درود کے ذریعہ قرب حاصل ہوتا ہے اسی طرح اہل بیت علیہم السلام پر ظلم کے بانیوں اور محمد و آل محمدؐ پر سب و شتم اور مصائب کی بنیاد رکھنے والوں پر لعن طعن اور تبراء سے قرب حاصل نہیں کرتے بلکہ ان ملعونوں سے متأثر ہو کر اہل بیت علیہم السلام کو برا کہنے والے ان کی شان میں طعن و تشنیع کرنے والوں کے اوپر لعنت کر کے خیار املاک کو مزید قرب خدا حاصل ہوتا ہے۔

شاید "واللعن لشانئین" کے ذریعہ امام عسکری علیہ السلام معاویہ ویزید اور بنی امیہ کے ساتھ ان کے درباری ملاؤں اور عوام کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ جنہوں نے امام علی علیہ السلام پر سب و شتم کو سنت اور مستحسن عمل وعبادت سمجھ لیا ہے اور مسلسل علی و آل علی علیہ السلام پر سب و شتم کیا کرتے تھے اللہ کی بہترین فرشتے معاویہ ویزید اور بنی امیہ اور ان کے زمانہ کے علماء اور عوام پر لعنت کرنے قرب خداوندی حاصل کرتے ہیں جنہوں نے سقیفہ بنی ساعدہ کے گھور سے نکل کر آل محمد علیہم السلام پر طعن و تشنیع ظلم و ستم کی بنیاد رکھی ہے نہ کہ خود ان بانیان ظلم و ستم پر کہ ان کے اوپر لعن طعن مفروغ عنہ ہے وہ تو سر چشمہ ظلم و ستم اور سر چشمہ طعن و تشنیع ہیں۔

یہ روایت طولانی ہے اور امام زین العابدین علیہ السلام سے امام حسن عسکری علیہ السلام نے نقل کیا ہے صدر روایت اسی طرح ہے کہ اے بندگان خدا اپنے حج کو مقبول و مشکور بناؤ اور دیکھو خبردار اپنے حج کو بری طرح فاسد و باطل نہ کر ڈالنا اور قیامت کے دن اللہ کی سپر کے بیگانہ نہ بن جانا اور یاد رکھو کہ حج اور عبادتیں جس چیز سے متصل و مربوط ہو کر قبول ہوتی ہیں وہ ولایت

https://downloadshiabooks.com/

خدا او ولایت رسول خداؐ و علی مرتضیٰؑ اور ان دونوں بزرگواروں کی پاکیزہ اولاد کی ولایت ہے اور جس چیز کے ذریعہ حج و دیگر عبادتیں باطل، فاسد اور نہایت گھٹیا ہو جاتی ہیں وہ ان بزرگواروں کے مقابلہ میں غیروں کو اپنا سربراہ تسلیم کرنا اور ان سے محبت کرنا ہے ائمہ حق حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام اور سربراہان صدق و صداقت یہی بزرگواران ہیں ان کے مقابلہ میں غیروں کو ان کا ہمسر قرار نہ دینا۔

اس کے بعد امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب رسول خداؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے موالی کے لیے طوبیٰ ہے کہ وہ محمدؐ پر ایمان اور ان کے اقوال کی تصدیق کرنے والے ہیں اللہ عزوجل کو ان کو عرش اعظم پر یاد کرتا ہے بہترین شکر کے ساتھ، اور ان کے اوپر اللہ کے وہ فرشتے جو عرش، کرسی، حجب، سموات، زمین، ہوا اور وہاں کے تحت الثریٰ تک تعینات ہیں سب درود بھیجتے ہیں یہی نہیں بلکہ بادلوں، بارشوں، صحراؤں، سمندروں، سورج، چاند ستارے، سنگریزے اور سارے حیوانات درود بھیجتے ہیں۔

"والویل للمعاندین علیاً کفراً بمحمد و تکذیباً بمقاله و کیف یلعنهم الله باخس اللعن من فوق عرشه و کیف یلعنهم حملة العرش والکرسی والحجب والسموات والارض والهویٰ و مابین ذالك و ما تحت الثریٰ و کیف بلعنهم املاك الغیوم والامطار والاملاك والبراری والبحار والشمس السماء وقمرها و نجومها و حصباء الارض و رمالها و سائر ما یدب من الحیوانات فیفعل الله یلعن کل واحد منهم لدیه محالهم و یقبح عنده احوالهم حتی یردوا علیه یوم القیامة وقد شهروا بلعن الله و مقته علی رؤوس الاشهاد و جعلوا من رفقاء ابلیس و نمرود و فرعون اعداء رب العباد و ان۔۔"۔

https://downloadshiabooks.com/

دشمنوں کی چیخ پر کان نہ دھریں:

یہ سچ ہے کہ تبرائی سرگرمیوں سے دشمنان اہل بیت علیہم السلام واویلا مچائیں گے اور یہ سلسلہ پرانا ہے محبان اہل بیت علیہم السلام کو لعنت کی بڑی بھاری بھاری قیمتیں چکانی پڑی ہیں اور پڑیں گی حضرت امام امیر المومنین علیہ السلام نے بھی اپنے احتجاجات دلائل اور تبرائی اقدام کے نقصانات اٹھائے ہیں تو پھر ان کے چاہنے والوں کو بھی اس کی تاسی میں زحمتیں تو ہوں گی نہ جانے کتنے شیعہ صرف اس تبراء وبرائت اور لعن طعن کے باعث شہید کیے گئے ہیں اور شہید کیے جائیں گے لیکن یہ سنت قائمہ ودائمہ نہ رکی رھی نہ رکے گی چاہے اس راہ میں جان مال بلکہ آبرو بھی داؤ پر لگ جائے اس کی کوئی پراوہ نہیں ہے۔

جناب رسول خداؐ نے ھجو کی اور کرائی ہے خود ہی آپ اپنے قنوت میں بعض جباروں اور جبارزادیوں پر لعنت فرماتے تھے ایک دفعہ کا بیان ہے کہ قریشیوں اور مکہ کے اوباشوں کو للکارتے ہوئے امام امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا "مالی و لقریش" میرا قریشیوں سے کیا واسطہ ہے "اما واللہ لقد قتلھن کافرین والاقتلھم مفتونین" قسم خدا کی میں نے قریش کے سرکشوں کے سر قلم کیے ہیں جبکہ وہ کفر والی کے نشہ میں مست تھے اور اب وہ فتنہ وتباہی اور گمراہی میں سر مست ہیں تو میں انہیں بخشوں گا نہیں میں انہیں اب فتنہ ڈوبے ہوئے جان کر موت کے گھاٹ اتاروں گا پھر آپ نے قریشیوں کی قیادت اور سربراہی کرنے والی اوٹنی، رسول خداؐ کے منسوب لعینہ کا نام لیکر فرمایا "ومالنا الی عائشه من ذنب الا" ہم ہاشمیوں اور ہمارے چاہنے والوں کا عائشہ کے پاس کوئی جرم ثابت نہیں ہے ہم نے نہ تو اس کے حق میں کوئی جرم کیا ہے نہ خدا کے کسی حکم

https://downloadshiabooks.com/

کی سر تابی کا الزام ہے اور نہ ہی میں نے قاتل عثمان ہوں اور اس کا اعتراف سنی مورخین و محدیثین نے بھی کیا ہے کہ جس روز عثمان واصل جہنم ہوا مولا امیر المومین علیہ السلام مدینہ میں تھے ہی نہیں آپ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے تھے اور نہ امام حسن علیہ السلام اور نہ ہی امام حسین علیہ السلام نے عثمان کو بچانے کی کوشش کی ہے یہ سب ان معصوم اماموں کے اوپر شیطان عثمان کی طرف داری و حمایت کا الزام ہے بھلا امام معصوم سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ جس کے ہاتھ جناب ابوذرؓ جیسے بزرگ اصحاب رسول خداؐ کے خون سے رنگین ہوں اور بیت المسلمین کو ظلم و ستم کے ساتھ بھی ہڑپ رہا ہو اور اقرباء میں تقسیم کر رہا ہو اس کی حمایت و حفاظت پر معصوم امام تعینات ہوں گے توبہ استغفر اللہ۔

امام علی علیہ السلام کے ارشاد کو مکمل کروں آپ فرماتے ہیں یہ جمل میں آنے والی آنٹی کا ہم نے کچھ نہیں بگاڑا ہے ہمارا گناہ یہ ہے کہ اس گمنام اونٹنی کو ہم نے اپنے مکان میں جگہ دی ہے "وما الذی الی عائشه ذنب الا انا ادخلناها فی حزنا" ہمارا جرم یہ ہے کہ ہم نے اس بے نام و نشان، گمنام اوٹنی کو اپنے گھر میں پناہ دی ہے اور ہمارے مقام سے جڑ کر یہ نامور بن گئی ہے اور بہت جلد اس کی رسی کاٹ کھلنے والا ہے اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہونے والا ہے پھر امام علی علیہ السلام ایک بار پھر خدا کی قسم کھا کر فرماتے ہیں "واللہ لا یظهر الباطل حتی یظهر الحق من خاصرته" خدا کی قسم میں باطل کا پیٹ چیر کر اس کے پہلو سے حق نکال باہر کر کے دم لوں گا امام علی علیہ السلام نے شرافت بھرے الفاظ سے کنایہ کا کام لیا ہے ورنہ ہمیں پتہ ہے کہ جمل میں کیا پھٹا تھا اور کہاں سے کیا نکلا تھا۔

https://downloadshiabooks.com/

آخر کلام میں امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "فقل لقریش فلتضج فضجیجها" لہذا قریش کے اوباشوں کو میرا پیغام پہنچا دو انہیں جتنی چیخ پکار کرنی ہے کریں دوسرے لفظوں میں حقیقت بیانی ہو گی باطل کا منہ کالا کیا جاتا ہے جو جس لائق ہے اسے سنایا جاتا رہے گا جس کا جو جی چاہتا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۲

جناب رسول خداؐ کے خلاف قریش کے کفار نے دار الندوۃ نامی جگہ پر اجتماع کیا جس میں یہ طے پایا کہ حضرت محمد بن عبد اللہ ؐ کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے اس کانفرنس میں پیش پیش رہنے والی نامور شخصیتوں میں سے ایک مناف نامی بت کی پوجا میں نام کمانے والے اور اس بت کے شیدائی و فدار کار بن جانے والے شخص کا نام ہی عبد مناف پڑ گیا تھا جسے قرآن نے اصلی نام سے خطاب کرنے کی بجائے ''آگ والا'' ابو لھب کے نام سے یاد ہے اس کے حق میں شدید تبرائی کلمات استعمال ہوئے اس کی بیوی کو بھی نہیں بخشا ہے جو کہ قریش کے معزز قبیلہ بنی امیہ کے سر براہ ابو سفیان کی بہن تھی اور خال المومنین کے نام سے یاد کیے جانے نامور سر براہ مسلمین معاویہ کی پھوپھی تھی جس کا نام ام جمیل تھا لیکن قرآن مجید نے اسے ''مسد'' یعنی ''آگ کا گلے میں ہار پہننے والی'' سے تعبیر کر کے سخت مذمت کی ہے اور بعد میں مسلمان ہو جانے والے باپ بیٹے یعنی ابوسفیان اور معاویہ کا لحاظ کیے بغیر سورہ لہب کو قرآن سے حذف نہیں کیا گیا اور ہتی دنیا تک معاویہ کی پھوپھی اور ابوسفیان کی بہن پر تمام مسلمان پھٹکار برساتے رہیں گے حالانکہ اس کا جرم یہ تھا کہ قتل نبیؐ کی سازش میں شامل ہوئی تھی عملی اقدام کرنے والے کا سراغ نہیں ملتا تو پھر عقبہ کی گھاٹی میں منھ پر ڈھاٹھہ باندھ باندھ کر عملی اقدام کرنے والے اور جناب رسول خداؐ کو مار ڈالنے کی بھرپور کوشش کرنے والے ابو لھب اور ام جمیل سے بدتر لوگوں پر تبراء، لعنت اور سب و شتم بطریق اولیٰ جائز و لازم ہے جتنی آب و تاب کے ساتھ مسلمان سورہ لھب کی تلاوت کرتے ہیں علی الاعلان ابو لھب اور ام جمیل پر لعن طعن کرتے ہیں اس سے زیادہ رسول خداؐ کی شان میں جسارت کرنے والے، آپؐ کے قتل کا پروگرام بنانے والے بلکہ سازش کر کے زھر دیکر جان سے مار ڈالنے

والے خبیثوں سے بیزاری کا اعلان کرنا چاہیئے اور یہ کام خدا پسند، رسول پسند بلکہ ائمہ طاہرین علیہم السلام پسند عمل ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم لوگ جب بھی سورہ لھب کی تلاوت کرو تو "فادعوا علی ابی لھب" ابو لھب پر بد دعا، لعن طعن اور تبراء ضرور کیا کرو[38]۔

البرائةواجبة:

حضرت امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام سے اس زمانے کا عباسی طاغی و سرکش مامون ملعون اسلام کا خلاصہ لکھوانے کی کوشش کرتا ہے اور اس حدیث کو جناب شیخ صدوقؒ صرف دو معتبر واسطہ سے جناب مفضل بن شاذانؒ قمی سے نقل کرتے ہیں یعنی روایت میں کوئی نقص کیڑا نہیں نکال سکتا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے جہاں خلاصہ اسلام تحریر کیا ہے اس میں دو دو مقام پر دشمنان خد اسے بغض وعناد رکھنے اور صرف بغض رکھنے کا نہیں بلکہ بغض و دشمنی کا اظہار کرنے کا وجوب مرقوم فرمایا ہے اور یہ بھی نشان دہی کی ہے کہ دشمنان خدا کون ہیں اور دشمنان خدا کے امام اور سر براہ کون ہیں؟

کتاب عیون اخبار الرضا کی جلد ۲ صفحہ ۱۲۱ اٹھا کر دیکھ لیجیئے امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں "حب اولیاء اللہ عزوجل واجب و کذالك بغض اعدائه والبرائة منهم و من ائمتهم" دوستان خدا کی محبت واجب ہے اسی طرح دشمنان خدا سے بغض رکھنا بھی واجب ہے اور ان سے

38۔ ثواب الاعمال للصدوق، ۱۵۷

https://downloadshiabooks.com/

بھی تبراء کرنا ہے اور ان کے سر براہوں اور اماموں سے بھی برائت کرنا واجب ہے کوئی ایسا مسلمان جو یہ سمجھتا ہے کہ دشمنان کے بھی امام و پیشوا کون کون خبیث لوگ ہیں؟

امام رضاعلیہ السلام اس خلاصہ اسلام تحریر میں دوبارہ تبراء وبرائت کے مسئلہ کو چھیڑتے ہیں اور یہ آشکار کرتے ہیں کہ کون کون ائمہ ضلالت وگمراہی ہے کس کس سے برائت کرنی ہے اور کس کس پر تبراء کرنا ہے اگرچہ سابقہ متن بول رہا ہے لیکن تاویل وتوجیہ کرنے والے مفسدین کے دھن سے ہر قسم کی ٹھنڈی تاویلوں کا بھی موقع امام رضاعلیہ السلام چھین کر تبراء کی اہمیت رکنیت اسلام اور اساس مذھب تشیع کو اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "والبرائة من الذین ظلموا آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" جن جن لوگوں نے آل محمد علیہم السلام پر ظلم کیا ہے "و ھمو باخراجھم" اور انہیں باہر نکالنے کی کوشش کی ہے میرادل کہتا ہے کہ یہاں "باخراجھم" نہیں "باحراقھم" تھا یعنی اہل بیت طاہرین علیہم السلام کے گھر کو اور ان کے سمیت جلانے کی کوشش کی ہے "وسنوا ظلمھم" اور ان کے اوپر ظلم وستم کی سنت وسیرت قائم کی ہے اہل بیت طاہرین علیہم السلام پر ظلم وتعدی کی سنت قائم کرنے والے کتوں کو کون نہیں پہنچانتا اس سے زیادہ واضح و آشکار کون سا لفظ ہوسکتا ہے کیا امام معصوم علیہ السلام اپنی زبان اقدس سے ان خبیثوں کا نام لیتے تبھی بات آشکار ہوتی؟

امام رضاعلیہ السلام فرماتے ہیں "و غیروا سنة نبیھم" اور ان لوگوں نے نبی کریمؐ کی سنت وسیرت کو بدل کرر کھ دیا حلال محمدیؐ کو حرام اور حرام محمدیؐ کو حلال قرار دیا خمس وانفال اور فئے کو دبا گئے متعہ کو حرام قرار دے دیا تراویح کی بدعت قائم کی وغیرہ یہ سب سیرت و سنت رسول خداؐ کی تفسیر ہے جن سے برائت وبیزاری کو حضرت امام رضاعلیہ السلام واجب قرار دیتے

https://downloadshiabooks.com/

ہوئے فرماتے ہیں "والبرائۃ من الذین ظلموا آل محمد ﷺ" ان تمام ظالموں سے برائت کا اعلان واجب ہے تاریخ بھری پڑی ہے کہ کن کن خبیثوں نے آل محمد علیہم السلام پر ظلم و ستم کیا ان کو جلاڈالنے کی کوشش کی ان پر ظلم و ستم کی بدعت و سیرت قائم کی اور سنت رسول خدا ؐ کو تغیر دے دیا ان ظالموں سے تبراء واجب ہے پھر دوسری مرتبہ میں امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں " والبرائۃ من الناکثین والقاسطین والمارقین الذین ھتکوا حجاب رسول اللہ و نکثوا بیعۃ امامھم واخرجوا المرائۃ وحاربوا امیر المومنین ؑ و قتلوا شیعۃ المتقین رحمۃ اللہ علیھم واجبۃ" بیعت توڑنے والے اور والی، حجاب رسول خدا ؐ کو تار تار کرنے والے اور والی، امیر المومنین علیہ السلام سے ختم کرنے والے اور والی، امیر المومنین علیہ السلام سے جنگ کرنے والے اور والی، پرہیز گار شیعوں کو قتل کرنے والے ان تمام لوگوں سے تبراء کرنا واجب ہے خلاصہ اسلام کی مہر تبراء ہے ان تمام سرکشوں اور ظالموں سے برائت واجب ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۳

دشمنوں پر لعنت، اشرف اعمال:

حضرت علامہ محمد باقر مجلسیؒ نے بحار الانوار، ج۹۱، ص ۶۲ پر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے کہ مومنین اپنے مراتب و درجات کے اعتبار سے بہت متفاوت ہیں یعنی ان کے درجات میں ثری سے ثریا تک فرق ہے مگر سب کے سب اہل ایمان ہیں یہ تشبیہ یقینا مطلب کو پہنچانے کے لیے بیان کی گئی ہے ان تمام تفاوت و اختلاف درجات کے باوجود تمام مومنین ایک اشرف اعمال اور افضل اعمال میں برابر کے شریک ہونے چاہیئں اور یہ بہترین عمل جس میں زحمت کم مگر اجر و ثواب بہت ہے۔

۱: "الصلاۃ علی محمد وآلہ الطیبین صلی اللہ علیھم" پہلا عمل جو تمام مومنین کے درجات کے تفاوت کے باوجود بہترین عمل و عبادت ہے محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام ہے۔

۲: "واستدعاء رحمۃ اللہ و رضوانہ لشیعتھم المتقین" دوسرا عمل جو تمام مومنین کے درجات کے تفاوت کے باوجود بہترین عمل و عبادت ہے وہ اہل بیت علیہم السلام کے متقین اور پرہیز گار چاہنے والوں کے لیے رحمت ورضوان الٰہی کی طلب اور دعا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

۳: "واللعن للمتابعین لاعدائھم المجاھرین المنافقین" تیسرا عمل جو تمام مومنین کے درجات میں ثریا سے ثریا تک تفاوت کے باوجود یکساں طور پر اشرف عمل اشرف عبادت ہے وہ اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں کی پیروی کرنے والوں پر لعنت کرنا۔

البتہ یہ دھیان میں رہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے آخر کلام میں دشمنان اہل بیت علیہم السلام کے دو اوصاف ذکر کئے ہیں(۱) مجاہرین یعنی جو دشمنی میں مخفیانہ روش نہیں اپنائے تھے بلکہ دشمنی کو آشکار بھی کر دیتے تھے اور یہ مخالفین ان کی آشکارا اہل بیت علیہم السلام سے دشمنی کے باوجود اتباع کرتے ہیں (۲) دوسری صفت یہ ہے کہ وہ منافقین ہیں یعنی ان اتباع کرنے والوں پر لعنت بہترین عمل ہے جن کے نفاق کا بھانڈا پھوٹ چکا ہے۔

ان دو شرطوں اور قیدوں سے ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دشمنان اہل بیت علیہم السلام کے سلسلہ میں جہالت کا شکار اور اس جہل کی بنیاد پر پیروی کرنے والے سنی اس لعنت میں بظاہر شریک نہیں ہوں گے کہ جو دشمنان اہل بیت علیہم السلام کو دشمن نہیں سمجھتے اور انہیں ساتھ بھی نہیں سمجھتے دوسرے لفظوں میں لعنت کا مصداق سنیوں کے پڑھے لکھے لوگ جو اہل بیت علیہم السلام سے خبثاء کی دشمنی کو جانتے ہیں اور ان کا نفاق دشمنی علی علیہ السلام کی وجہ سے آشکار ہو چکا ہے پھر بھی ان کی پیروی کرتے ہیں بس وہی لوگ اس لعنت کا مصداق ہیں خداوند متعال ان سے سختی سے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

اول تبرّی دوم تولّی:

ایک روز جناب رسول خداؐ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو مخاطب قرار دے کر

https://downloadshiabooks.com/

ارشاد فرمایا اے علیؑ! آپ کی ولایت بھی اس وقت تک کسی سے قبول نہیں کی جائے گی جب تک کہ وہ آپ کی دشمنوں سے اور آپ کی اولاد میں ہونے والے اماموں کے دشمنوں سے تبرا نہ کرے یعنی تبرا بنیاد تولی ہے اور ولایت معصومین علیہم السلام کسی دل میں اس وقت تک مستقر نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ دشمنان امیر المومنین علیہ السلام اور دشمنان ائمہ طاہرین علیہم السلام سے بیزاری و برائت نہ اختیار کرے صرف اہل بیت علیہم السلام سے دوستی کا دم بھرنا کافی نہیں ہے ان کے دشمنوں سے بغض و کینہ دل میں ہونا چاہیئے اور خبیثوں سے بیزاری و نفرت کا اعلان بھی ہونا چاہیئے۔

جناب رسول خداؐ کے الفاظ ملاحظہ ہوں فرماتے ہیں کہ "یا علی! ان ولایتك لا تقبل الا بالبرائۃ من اعدائك و اعداء الائمۃ من ولدك"۔[39]

عرفان رحمٰن و بغض شیطان:

حضرت ابو حمزہ ثمالیؒ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر مولا کو اپنے الفاظ میں دعا دیتے ہیں اور پھر پوچھتے ہیں "و ما معرفۃ اللہ؟" خدا کی معرفت کیا ہے؟ یہ سوال بتلا رہا ہے کہ اللہ کی معرفت سے مراد اس کی ذات یا صفات کی شناخت نہیں ہے ورنہ امام محمد باقر علیہ السلام کا جواب اس سے متعلق ہوتا بلکہ خدا کی اجمالی شناخت کے بعد جناب ابو حمزہ ثمالیؒ ایمان اور اونچے درجہ کی معرفت خدا کو جاننا چاہتے ہیں لہذا امام محمد باقر علیہ السلام نے اس اعتبار سے جواب دیا اور جو ایمان کی بلندی اور معراج ہے اس کی طرف اشارہ ہے فرماتے ہیں "یصدق اللہ و یصدق

39۔ بحار الانوار / ج۲۷ / ص۱۹۹

https://downloadshiabooks.com/

محمد رسول اللہ" یہ کہ انسان خدا کی تصدیق کرے اور رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰؐ کی صداقت کی گواہی دے یہ گواہی کن چیزوں میں ہو گی کہ جو معرفت خدا سے متعلق ہے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی اور رسول خداؐ کی تصدیق تین چیزوں میں تاکہ عرفان الہی حاصل ہو جائے وہ تین چیزیں کیا ہیں:

ا: "فی موالاۃ علیؑ" حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت کا معترف ہو جائے اور یہ کہ رسول خداؐ نے والایت امام علی علیہ السلام کے بیان میں حکم دینے میں اولیٰ قرار دیتے ہیں سچ فرمایا ہے۔

۲: "والائتمام بہ و بائمۃ الھدیٰ من بعدہ" اور صرف ولایت کی تبلیغ میں خدا اور رسول خداؐ کی تصدیق ہی کافی نہیں ہے بلکہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور ان کے بعد ہونے والے معصوم اماموں کی پیروی کا حکم دیتے ہیں خدا اور سول خداؐ کی تصدیق کریں کہ ہاں خدا اور رسول خداؐ نے حضرت امیر المومین علیہ السلام اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی پیروی کا حکم دیا اور یہ جان کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی پیروی کریں۔

۳: "والبرائۃ الی اللہ من عدوھم" اور یہ کہ خدا کی بارگاہ میں امام علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام کے دشمنوں سے تبراء و بیزاری اختیار کرے اور یہ حکم، خدا اور سول خداؐ کا حکم سمجھ کر کرے یعنی دشمنان ائمہ طاہرین علیہم السلام سے تبراء صرف دل کی بھڑاس نکالنا نہ ہو بلکہ خدا اور سولخداؐ کے حکم پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ کے ساتھ تبراء اور لعنت کرے۔

https://downloadshiabooks.com/

امام محمد باقر علیہ السلام ایک بار پھر ان تین کاموں کو خدا کا عرفان اور اس کی معرفت گرادنتے ہوئے فرماتے ہیں " و کذالك عرفان الله " اور اس طرح خداوند متعال کی معرفت حاصل ہوتی ہے یعنی تبراء اور لعنت پر دشمنان اہل بیت علیہم السلام کے بغیر اپنے کو خدا کی معرفت رکھنے والا سمجھنے والا غلط فہمی میں مبتلا ہے اسے اللہ کی معرفت نہیں ہوئی ہے بغیر تبراء کے خدا بھی نہیں پہنچانا جا سکتا۔ (40)

دفاع شیطان کا بہتان:

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو بدنام کیا جاتا ہے کہ آپ حسنین علیہما السلام کو شیطان عثمان کا دفاع کے لیے بھیجا تھا یہ بالکل غلط ہے حد یہ ہے کہ اس حد تک مخالفین بغض عثمان کو شیعوں کے دلوں سے نکالنے اور کم کرنے کے لیے اور عظمت امام امیر المومنین علیہ السلام کو گھٹانے کے لیے دعویٰ کر دیا ہے کہ امام علی علیہ السلام نے مولا حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو عثمان کے دفاع میں کوتاہی کرنے پر تھپڑ مارا اور مولا حسین علیہ السلام کے سینہ پر گھونسہ مارا اور محمد بن طلحہ کو گالی دے دی نعوذ باللہ من کل ذلک۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام مخالفین کی نظر میں ایک عام صحابی رسول خداؐ سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہیں ان لوگوں نے مولا کو ایک عام جذباتی انسان سے زیادہ کچھ نہیں سمجھا ہے عصمت تو دور کی بات ہے ایک معتبر صحابی کی حیثیت بھی ان ملعونوں کی نظر میں نہیں ہے علامہ امینیؒ کتاب الغدیر میں مجمع الزوائد ھیثمی ج ۷ / ص ۲۳۰ سے نقل کرتے ہیں ھیثمی کہتا ہے " ان

40۔ تفسیر عیاشی ج ۲ / ص ۱۱۶

https://downloadshiabooks.com/

هذا ضعیف لان علیا لم یکن بالمدینة حین حصر عثمان ولا شهد قتلهُ، جناب امیر المومنین علیہ السلام مدینہ میں ہی نہیں تھے جب عثمان شیطان کا محاصرہ کیا گیا اور اسے موت کی نیند سلا دیا گیا لہذا مذکورہ حدیث ضعیف ہے۔[41]

41۔ الغدیر ج8 ص ۲۷۹

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۴

بارھویں صدی ھجری میں مازندران کے علاقہ میں علمی شہرت و عظمت کے مالک ایک بزرگ عالم آیت اللہ محقق محمد اسماعیل خواجوئیؒ متوفی ۱۱۷۳ھ نے اپنے زمانے کے فرعونوں اور ناصبیوں کے بعض اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے پورا ایک کتابچہ لکھ ڈالا کیونکہ ان کے عہد کے سرکشوں نے شیعوں سے مطالبہ کیا تھا کہ کیا دلیل ہے کہ لعنت بر دشمنان اہل بیت علیہ السلام واجب ہے؟ عوام الناس میں سے جب کوئی اس اعتراض کا جواب نہ دے سکا تو اس بزرگوار کی رگ برائت پھڑکی اور چند روز کے اندر ایک کتابچہ بنام "طریق الارشاد الی فساد امامة اهل النساء" لکھ ڈالا جس میں تینوں ملعونوں کی خلافت کی دھجیاں اڑائی ہیں اور انہیں دنیا و آخرت دونوں میں مستحق لعنت قرار دیا ہے اور مقدمہ میں ہی ملاعین کا نام لینے بجائے "ابو رکب" موٹے گھٹنے والا" ز'فر" حمال قلی "معلاں" ۔

جناب محمد اسماعیل خواجوئی وجوب لعنت سے کیا مقصد و مفہوم ہے اور لعنت واجب سے کیا مراد ہے فرماتے ہیں " المراد بوجوب لعنهم ،وجوب اظهار البرائة منهم ،و بغضهم" سقیفائی غنڈوں اور ان کے تابع لوگوں پر وجوب لعنت سے مراد، ان سے تبراء کرنا ہے اور برائت کا کھلم کھلا اظہار کرنا اور ان سے دشمنی کا اعلان کرنا ہے "والا کثار من سبهم و شتمهم "، اور ان کے اوپر بھرپور طریقہ سے سب و شتم ہے سب و شتم کا معنی بتلانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم گالی گلوچ اور لعنت و تبراء میں فرق اچھی طرح جانتے ہیں ان میں جو حرام زادے تھے ان کو حرام

زادہ کہنا گناہ نہیں ہے جو خبیث الولادۃ اور منافق بلکہ سر براہ منافقین تھے انہیں جہنمی، منافق، خبیث اپنے باپ کی اولاد وغیرہ کہنا گالی نہیں ہے سب و شتم ہے۔

علامہ خواجوئیؒ فرماتے ہیں کہ وجوب لعنت سے مراد ان لوگوں کی حقیقت بیان کرنا ان کی سرزنش و ملامت کرنا ہے اور یہ بھی اعتقاد رکھنا ہے کہ "انھم مبعودن عن رحمۃ اللہ" کہ دشمنان اہل بیت علیہم السلام رحمت خدا سے دور ہیں اور ان ملعونوں سے تبراء ایمان کا حصہ ہے بغیر تبراء کے ایمان ناقص ہے دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے بغض رکھنا لازم و واجب ہے اس کے بعد علامہ خواجوئیؒ فرماتے ہیں کہ تبراء کا دوسرا فائدہ ہے ایک تو یہ ہے کہ رحمت خدا سایہ فگن ہو جاتی ہے اور خوشنودی خدا حاصل ہوتی ہے اور دوسرا اس فائدہ یہ ہے کہ لوگ ان ملعونوں سے پرہیز کریں گے اور ان کی بدعتوں کو نہیں سیکھیں گے "فائدہ ذالك ان یحذرھم الناس ولایتعلموا من بدعھم"۔[42]

بہت سے مقامات ایسے بھی آتے ہیں کہ زندگی کے متعدد موڑ پر کہ انسان صبر نہیں کر پاتا لیکن اہل بیت علیہم السلام نے صبر سے کام لیا ہے تو پھر ان کے چاہنے والوں کو بھی ان کی تاسی میں صبر و شیبائی سے کام لینا ہو گا مومنین کو طرح طرح کی الٹی سیدھی نسبتیں دی جاتی ہیں اور دی جاتی رہیں گی یہ سب امتحان ہے اور بعض سیئات کا کفارہ ہے لہذا تہمت رکھنے والوں سے خوف کھانے کی بجائے اگر وہ اپنا ہے تو اس کی ہدایت کی دعا کرنی چاہیئے اور اگر بیگانہ ہے تو اس جلنے کو اور جلانے کے رویہ پر کاربند ہو جانا چاہیئے۔

42۔ طریق الارشاد ص ۲۔

https://downloadshiabooks.com/

زمانہ معصومین علیہم السلام میں بھی اماموں کے مخلص چاہنے والوں پر افتراء پردازی ہوتی رہی اور طرح طرح کی تکلیف دہ نسبتیں انہیں دی جاتی رہیں اور انہوں نے معصومین علیہم السلام کی بارگاہ میں پہنچ کر شکوہ بھی کیا ہے لیکن اپنے چاہنے والوں کو ان تبرائی روش سے باز رکھتے یا تہمتوں کے مقابلہ میں منفعل، متأثر ہونے شدت کے ساتھ منع کیا ہے۔ فقہ التبری کا درس ممکن ہے میرے لیے اور آپ شرکاء درس کے لیے کبھی زحمت و مصیبت کا سبب بن جائے اور نقصان کے ساتھ ساتھ افتراء پردازی کا شکار ہو جائیں لیکن خوف نہ کریں دشمنان خدا و رسول خداؐ اور معصومین علیہم السلام سے بیزاری و برائت اور ان کے اوپر لعن طعن واجب تھا ہے اور رہے گا شریعت محمدیؐ تا قیام قیامت تبدیل نہیں ہونے والی ہے قرآن مجید نے لعن طعن برائت و بیزاری کا سبق دیا ہے ائمہ طاہرین علیہم السلام اور صلحاء مومنین کی سیرت وہی ہے تبراء و لعنت کرنا لہذا تہمت اور بہتان سننے کے لیے آمادہ رہیں اور یہ مختصر مکالمہ ہمیشہ مد نظر رکھیں۔

جناب علقمہؓ حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا اے فرزند رسول! "ان الناس ینسبوننا الی عظائم الامور "لوگ ہمیں بڑی بڑی برائیوں سے نسبت دیتے ہیں بہت بھاری بھاری تہمتیں ہمارے اوپر لگاتے ہیں مولا ان کی افتراء پردازیاں سن سن کر دل بہت تنگ ہوتا ہے ہمارے دلوں کو بڑی تکلیف پہنچتی ہے مولا اس صورت حال سے نپٹنے کے لیے کوئی راہ بتلا دیجیئے ہم کیا کریں؟ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے صحابی کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا "یا علقمه! ان رضا الناس لا یملك، وألسنتهم لا تضبط "اے علقمہؓ! لوگوں کی خشنودی کا مالک نہیں بنا جا سکتا تم چاہے جتنا لوگوں کی خشنودی حاصل کرنے کی کوشش کر لو سب کو خوش نہیں رکھ سکتے ان کی خوشیاں نہیں بٹور سکتے اصلا تمام انسانوں کی رضا و خشنودی ایسی چیز ہے کہ جس

https://downloadshiabooks.com/

کے اوپر تسلط و غلبہ حاصل کیا ہی نہیں جا سکتا ہے اور لوگوں کی زبانیں نہیں پکڑی جا سکتیں ان کے منہ پر تالا نہیں لگایا جا سکتا ان کے ہونٹ نہیں سلے جا سکتے اور ان کی تہمت و افتراء پردازی کا سد باب نہیں کیا جا سکتا اس کے بعد علیہ السلام نے مزید تسلی بخش فقرہ ارشاد فرماتے ہیں آپ کہتے ہیں "کیف تسلمون ممالم یسلم منہ انبیاء اللہ و رسلہ و حججہ" پھر بھلا تم لوگ کیسے ان تہمتوں، نسبتوں اور بہتانوں سے محفوظ رہ سکتے ہو کہ جس سے اللہ کے پیغمبروں اور مرسلین اور حجج الہی ائمہ طاہرین علیہم السلام محفوظ نہیں رہ سکے ہیں۔[43]

یہ حدیث شریف نہایت تسلی بخش و تشفی قلب کا باعث ہے ممکن اس میں کہ تبرائی جہاد میں بے موت مارے جانے کے چانس بہت ہوتے ہیں اور درجہ شہادت پر پہنچنے کے امکانات و اسباب فراہم ہو جاتے ہیں کہ جس مقام و مرتبہ سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں ہے بستر کی موت ائمہ طاہرین علیہم السلام کو بڑی ناگوار تھی حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں "ان اکرم الموت القتل" عظیم و کریم ترین موت شہادت کی موت ہے پھر حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام خدا کی قسم کھا کر فرماتے ھیں "والذی نفس ابن ابی طالب بیدہ" اس خدا کی قسم! کہ جس کے قبضہ قدرت میں فرزند ابو طالب علیہ السلام کی جان ہے "لالف ضربۃ بالسیف اھون علیّ من میتۃ فی الفراش" بستر کی موت سے زیادہ آسان ہزار مرتبہ تلوار کا وار اور ضرب سہنا ہے۔[44]

43۔ امالی الشیخ الصدوقؒ، ص ۱۶۴۔

44۔ الکافی ج ۵ / ص ۵۲۔

https://downloadshiabooks.com/

کیا آپ لوگوں کو پتہ ہے کہ جناب رسول خداؐ کا گھر جو خانہ کعبہ سے بھی زیادہ محترم مقام ہے آج اس جگہ ٹوئیلٹ بن اہوا ہے اس وقت کی بات ہے جبکہ عراقی کتے صدام نے عین شب عاشورہ کویت پر حملہ کر کے عراق کا ایک اسٹیٹ بنا دیا اور پھر جنگ نفط شروع ہوئی تو اس موقع کا فائدہ اٹھا کر سعودی وہابیوں نے بیت نبیؐ کو زمین بوس کر دیا اور پھر کچھ روز کے بعد وہاں ٹوائیلٹ بنوا ڈالے آپ کے پاس عثمانی دور کا نقشہ ہو تو اس میں باقاعدہ دیکھا جا سکتا ہے کہ بیت نبیؐ کہاں تھا اور آج ٹوائیلٹ وغیرہ کہاں ہیں۔

کیا ایسے خبیث کام انجام دینے والوں سے اتفاق رائے ہو سکتی ہے کیا جس گھر کو قرآن محترم و مرتفع قرار دیا ہے اور جہاں نبی اکرمؐ استراحت فرماتے تھے وہ اس لائق ہے کہ وہاں غلاظتیں ڈالی جائیں ایسے کتوں سے نفرت نہیں ہو گی ایسے ملعونوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا غلط ہے کیا ایسے لوگ قرآن و اسلام، خدا اور رسول خداؐ اور مومنین کے مجرم نہیں ہیں ان پر حد جاری ہونی نہیں چاہیئے مگر ہمارے بس میں نہیں ہے پر جو بس میں ہے اس میں تو نشانہ خالی نہیں کرنا چاہیئے اور وہ ہے دشمنان خدا اور رسولؐ اور دشمنان آل بتولؑ سے نفرت و بیزاری کا اظہار اور ان پر تبراء جو حد اقل نفرت و بیزاری کا اظہار ہے ایسے مجرموں اور ملعونوں اور سرکشوں پر خدا کی لعنت ہو۔

ھجو نہ گالی ہے نہ بد تمیزی:

پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰؐ نے صرف یہ کہ ھجو کرنے والے شعراء ھجو سے منع نہیں کیا ہے بلکہ دشمنان دین و شریعت کی ھجو سن کر خوش ہوتے تھے اور مسکرا کر شاعر کی ھجو کی تائید

https://downloadshiabooks.com/

کرتے تھے البتہ کسی مومن کی ھجو جائز نہیں ہے اور سخت سزا ہے کسی مومن کی ھجو کرنے والے شخص کی مگر شاعروں کے اشعار سن کر اور مرثیہ، ھجو والے جملے رسول خداؐ کا مسکرا دینا اس بات کی دلیل ہے کہ جن کی ھجو کی جارہی تھی وہ مومن نہیں تھے ورنہ پیغمبر خداؐ ھجو گر اور مرثیہ کو ٹوک دیتے۔

تلوار کی کاٹ سے زیادہ کاری، تیر کے زخم سے زیادہ گہرا زبان و بیان کی چوٹ ہوتی ہے اور جناب رسول خداؐ ہم سے زیاہ اس مطلب کو درک کرتے تھے اس لیے آپ نے قریش کے ظالموں جباروں اور سرکشوں پر صرف تلوار و تیر اور خنجر نہیں چلوائے بلکہ شاعروں کے ذریعہ ان کی ھجوا بھی کروائی ہے اور کھل کر ان پر جبرا اور ان سے بیزاری کا اعلان کیا ہے جناب شیخ طوسیؒ کی ایک فقہی مفصل کتاب ہے المبسوط اس کی آٹھویں جلد میں صفحہ ۲۲۸ پر جناب رسول خداؐ کا ارشاد گرامی مذکور ہے آپ فرماتے ہیں "اھجوا قریشا فانہ اشد من رشق النبل" قریش کے اوباشوں لعینوں اور جباروں کو ھجو کا نشانہ بنا اس لیے کہ زبان کا زخم تیروں کے زخم سے زیادہ تکلیف دہ اور کاری ہوتا ہے یہ روایت سنی مشہور کتاب صحیح مسلم کی جلد ۷ ص ۱۶۴ پر بھی موجود ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۵

دو دل والے:

قرآن مجید میں خداوند متعال نے صاف اعلان کر دیا ہے کہ ہم نے کسی کے شکم میں دو دل نہیں قرار دے ہیں لیکن کیا کیا جائے جب دنیا اور حب ریاست وغیرہ کچھ لوگوں کو دو دل دلدادہ ہونے کی دعوایدار بنا رہی ہے کہ ایک دل سے وہ دعویدار ولایت و مودت اہل بیت علیہم السلام ہیں تو دوسرے دل سے ان کے سر سخت دشمنوں ناصبیوں اور مخالفوں سے اظہار ولاء ،ہمدردی اور منافقانہ محبت کا اظہار بھی کرتے ہیں۔

اللہ نے بعض مخلوقات میں بعض عضو ظاہری کا کبھی کبھی اضافہ کیا ہے چھ انگلیوں والے تین ہاتھ والے ایک آنکھ والے تین ٹانگ والے سینگ والے مل جائیں گے مگر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی بندے کے شکم میں اللہ نے دو دل پیدا کیے ہوں اگرچہ یہاں دل سے مراد خمیر و وجدان اور عقل و شعور بھی مراد لیا جا سکتا ہے مگر واقع میں کبھی ایسا نہیں ہوا ہے کسی کے شکم میں دو دل کی خلقت ہو گئی ہو۔

بعض لوگ اہل بیت علیہم السلام کی ولایت و محبت کے دعویدار ہونے کے ساتھ دشمنان اہل بیت علیہم السلام کی بھی نسبت نرم گوشہ رکھتے ہیں بلکہ پیارے القاب و الفاظ استعمال کر جاتے ہیں ان کی مثال تاریخ نے کلام امیر المومنین علیہ السلام میں ذکر کی ہے ہمیں انہیں الگ سے کچھ

https://downloadshiabooks.com/

کہنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ جب تک ایسے حالات سے گذر رہے ہیں کہ اعور ہیں کل کا پتہ نہیں ہے کہ وہ اندھے ہو جائیں گے ان کی دونوں آنکھیں بینا ہو جائیں گی۔

قتل عثمان کے بعد ایک شخص امام امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا اور کہنے لگا "انی احبك و اهونی عثمان" میں آپ کو چاہتا ہوں آپ کا محب ہوں اور عثمان کی طرف بھی جھکاؤ ہے میلان رکھتا ہوں اسے بھی سربراہ، سر نما، خلیفہ اور لیڈر وغیرہ جو بھی اس کے دل میں رہا ہو مانتا ہوں امام امیر المومنین علیہ السلام نے اس سے براہ راست فرمایا "انت الآن اعور" (45) ابھی تو کانترا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ کل تو بینا ہو جاتا ہے یعنی شیطان کی صحبت چھوڑ کر صرف رحمان سے محبت کرتا ہے اور خالص میرا محب بن جاتا ہے یا پھر اندھا ہو جاتا ہے اور تیری دوسری آنکھ اندھی ہو جاتی ہے شیطان کی محبت کے باعث۔

دو دل والے یقین کر لیں کہ وہ امام امیر المومنین علیہ السلام کی نظر میں کانڑے ہیں یا تو ان کے دل کی آنکھیں شیطانوں کی محبت میں اندھی ہیں اور وہ پوری اندھے ہو جائیں گے یا تو محبت امیر المومنین علیہ السلام میں رنگ لائے گی اور وہ شیطان کی رواداری سے باہر نکل کر صرف رحمان کے طرف دار ہو جائیں گے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی اولاد طاہرین علیہم السلام کے محب بن جائیں گے اور ان کے دل کی دونوں آنکھیں نورانی ہو جائیں گی۔

پہلے ہی دن سے اللہ نے انسان کو اختیار دے رکھا ہے شاکر بنے یا کافر، اللہ کو منتخب کرے یا ابلیس کو شیطانی سرگرمیاں دکھائے یا یار حمانی خوبیاں، انسان کا دل میدان جنگ ہے لشکر شیطان

45۔ الصراط المستقیم ۳ / البحث ۲ / فی الوالاء والبراء

https://downloadshiabooks.com/

اور لشکر رحمان کے لڑنے کا جس لشکر کی جانبداری انسان کرے گا اس کو فتح نصیب ہو گی اور انجام یا انعام اسی حساب سے ملے گا انسان کا دل کبھی دونوں فوجوں سے خالی نہیں ہوتا اور دل جنگ نفرت و محبت میں دینداری یا بے ایمان بنتا ہے قرآن مجید نے اللہ کی محبت کا تعلق توابین، مطھرین، متقین وغیر ھم سے کر دیا ہے اسی طرح الہی نفرت کا تعلق بھی بتلا دیا ہے کہ وہ تعدی کرنے والوں کو مفسدوں کو ظالموں کو اور حد سے گذرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا بلکہ ان سے نفرت و بیزاری کا اعلان کر دیا ہے اور مسلسل ظالموں اور سرکشوں ابلیسوں، فرعونوں پر لعنت اور ان سے تبراء کرتا ہے اور ہمیں بھی اپنی اخلاق سے متخلق ہونے کی ترغیب دلائی ہے اور اولین روز حیات دنیوی وارضی سے پہلے اعلان کر دیا ہے کہ تولا اور تبراء دونوں کو جان کر زمین پر اترے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارنے سے پہلے ان کو اور ان کی زوجہ کو مخاطب کر کہ کہہ دیا تھا "قل ان اھبطوا بعضکم لبعض عدو" تم سب زمین پر اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور سب سے بڑے دشمن کا سب سے زیادہ ڈرایا اور دشمنی کرنے کا سلیقہ بھی سکھایا اعلان کر دیا کہ "ان الشیطان لکم عدو" شیطان تمہارا دشمنی ہے اس کو دشن ہی سمجھتے رہنا کبھی اسے اپنا دوست نہ سمجھ لینا دشمن کو دشمن سمجھنے والا اللہ والا ہے اللہ کے اخلاق کا متخلق ہے اور دشمنوں کو دشمن نہ سمجھنے والا خدا کے فرمان کا مخالف اور شیطان کو شیطان اور دشمن نہ سمجھنے کی غلطی کرنے والا ہے وہ آدمی زاد ہے آدمی نہیں کیونکہ آدم علیہ السلام دشمن شیطان تھے اور انہوں نے کبھی شیطان سے سمجھوتہ نہیں کیا شیطان سے سمجھوتہ کی بات کرنے والا خدائی دستور پر سرکشی اور طغیانی کرنے والے ہیں اور شیطان سرپرست ہو جانے والے ہیں قرآن مجید نے صاف اعلان کر دیا ہے "الم اعھد الیکم یابنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان" کہ کیا میں نے فرزندان آدم سے تعھد نہیں لیا

https://downloadshiabooks.com/

ہے کہ تم شیطان کی عبادت نہیں کروگے کوئی مسلمان شیطان کی عبادت نہیں کرتا بلکہ عبادت سے مراد شیطانی فرامین پر عمل پیرا ہونا ہے دشمنوں کو دوست سمجھنے کا ااعتقاد اور کھلے ہوئے ناصبیوں کی ہمدردی و جانبداری خدا سے براہ راست ٹکراؤ ہے شیطان کی عبادت ہے خداوند متعال شیطان اور اسکی چیلوں سے کوسوں دور رہنے اور ان پر تبراء ولعنت کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

دین حنیف ابراہیمیؑ پر رہنے والے ملت ابراہیم کے ماننے والوں پر لازم ہے کہ تبراء کریں دشمنان خدا سے اس لیے کہ قرآن مجید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت بیان کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پتہ چلا کہ ان کا رشتہ دار یعنی چچا دشمن خدا ہے تو انہوں نے اس سے تبراء کیا اور اس سے نفرت و بیزاری کا صریحی اعلان قرآن میں موجود ہے "فلما تبین له انه عدو الله تبراء منه" اس آیت میں صاف حکم موجود ہے کہ دشمن خدا سے تبراء کیا جاتا ہے حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کے دشمن، دشمن خدا ہیں اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے تو پھر دشمنان خدا سے تبراء میں شکوک وشبہات کیسے؟۔

پل صراط اور تبرا:

شاذان بن جبرئیل قمی کی معروف کتاب الفضائل روضہ حضرت عباس علیہ السلام سے بہترین جلد و ورق کے ساتھ چھپ چکی ہے اس کتاب میں فضائل اہل بیت علیہ السلام اور خاص طور پر سے فضائل امام امیر المومنین علیہ السلام پڑھنے کے لائق ہیں ایک روایت جو تبراء کے متعلق ہے اسے پیش کیا جارہا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ جنت یا جہنم رسید ہونے کے لیے پل صراط پر بھی تبراء سے چھوٹ نہیں ہے اور اس بال سے زیادہ باریک تلوار کی دھار سے زیادہ تیز

https://downloadshiabooks.com/

پل پر بھی بر عمر لعنت کہے بغیر گذر نہیں ہے جناب رسول خداؐ فرماتے ہیں " لایجوز احد علی الصراط الا ببرائته من اعداء علی" کہ کوئی ایک بھی بندہ پل صراط سے گذر نہیں سکتا ہے جب تک کہ دشمنان علی علیہ السلام سے برائت وبیزاری برملانہ کرے یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت خاتم المرسلینؐ تک ہر نبی اور اسکی قوم پل صراط پر بر عمر لعنت کہے گی تب وہ وارد جنت ہو گی یا اپنے دنیاوی شر وشراتوں کی بنیاد پر جہنم رسید ہو گی ہر شخص کو چاہے وہ جنتی ہو یا جہنمی مومن ہو یا کافر ملحد ہو یا منافق بر عمر لعنت ہر ایک کو کرنا ہے تبھی صراط سے بیڑا پار ہو سکے گا۔

ظہور روایت سے یہ بات عیاں ہے کہ پل صراط سے عبور کا مطلب ہے جنت میں جانا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ پل صراط در حقیقت وادی جہنم پر قائم کیا گیا ہے اور اس پل سے عبور کا مطلب جہنم سے عبور کر جانا ہے لہذا اس حدیث سے یہ معنی نکالنا شاید در حقیقت نہ ہو کہ ہر مومن وکافر مشرک ومنافق بر عمر لعنت کر کے آگے بڑھے گا نہیں بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بغیر تبراء کیے بغیر جہنم پر قائم پل سے کوئی عبور کر کے جنت میں نہیں پہنچ سکتا ہے جنت میں داخلہ کے آخری موڑ پر عمر لعنت کہنا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۶

تبرائی ادباء و شعراء

سید شریف رضیؒ:

جناب سید رضیؒ جامع نہج البلاغۃ بچپنے سے ہی بڑے تبرائی مزاج تھے وفیات الاعیان ۴ / ۴۱۲ میں موجود ہے کہ جناب سید رضیؒ دس سال سے بھی چھوٹے تھے بڑے بڑے ادیبوں کی خدمت میں علم حاصل کر رہے تھے اس زمانہ کا زبردست نحوی ابن سیرافی کی خدمت میں جناب سید رضیؒ کو پیش کیا گیا اس نے سید کا امتحان لینے کے لیے سوال کیا بغیر اعراب لگائے ہوئے پوچھا بیٹا یہ بتلاؤ کہ اگر ہم کہیں کہ "رایت عمر" تو کلمہ عمر کے آخری حرف پر کون سا اعراب یعنی کون سی حرکت دی جائے گی اس لیے کہ یہ کلمہ اس جملہ میں مفعول واقع ہوا ہے اور مفعول منصوب ہوتا ہے "فما علامۃ النصب فی عمر" عمر پر علامت نصب کیا ہو گی جناب سید رضیؒ نے فوراً فرمایا" بغض علی علیہ السلام" عمر پر علامت نصب، نصب یعنی دشمنی کا اظہار اور ناصبی اسی کلمہ سے نکلا ہے سید رضیؒ نے مفعول عمر کو بغض علی علیہ السلام میں منصوب کر دیا ہے علامت نصب زبر کی حرکت نہیں بغض امیر المومنین علی علیہ السلام نے عمر کو مفعول کر دیا ہے۔

ابو الاسود دؤیلیؒ:

صلح امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے بعد سنیوں کو اہل السنۃ سے اہل السنۃ والجماعۃ بھی کہا

https://downloadshiabooks.com/

جانے لگا اور سرکاری مذھب، معاویہ کی دین مخالفین کو مل گیا جس سال ملعون معاویہ نے سال جماعت کا خطاب دیا اسی سال اتفاق سے ابو الاسود دؤیلی شام گئے ہوئے تھے معاویہ کو پتہ چلا تو اپنے پاس بلوایا کیونکہ اس نے سن رکھا تھا کہ تحکیم کے موقع پر امام علی علیہ السلام نے دو تین لوگوں کا نام پیش کیا تھا جس میں سے ایک جناب ابو الاسود دؤیلیؒ بھی تھے معاویہ نے حال احوال پوچھنے کے بعد پوچھ لیا کہ اے ابو الاسود دؤیلیؒ اگر فرض کرلو علی ابن ابی طالب علیہ السلام تمہیں تحکیم میں فیصلہ کے لیے بھیجنے میں کامیاب ہو جاتے تو تم کیا فیصلہ سناتے اور کیا کرتے؟

ابو الاسود دؤیلیؒ کی جرات اور تبرائی طبیعت دیکھئے بھرے دربار میں سلطان شیطان جائر کے سامنے اس کی حقیقت کھول کر رکھ دی اور فرمایا اگر مجھے حکم بنایا جاتا تو میں "لجمعت الفاً من المھاجرین وابناء المھاجرین والفاً من الانصار وابناء الانصار" ایک ہزار مھاجرین اور ان کی اولاد کو جمع کرتا اور اتنی ہی مقدار میں انصار کو بھی جمع کر کے بس ان سے ایک سوال کرتا اور خدا کو حاضر ناظر جان کر ان سے پوچھتا کہ بتلاؤ خلافت اور رسول خداؐ جانشینی اور اس امت کی قیادت کے لیے کون بہتر ہے "المھاجرون وابناء المھاجرین اولیٰ بھذا الامر ام الطلقاء" [46] وہ مھاجرین اور فرزندان مھاجرین بہتر ہیں کہ جنھوں نے مکہ میں اپنا گھر بار چھوڑ کر ھجرت کی اور مدینہ جا کر رسول خداؐ کی نصرت میں لگے یا وہ طلقاء اور رسول خداؐ کے آزاد کردہ چھوکرے مستحق خلافت ہیں کہ جنھوں نے پوری عمر کفر و طغیان میں گزاری اور آخر میں مجبور ہو کر، اسیر ہو کر، ذلیل ہو کر رسول خداؐ کی شفقت و مہربانی سے آزاد کر دیے گئے۔

46۔ العقد الفرید، ج۴/ ۳۴۵

https://downloadshiabooks.com/

معاویہ یہ سن کر بوکھلا گیا اور بولا خدا تیرا بھلا کرے کہ اگر تم حکم بن جاتے تو یہ کیسا فیصلہ ہو جاتا مطلب یہ کہ میں تو کیا کوئی بھی طلقاء میں سے تخت حکومت پر براجمان نہ ہو پاتا۔

میر فندرسکی اور تبرا:

جناب علامہ میر مندرسکی سید تھے اور بڑے حاضر جواب تھے ایک دفعہ ھندوستان میں بادشاہ نے طلب کیا دعوت دی مگر میر فندرسکی نے شرط رکھی کہ کوئی مذھبی بحث نہیں ہو گی بادشاہ نے شرط مان لی لیکن ایک سوال کرنے کے لیے عذر خواہی کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ شرط رکھی گئی ہے کہ کوئی مذھبی سوال نہیں ہو گا لیکن میں آپ سے یہ ضرور پوچھنا چاہوں گا کہ آپ شیعہ لوگ امیر معاویہ کو برا بھلا کیوں کہتے ہیں ان پر لعنت و تبراء کی کیا وجہ ہے انہوں نے تو شیعوں کا کچھ نہیں بگاڑا ہے میر مندرسکی نے جواب میں فرمایا فرض کرلیں کہ ابھی امام علی علیہ السلام اور معاویہ میدان صفین میں صف بستہ کھڑے ہوں تو آپ کس لشکر کے ہمراہ ہوں گے اس نے فوراً کہا کہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ اور ان کا مطیع ہوتا کیونکہ وہ بالاجماع خلیفہ تھے اور ان کی مخالفت کفر ہے میر فندرسکی نے کہا اگر حضرت علی علیہ السلام آپ کو حکم دیں کہ جا کر معاویہ سے جنگ کرو تو آپ جاتے یا نافرمانی کرتے ؟اس نے کہا یقیناً اطاعت کرتا کیونکہ ان کی خلاف ورزی کفر ہے سید فندرسکی نے کہا اگر جنگ کے دوران معاویہ آپ پر وار کرتا اور تلوار سے آپ کو قتل کرنا چاہتا تو آپ بھاگ جاتے جہاد نہ کرتے یا معاویہ کی محبت میں اس کے وار سے ہی قتل ہو جاتے یا اپنی جان بچانے کے لیے معاویہ کو ہی قتل کر ڈالتے بادشاہ نے کہا جہاد سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے اور اپنی بلاوجہ جان گنوانا بھی گناہ کبیرہ ہے میں تیسرا راستہ اپناتا یعنی معاویہ کو قتل کر ڈالوں گا سید فندرسکی نے

https://downloadshiabooks.com/

پوچھ لیا کہ یہ قتل معاویہ اطاعت شمار ہو گا یا معصیت؟ سلطان نے کہا اطاعت شمار ہو گا کیونکہ امر علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی اطاعت اور ان کے حکم پر عمل کہلائے گا۔

جناب میر فندر سکی نے فرمایا "من کنت تقتله و تستبیح دمه تسألنی عن سببه انه یجوز او لا یجوز" اے بادشاہ! جس کا قتل کرنا جائز ہے جس کا خون بہانا جائز ہے اس پر لعنت اور تبراء کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جائز ہے یا نہیں جب حکم امام علی علیہ السلام سے معاویہ کا قتل جائز ہے تو ان کی خلاف جنگ کرنے والے اور ان کے اوپر لعنت کرنے والے اور لعنت کی بدعت شروع کرنے والے پر لعنت جائز نہیں ہو گی اس سے تبراء حلال نہ ہو گا۔

ایک بار میر فنذر سکیؒ سنیوں کے ہمراہ سفر میں تھے پیشاب لگی تو کسی آڑ میں بیٹھ گئے پانی نہیں تھا تو ڈھیلے سے سکھا لیا ایک سنی عالم نے بول دیا آج تو آپ نے ہمارے مذھب کے مطابق پیشاب کیا ہے جناب میر مندر سکی نے فوراً فرمایا "نعم بلت الیوم علم مذهبکم" آج تو میں نے آپ لوگوں کے مذھب پر پیشاب کر دیا ہے۔ مذہب پر پیشاب؟؟؟۔

مرجع اعلیٰ ابوالحسن اصفہانی اور تبرا:

اپنے دور کے مرجع دوران آیت اللہ العظمی آقائی السید ابوالحسن اصفھانیؒ محتاج بیان نہیں انکی شخصیت اور خدمات غیر قابل شمار ہے عالم تشیع کے یکہ و تنہا مرجع اعلیٰ تھے ہماری عوام بھی ان کے اشعار "خبر مسمار" کی بدولت کافی حد تک واقف ہے اسی کتاب الانوار القدسیة ص ۱۳۰ پر مرجع اعلی سید ابوالحسن اصفھانیؒ کے تبرائی اشعار مرقوم ہیں جس کو مع ترجمہ درج کیا جاتا ہے آپ فرماتے ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

و کیف لا و ابن ابی قحافه ببغیهم تقمص الخلافة

اور بھلا میں کس طرح فرزند ابو قحافہ پر لعنت و تبرا نہ کروں کہ اس ملعون نے اپنے ساتھیوں کی بدولت زور زبردستی خلافت کی قمیص کو کھینچ تان کر پہن لیا تھا۔

ایرتجی الخیر من العتیق المکاذب المعروف بالصدیق

کیا عتیق ملعون سے کسی خیر کی امید کی جاسکتی ہے وہ جھوٹا جو صدیق کے عنوان سے مسلمانوں کے درمیان معروف ہو گیا ہے۔

او الصھاکی وسوء فطرته او ابن عفان قتیل بطنته

یا اس بد صورت حبشن صھاک کے پلہ سے جو برا پست فطرت تھا یا عفان کے لال عثمان ملعون سے جو اپنی پرخوری کے باعث قتل کر دیا گیا۔

ام کیف یرجیٰ الخیر من امیّه هل تلد الحیة الا الحیة

کیا بھلا اولادِ امیہ سے خیر کی امید کی جاسکتی ہے کیا سانپ، سانپ کے علاوہ کچھ پیدا کرتا ہے؟

لم تبقی من دین النبی باقیه لما انتھی الی یزید الطاغیة

نبی کریمؐ کے دین کا ستیاناس ہو گیا کچھ نہیں بچا تھا جس وقت دین کی ٹھیکداری یزید پلید کے ہاتھوں میں پہنچ گئی تھی۔

و کیف یبقی الدین والعمید راس الفجور الزنا یزید

https://downloadshiabooks.com/

اور بھلا دین اور اسکا ستون کیوں کر باقی رہ سکتا تھا جس دین میں فسق و فجور کا سرغنہ یزید پلید ہر سیاہ و سفید کا مالک بن گیا تھا۔

ولشاع عن ذالك اللعين فی الازل   لا خبر جاء ولا وحی نزل

کیا اس ملعون سے ازل میں یہ مقولہ منسوب و مشہور نہیں ہے کہ نہ کوئی خبر آئی تھی نہ وحی نازل ہوئی تھی۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۷

عمر، معلم تبرا:

کبھی کبھی دشمن بھی سبب خیر بن جاتا ہے عمر بن خطاب ملعون کی بعض حرکتیں سبب بنی ہیں کہ رسول خداؐ سے ایسے افعال صادر ہو جائیں کہ جن کے صدور کو رسول خداؐ پسند نہیں کرتے تھے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ عبد اللہ بن ابی کا بیٹا عبد اللہ مومن تھا رسول خداؐ سے فرمائش کی کہ میرے باپ کی نماز جنازہ پڑھا دیجیئے پیغمبر خداؐ حکم الہی سے عبد اللہ کا دل رکھنے کے لیے نماز جنازہ پڑھاتے ہیں ملعون ثانی اعتراض کرتا ہے پیغمبر خداؐ اس کے اوپر لعنت کرتے ہوئے فرماتے ہیں "ويلك انى خيرت فاخترت" ویل ایک جہنم کی خطرناک گھاٹی کو کہتے ہیں پیغمبر خداؐ نے عمر کے اوپر لعنت و بد دعا کی اور اسے ویل رسید ہونے کی پھٹکار کے ساتھ فرماتے ہیں اللہ کی طرف سے میں مخیر ہوں کسی کی نماز جنازہ پڑھاوں یا نہ پڑھاوں کسی کی قبر پر مغفرت کی دعا کروں یا نہ کروں سورہ توبہ آیت 80 میں ہے "استغفر لهم او لا تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم" یہ آیت پیغمبر خداؐ کو دھمکی نہیں دے رہی ہے کہ منافقین کے لیے استغفار نہ کریں نہیں بلکہ آرزو و اختیار دے رہی ہے کہ مصلحت مسلمین دیکھتے ہوئے آپ بہتر سمجھیں وہ ایک مسلمان کا دل رکھنے کے لیے پیغمبر خدا نماز جنازہ سربراہ منافقین پر پڑھاتے ہیں مگر دوسرا سربراہان منافقین مزاج پیغمبر خداؐ سے نادان اور حجت خدا کے اوپر اعتراض کرتا ہے اسے یہ آیت دھمکی اور ممانعت لگی جبکہ آیت اختیار دے رہی ہے جسے آیتوں میں اختیار و دھمکی کا فرق نہ معلوم ہو وہ حسبنا اللہ کیسے کہہ سکتا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

معلم تبرا عمر اس طرح بنا کہ اس روز نماز جنازہ کے بعد رسولخداؐ کو بتلانا پڑا کہ آپ نے عبد اللہ بن ابی کی لاش پر نماز جنازہ میں دعا نہیں بد دعا کی ہے اور خود عمر کے اوپر ویلک کہا ہے نیز اس روز پیغمبر خداؐ ملعون ثانی سے اس قدر ناراض ہوئے کہ تاریخ کا فقرہ ہے "فبدا من رسول اللہ ما لم یکن یحب" [47] اس روز رسول خداؐ سے ایسے ظاہر ہو گئے جسے رسول خداؐ پسند نہیں کرتے تھے اور وہ ناپسندیدہ چیز جنازہ عبد اللہ پر لعنت اور بد دعا کے فقرات تھے جسے آنحضرتؐ کو بتانا پڑا۔

یہ واقعہ تین جہت سے قابل غور ہے جس میں تبرا اور لعنت کا پہلو عیاں ہے۔

1۔ رسول خداؐ نے خبیثائی پر بد دعا کی ہے لہذا سیرت پیغمبرؐ پر عمل پیرا لوگوں کو عمر پر بد دعا دی اور لعنت کرنی چاہیئے۔

2۔ پیغمبر خداؐ کو عمر کی حرکت سے اذیت پہنچی اور جو آپ ناپسند کرتے تھے اس ملعون کے باعث اسے اظہار کرنا پڑا اور پیغمبر خداؐ کو آزار و اذیت پہنچانے والا لعنتی ہے لہذا عمر پر لعنت ہونی چاہیئے۔

3۔ منافق کی لاش پر بد دعا اور لعنت و عدم رحمت کی دعا کرنی چاہیئے عبد اللہ بن ابی بھی منافق تھا اور جس نے اعتراض کیا وہ بھی منافق بلکہ رئیس المنافقین تھا لہذا اس کے اوپر بھی لعنت ہونی چاہیئے۔

اظلم پر اکثر:

قرآن مجید نے جا بجا متعدد لوگوں پر لعنت کی ہے اور ان ملعونوں میں سے ایک فرقہ ظالمین ہے جناب علامہ حسن بن سلیمان حلیؒ فرماتے ہیں "امر سبحانہ بلعن اعداء آل محمد فی

47۔ بحار الانوار، ج30/ 103

https://downloadshiabooks.com/

کتابہ حیث یقول " اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں دستور صادر فرمایاہے کہ آل محمد علیہ السلام کے دشمنوں پر لعنت کرو قرآن مجید کے سورہ ھود میں آیت 180 کے اندر اعلان ہوتا ہے "الا لعنۃ اللہ علی الظالمین" علامہ حسن بن سلیمان حلیؒ اپنی کتاب المختصر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں الظالمین الف لام جنس ہے یعنی تمام ظالمین پر خدا کی لعنت ہو اس کے بعد فرماتے ہیں "ولا احد من الخلق اظلم ممن انکر فضل محمد و فضل اھل بیتھم و قدم عدوھم علیھم "سقیفائی غنڈون کی تو بات ہی نہیں ہے بلکہ وہ سب کے سب ظالم اور لعنتی ہیں جنہوں نے فضیلت محمو وآل محمدؐ کا انکار کیاان کے دشمنوں پر دشمنوں کو مقدم کیاہے یعنی سارے سنی ظالم اور لعنتی ہیں کیونکہ کوئی سنی ایسا نہیں ہے کہ کو سقیفائی خبیثوں کو امیر المومنین علیہ السلام پر مقدم نہ کرتا ہو اور ان کتوں کو پہلا، دوسرا اور تیسرا خلیفہ تسلیم نہ کرتا ہو۔

علامہ حسن بن سلیمان حلیؒ کے فرمان میں لعنتوں کی قسمیں ملاحظہ ہوں آپ فرماتے ہیں۔

۱۔ منکر فضیلت محمد و آل محمد علیہم السلام اظلم ہے اور اظلم پر کثرت سے لعنت ہونی چاہیئے۔

۲۔ خلافت ہو یا کوئی اور عنوان اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں کو ان کے اوپر مقدم کرنے والا اظلم اور لعنتی ہے۔

۳۔ "واثبت لہ مقامھم الذی جعلہ اللہ لھم " جس مقام و مرتبہ کو خدا نے اہل بیت علیہم السلام کے لیے قرار دیاہے اسے دشمنان اہل بیت علیہم السلام کے لیے قرار دینے والا اظلم ہے اور کثرت سے اس پر لعنت ہونی چاہیئے۔

https://downloadshiabooks.com/

4 - "وجحد العھد والمیثاق" اور اس عھد پیمان کا منکر ہو جائے جسے اللہ نے سارے بندوں سے لیا ہے اسے وفا کریں گے ایسا شخص اظلم ہے اور اظلم پر کثرت سے لعنت اور تبرا ہونا چاہیئے۔

5 - "وانکر وجوب طاعتھم" اور وہ بھی اظلم ہے کہ جو حضرات آل محمد علیہم السلام کی اطاعت کے وجوب کا منکر ہے اور اظلم پر کثرت سے لعنت ہونی چاہیئے کیونکہ قرآن نے ظالموں پر لعنت کی ہے۔

لعنت اور تبرا:

تحریری طور پر کبھی کبھی مشکلات پیدا ہوتی ہے کہ خبیثوں کا نام لینا پڑ جائے تو ملا عام میں کیا کریں حضرت لگائیں، رضی اللہ عنہ لگائیں یا صدیق وغیرہ بھی لکھیں یا پھر کوئی اور راستہ اپنائیں؟

جواب میں عرض ہے کہ رض کا مطلب صرف رضی اللہ عنہ نہیں ہوتا رضی اللہ وجھہ بھی ہوتا ہے جس کا مطلب ہے کہ خدا اس کتے کے منہ کچل دے لہذا جب نام لکھنا پڑ جائے تو نیت رض سے رضۃ اللہ وجھہ رکھیں اور رض لکھ کر کام چلائیں۔

حضرت کوئی بھی محترم و مقدس لفظ نہیں ہے بلکہ حضور کے معنی میں ہے آپ کی نیت کے اوپر ہے کہ حضرت کہہ کر آپ احترام کرنا چاہتے ہیں یا یوں ہی حضور کا معنی لے رہے ہیں لیکن چونکہ یہ کلمہ، احترام کی دلیل مانا جا چکا ہے لہذا حتی الامکان خبیثوں کے ساتھ لفظ لکھیں۔

https://downloadshiabooks.com/

صدیق پہلے ملعون کے لیے لکھا جا سکتا ہے مگر نیت میں سچا نہیں بلکہ پکا جھوٹا رہے صدیق اس ملعون کو معصومین علیہم السلام نے کہا ہے اور مادہ صداقت میں ہی صدیق استعمال کیا ہے واقعہ سن لیجئے اندازہ ہو جائے گا کہ پہلے کتے کو رسول خداؐ نے صدیق کیوں کہا ہے۔

خالد بن نجیح نام کے چھٹے امام علیہ السلام کے صحابی کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا "جعلت فداك سمى رسول الله ابا بكر الصديق؟" مولا میں آپ پر فدا ہو جاوں کیا یہ صحیح ہے کہ جناب رسول خدا ہی نے ابو بکر کو صدیق کا خطاب دیا ہے ؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے صدیق کا لقب جناب رسول خداؐ نے ہی ابو بکر کو دیا ہے خالد کہتے ہیں کہ مجھے حیرت ہوئی تو میں نے مولا سے ہی وضاحت چاہی کہ وہ کیسے ؟

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب وہ رسول اللہؐ کے ساتھ غار میں تھا تو ایک بار آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں یہیں سے دیکھ رہا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام کے بھائی جعفر بن ابی طالب علیہ السلام کی کشتی سمندر میں ہچکولے لے رہی ہے ابو بکر کو یقین نہیں آیا اس نے تاکید کے ساتھ پوچھا "وانك لا اراها؟" اے اللہ کے رسول کیا واقعاً آپ اس قدر فاصلہ سے افریقہ حبشہ کی طرف جا رہی کشتی کو اور اس پر سوار کشتی والوں کر دیکھ رہے ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں میں دیکھ رہا ہوں شکاک خبیث نے کہا "افتقدر ان ترینیها" آپ کیا مجھے بھی ان کی کشتی کو دور سے دکھا سکنے کی قدرت رکھتے ہیں؟ یقین ہوتا تو تقدر کا لفظ استعمال نہ کرتا، پیغمبر خداؐ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں تم میرے قریب آو پیغمبر خداؐ نے اپنا دست مبارک اس کی آنکھوں پر پھیر دیا بس کیا تھا کہ ابو بکر نے دیکھا کہ سمندر میں جعفر طیارؓ اور ان کے ساتھیوں کی کشتی لہرا رہی ہے اور اس ملعون نے کشتی کو دیکھنے کے بعد فائدہ اٹھاتے ہوئے نگاہ مدینہ کی طرف پھیر دی گویا دوربین ہاتھ لگ گئی

https://downloadshiabooks.com/

تھی اس نے مدینہ کے قصروں اور گھروں کو دیکھنا شروع کر دیا ہو سکتا ہے اور بھی ناجائز فائدہ اٹھاتا تاکہ رسول خدا نے دوبارہ ہاتھ پھیر کر دور بین چھین لی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ منظر دیکھتے ہی اس کتے نے دل ہی دل میں دل میں ایک جملہ کہا وہ بولا "الآن صدقت انك ساحر" اب میں بھرپور تصدیق کرتا ہوں کہ اے محمدؐ تو بہت بڑا جادو گر ہے ادھر اس ملعون کے دل میں یہ جملہ گزرا ادھر رسول خداؐ نے اسے صدیق کا خطاب دیتے ہوئے فرمایا" الصدیق انت" سب سے بڑا تصدیق کرنے والا تو ہی ہے یعنی مجھے نبی و رسولؐ نہیں جادو گر کہنے والا تو ہے اور اس طرح پہلی بار ملعون اول کو صدیق یعنی نبی کو جھوٹا سمجھنے والا اور جادو گری کی نسبت دیکر اس کی تصدیق کرنے والا ابو بکر ہے لہذا ہم آپ بھی ااس ابو بکر کو صدیق کہہ سکتے ہیں مگر نیت میں رسالت کی تصدیق نہیں بلکہ رسول خداؐ کو جادو گر سمجھنے اور رسالت میں ان کی تکذیب کرنے والا صدیق کہیں اور سمجھیں بلکہ لکھیں بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۸

اشکال وجواب:

ہماری بعض کتابوں میں بطور مطلق مردوں کو لعن و طعن کرنے سے منع کی روایات وارد ہوئی ہیں جو اپنے اطلاق و عموم کے ساتھ سربراہان سقیفہ کو بھی شامل ہوتی ہیں لہذا ان پر لعنت نہیں کی جانی چاہیئے۔[48]

جواب میں عرض ہے کہ لعنتی لوگ مردہ ہوں یا زندہ ان پر لعنت ہونی چاہیئے اور یہ لعنت مُردوں اور زندوں پر قرآن و حدیث سے ثابت ہے ہاں اگر مردہ یا زندہ شخص لائق لعنت نہ ہو تو ہرگز اس کی شان میں جسارت نہیں ہونی چاہیئے رہی بات اس روایت کی تو اولاً یہ روایت سنی روایت ہے دوسرے یہ کہ سند ذکر نہیں تو قابل عمل نہیں ہے تیسرے یہ کہ اصول مسلم تبرا لعنت سے ٹکرا رہی ہے چوتھے یہ کہ بعید نہیں ہے کثرت سے بکواس کرنے والوں کو منع کر رہی ہو یا پانچویں یہ کہ مستحق رحمت کو مستحق لعنت سمجھ کر لعنت کرنے سے منع کر رہی ہو۔

مذکورہ روایت کے اندر تعلیل کے باعث کافر و مومن دونوں کو شامل قرار دیا گیا ہے جس کا معنی یہ نکلتا ہے کہ مومن ہو یا کافر مرنے اور دفن ہونے کے بعد اس پر لعن و طعن کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے کعلانی سبل الاسلام، ج2/ ص115 میں کہتا ہے کہ یہ جو اللہ نے قرون

48۔ قال النبی: لاتسبوا الاموات فانھم قد انفضوا الی ماقدموا۔ یہ راوایت عائشہ سے مروی ہے اور اس روایت کو نقل کرتے ہیں ابن حزم اندلسی کہتا ہے لپ "وقد سب اللہ تعالی ابالھب و فرعون تحذیراً من کفرھما" المحلی، 5/ 156

https://downloadshiabooks.com/

خالیہ میں رہنے والی قوم عاد و ثمود وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے اس سے مراد ان کی مذمت نہیں ہے بلکہ ان کے افعال سے ڈرانے کے لیے تذکرہ کیا ہے اور وہ سب منہی عنہ نہیں ہے۔

مگر یہ تاویل ٹھنڈی تاویل ہے دوسرے یہ کہ سب و شتم اور لعنت و تبرا کا بھی یہی مقصد ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ ان کی گمراہیوں میں شریک نہ ہوں اور ہم صدور اسلام کے ہجڑوں پر تبرا کرتے ہیں اس کا بھی مقصد یہی ہے کہ لوگ گمراہ نہ ہوں اور ان کی پیروی نہ کرنے لگیں اور ان کے جرائم میں شریک کار نہ ہوں۔

ایک اور روایت میں جس کا مدرک نہیں ہے قاضی نعمان مغربی [49] کے ایمان الکتاب کے مقدمہ میں تحریر کیا ہے کہ "لا تسبو الاحیاء تسبب الاموات" لیکن اس روایت کو خود احمد عطیہ محقق نے قبول نہیں کیا ہے اور صدور کی صورت میں اس کی تاویل یہ بتلائی ہے کہ یہ ان اموات پر سب و شتم سے منع کرتی ہے جن پر سب و شتم کرنا جائز نہ ہو قاض نعمان کی رگ تبرا یوں پھڑکتی ہے وہ کہتے ہیں "فاما من سمان سبهم فريضة ،و نشر معابيه من اوجب الشريعة" لیکن ان پر سب و شتم کرنا واجب ہے اور جن کے عیوب و کرتوت کا نشر کرنا اور انہیں برملا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ شریعت میں اوجب ہے "فليس من معنى هذا الحديث" وہ اس حدیث کا مصداق و مدلول ہے ہی نہیں۔

احمد عطیہ نے اشارہ دے دیا ہے کہ امت مسلمہ میں کچھ ایسے مردود بھی ہیں جن پر لعنت کرنا واجب اور ان پر تبرا کرنا اوجب ہے۔

49۔ مقدمہ المناقب والمثالب، ص 1

https://downloadshiabooks.com/

دستور تبرا:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے نورانیہ بیان میں فرماتے ہیں "نحن معاشر بنی ھاشم نامر کبارنا و صغارنا بسبھما والبرائۃ منھما" ہم گروہ بنی ھاشم اپنے بڑوں اور بچوں کو حکم دیتے ہیں کہ ابو بکر و عمر پر سب و شتم کریں اور ان پر تبرا کریں ان سے نفرت و بیزاری کا اظہار کریں یہ حدیث بحار الانوار، ج47 / 322 پر دیکھی جاسکتی ہے۔

اس روایت کا صدر بڑا قابل غور ہے راوی حدیث جناب داود بن نعمان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں کمیت بن زید اسدی مشہور شاعر کو لے گیا انہوں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں اشعار پڑھے اس کے بعد مختلف باتیں ہوئیں آخر کلام میں مولانے فرمایا "ان اللہ عزوجل یحب معالی الامور ویکرہ سفسافھا" اللہ بلند و باوقار امو کو پسند کرتا ہے گھٹیا اور پست امور سے نفرت کرتا ہے یہ جملہ بھی تولا و تبرا ہے اگر اس کی گہرائی میں جایا جائے معالی الامور ہوں یا معالی الاشخاص ان سے محبت خدا کرتا ہے اور پست فطرت اور گھٹیا امور اور افراد سے خدا نفرت کرتا ہے اور اس نے اپنی نفرتیں قرآن مجید میں ظاہر کردی ہیں لہذا ادب الہی و اخلاق خدائی یہ ہے کہ منحوس و خبیث لوگوں اور پست فطرت لوگوں سے نفرت کی جائے اور ان کے اوپر لعنت و تبرا کیا جائے۔

امام علیہ السلام کے اس اجمالی بیان کے بعد کمیت اسدی نے عرض کیا اے میرے مولا و آقا میں آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں راوی داود بن نعمان کا بیان ہے کہ اس وقت امام صادق علیہ السلام ٹیک لگائے بیٹھے تھے کمیت کے سوال پر ٹیک چھوڑ دی اور سیدھے ہو کر بیٹھ

https://downloadshiabooks.com/

گئے اور تکیہ کو دھر کر اپنے سینے سے لگا لیا اور فرمایا کہ پوچھو تمہیں کیا پوچھنا ہے کمیت نے کہا: "اسئلك عن الرجلين" میں آپ سے دونوں منحوسوں کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں یعنی آپ کا نظریہ ان دونوں کتوں کے بارے میں کیا ہے؟ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا "یا کمیت بن زید ما اهريق فی الاسلام بحجمة دم" اے کمیت! اسلام میں کوئی بھی خون ناحق نہیں بہایا گیا ہے "ولا اکتسب مال من غیر حله" اور کوئی بھی ناحق اور غصبی مال کسب نہیں کیا گیا ہے "ولا انکح فرج حرام" اور کسی بھی حرام شرمگاہ کو استعمال نہیں کیا گیا ہے یعنی کوئی بھی زنا نہیں ہوا ہے "الا وذالك فی اعناقهما الی یوم القيامة" مگر یہ کہ ان کا گناہ ان دونوں کی گردن میں ہے اور سلسلہ قیامت تک برقرار رہے گا کوئی خون بہایا جائے، کوئی مال غصب کیا جائے کوئی بدکاری کی جائے قیامت تک ان سارے جرموں اور گناہوں کو بوجھ ان دونوں کی گردن میں ہے۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا ہے یہ سلسلہ اگرچہ قیامت تک جاری رہے گا لیکن ان دونوں ملعونوں کو اپنے کیے گئے سزا ہمارے قائم کے ظہور کے وقت دی جائے گی۔

اس سنگین جرم و جنایت کے مالک کتوں کو ابوابکر و عمر کہا جاتا ہے اس بیان کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام کمیت بن زید اسدی سے فرماتے ہیں اے کمیت! "نحن معاشر بنی هاشم نامر کبارنا وصغارنا بسبهما والبرائة منهما"۔

جناب کمیت اسدی امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو سوال کرتے ہیں وہ سوال انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی کیا تھا اور وہی جواب جو امام صادق علیہ السلام نے دیا ہے وہی

https://downloadshiabooks.com/

جواب امام محمد باقر علیہ السلام نے بھی مراحمت فرمایا تھا اور کمیت نے آخر کلام میں عرض کیا "اللہ اکبر اللہ اکبر حسبی حسبی"۔

سید ھاشم بحرانی ولائی مولف اہل بیت علیہم السلام کی محبت وولایت میں ڈوبے انسان نے بڑی خدمت کی ہے اکثر ولایت کا سرچشمہ اسی بزرگوار کی کتابیں ہیں جہان یہ بزگوار تقوی وپرہیز گاری اور ولائی امور میں بے مثل تھے اسی طرح انہوں نے تبرائیات پر بھی کام کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ملعون ثانی 9 ربیع الاول کو ہی واصل جہنم ہوا ہے آپ کی ایک کتاب بھی اسی موضوع پر ہے جن کا نام بڑا زبردست ہے میں ترجمہ کرنے پر مجبور ہوں کیونکہ اس قدر بزرگوار نے یہ نام انتخاب کیا ہے کہ مت پوچھیئے آپ کو پسند نہ آئے تو آپ جانیں میں تو سید ھاشم بحرانیؒ کی کچھ حد تک عظمتوں اور اخلاقیات سے واقف ہوں صرف کتاب کا نام بتلا رہا ہوں اس کے اندر کیا ہے وہ ایک الگ مسئلہ ہے "ضرطة البقر فی یوم وفاة عمر لعن الله علیه"۔

شہید ثالث کی تبرائیات پر انشاء اللہ مفصل گفتگو ہو گی ان کی ایک کتاب کا نام بھی سن لیں انہوں نے عید نوروز، عید زہراء علیہا السلام 9 ربیع الاول پر کتاب لکھ ڈالی ہے جس کا نام انہوں نے رکھا ہے "فضیل عید بابا شجاع" شہید ثالثؒ تبرائیات میں بہت دل پھینک تھے ان کی کتاب احقاق الحق کا مقدمہ اور الصوارم المحرقہ اور مصائب النواصب ان کی تبرائیات کی بہترین دلیلیں ہیں۔

کمال دین:

"ھم الدین الا الحب والبغض" کے عنوان سے متعدد روایات اور دین در حقیقت

https://downloadshiabooks.com/

اولیاء خدسے محبت اور دشمنان خدا سے نفرت میں خلاصہ ہوتا ہے حب و بغض کا نام دین ہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ کمال دین جس طرح ولایت امام امیر المومنین علیہ السلام ہے اور آپ کی ولایت پر دین مکمل ہوا ہے اور نعمتیں کمال و تمام کی منزلوں پر پہنچی ہیں اسی طرح دشمنان خدا و دشمنان اولیاء خدا سے تبرا و بیزاری اور ان پر لعن وطعن صرف دین نہیں ہے بلکہ کمال دین ہے حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں " کمال الدین ،ولایتنا والبرائة من عدونا" دین کا کمال و اتمام ہم اہل بیت علیہم السلام کی ولایت اور ہمارے دشمنوں سے تبرا و بیزاری ہے صرف ولایت معصومین علیہم السلام کمال دین نہیں ہے بلکہ کمال دین کے دو رکن ہیں ایک تولا ہے اور دوسرا تبرا ہے۔

جب تک یہ دونوں رکن مضبوط نہ ہوں کسی کا دین کمال کو نہیں پہنچے گا وہ لوگ اپنے دین کو داو پر لگا رہے ہیں جو ولایت اہل بیت علیہم السلام کا دم بھرتے ہیں لیکن ان کے دشمنوں سے تبرا و بیزاری نہیں کرتے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۲۹

سید حسین کرکیؒ اور تبرا:

آج کی دنیا میں تبرا کو گالی سے تعبیر کیا جاتا ہے جبکہ تبرا صرف بیزاری و برائت کا اعلان ہے نفرت و کراہت کا اظہار ہے کتنی بد بختی کی بات ہے کہ ایام شہادت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ دوسرے ملعون کی تاریخ مرگ کو ملا کر سوگ منانے کا شوشہ شیعہ کمیونٹی میں چھوڑا جا رہا ہے جبکہ ہمارے بزرگان ایام مرگ ملعون میں تبرائی جلوس نکالتے تھے اور بزرگان دین بلکہ مراجع تقلید کا اصرار تھا کہ دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے نفرت و تبرا کا باقاعدہ جلوس نکلتا رہے کتاب حکمۃ امل الآمل میں آیت اللہ سید حسن صدر کاظمیؒ نے ص157 پر لکھا ہے کہ شاہ اسماعیل کے زمانہ میں اس بزرگوار نے زبردست موقف اختیار کر رکھا تھا اور تبرا کی شناخت کو فروغ دینے اور اس کو برقرار رکھنے کے لیے اپنی جان کی بازی بھی لگا دی تھی۔

شاہ اسماعیل ثانی چاہتا تھا کہ جلوسوں کے آگے سے جو شیعہ حضرات بر عمر لعنت کا نعرہ لگاتے ہوئے چلتے ہیں اس کو روکنے کی اپائے کریں اور رکن برائت و تبرا کو جلسہ جلوس میں بر ملا عمل سے مانع ہوں تو علامہ آیت اللہ العظمی سید حسین کرکیؒ نے فرمایا "انی لست بسامع لك امراً وان رمت بقتلی فافعل" اگر تو مجھے قتل بھی کرنا چاہے تو قتل کر ڈال لیکن میں تبرا روکنے کے سلسلہ میں تیرے امر و دستور کو سننے والا نہیں ہوں اپنی جان کی بازی لگا دی مگر تبرا بازی سے روک تھام کے شاہی امر کر ٹھکرا دیا سید حسین موسوی کرکیؒ نے فرمایا کہ یہ جو اشراف و بزرگان قوم و سر

براہان قبائل اور دیگر عوام مومنین جلسوں میں لعن و طعن کرتے ہوئے دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے بیزاری و برائت کا اعلان کرتے ہوئے چلتے ہیں اسے میں رکوا نہیں سکتا ہوں اور نہ اس سلسلہ میں تیرا حکم شاہی مانوں گا اس کے لیے مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو قتل کر ڈال "حتی یقول الناس:قتل یزید الثانی ،حسین الثانی " تا کہ لوگ کہہ سکیں کہ یزید ثانی شاہ اسماعیل نے حسین ثانی کرکیؒ کو شہید کر ڈالا ہے اور اسی طرح مومنین کی طرف سے تیرے اوپر ویسے پھٹکار پڑے جیسا کہ یزید پلید پر پھٹکار پڑتی ہے "فلیلعونك کما یعلنون یزید الاول" اور میں تیرے اوپر اسی طرح لعنت کریں جس طرح یزید اول معاویہ کے پلے ابوسفیان کے نجس پوتے پر لعنت کیا کرتے ہیں۔

آخر یہ کیسا زمانہ تھا کہ مومنین سرزمین ایران پر اس طرح کھل کر دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے تبرا و بیزاری کا اعلان کرتے تھے کیا آج ایسا ہے یہ کیوں ہوا صرف اس عظیم فریضہ سے سکوت کرنے کی وجہ اور بزرگان دین کی مصلحت پسندی یا تقیہ کی بے جا استعمال کرنے یا عمامہ عمیاء کے ڈر یا پھر دیگر بہانے سبب بنے کہ آج 9 ربیع الاول کو بھی منحوس قسم کے لوگ ٹھنڈی تاویلیں پیش کرتے ہیں اور اس مقدس دن کو بھی مومنین کے دلوں کو درد دینے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ 9ربیع الاول عظیم ترین خوشی کا دن اور تبرا کا دن ہے۔

عمر، فرزند ابوسفیان:

آیت اللہ محمد حسین کاشف الغطاء کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے آج سے 15 سال پہلے ان کی کتاب "اصل الشیعہ و اصول لھا" کا اردو ترجمہ 25 مرتبہ سے زیادہ چھپ چکا تھا کئی

https://downloadshiabooks.com/

کتابیں لکھیں زبردست خدمات انجام دینے والی اس شخصیت نے اپنی معروف کتاب جنۃ الماویٰ کے ص303 پر لکھا ہے کہ "قضایا ھند ام معاویه زوجة ابی سفیان و فجورها قد نظمه الشعراء فی زمن النبیؐ" ھند جگر خوارہ کے قصے اور ان کی زناکاریاں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے اس کے قضیے و قصے کو تو شعراء زمان نبیؐ نے بھی اپنے قصائد میں نظم کیا ہے ھند مادر معاویہ تھی ابو سفیان کی زوجہ تھی یزید کی دادی تھی مگر ساتھ ہی عرب کی مشہور کوٹھے والی تھی تھی کئی مشہور شخصیات اس سے وابستہ تھے اور اس کا کئی صحابی کے ساتھ یارانہ تھا کشف الغطاء اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ نہ صرف یہ کہ ھند کی کارستانیاں سب کو معلوم تھیں اور شعراء زمانہ نبیؐ نے اس کو نہیں بخشا "شعرها شاعر النبیﷺ حسان بن ثابت "اس کی گندگیوں کو شاعر نبیؐ حسان بن ثابت نے اور بھی مشہور کیا بلکہ نبیؐ کی مسجد میں نبیؐ کے سامنے اصحاب کے جھرمٹ میں حسان نے ھند کا لہنگا اتارتے ہوئے کہا ہے "لمن الصبی بجانب البطحاء ..قلقی علیه غیر ذی مهدٍ" ارے یہ مکہ کی اوبر کھابڑ پتھریلی زمین پر کس کا نطفہ نجس پڑا ہوا ہے اسے کیوں جھولا کے بجائے سنگریزوں پر پھینک دیا گیا ہے۔

علامہ کاشف الغطاء فرماتے ہیں یہ کوئی ایک دو شعر تھوڑی ہیں اور یہ کوئی وہ داستان نہیں ہے کہ جسے شیعوں نے اپنی کتابوں میں درج کیا ہو کاشف الغطاء فرماتے ہیں " شعرها شاعر النبیﷺ حسان بن ثابت بقوله ...فی اشعار کثیرة کلها مخزیة "شاعر نبیؐ حسان بن ثابت نے انہیں چند اشعار کے ذریعہ و قصائد میں ھند کے کرتوت کو برملا کیا ہے اور سارے اشعار کھلا تبرا ہیں سخت مذمت اور ھند کے رنگین راتوں کے بیان پر مشتمل ہیں اور پتہ کی بات یہ ہے کہ "و ما رواها الا علماء السنة و شعرائهم " اور اشعار اور ھند کے ابال کے قصوں کو صرف سنی علماء اور

https://downloadshiabooks.com/

شعراء نے نظم کیا ہے اور مزے لے لے کر نقل کئے ہیں علامہ کاشف الغطاء فرماتے ہیں کہ اگر یہ سب غلط ہوتا تو رسول خداؐ کو چاہیئے تھے کہ حسان بن ثابت کو منع کرتے پھر کاشف الغطاء فرماتے ہیں تبرائی امور کے لیے کیوں صرف شعراء اور تاریخی کتابوں کی طرف رجوع کریں کیا قرآن مجید نے تبرا نہیں کیا ہے قرآن مجید نے نبی عظیمؐ جناب نوح علیہ السلام کے بیٹے کو تو نوح علیہ السلام کی ابویت و نبوت سے خارج نہیں کیا ہے اور صاف لفظوں میں کنعان کو نبی نوح علیہ السلام کی ولدیت سے خارج کرتے ہوئے نااہل کو برملا نہیں کیا ہے ارشاد قدرت ہوتا ہے "انه ليس من اهلك انه عمل غير صالح" یہ آپ کا بیٹا ہوتے ہوئے آپ کی اہل سے نہیں ہے نبیؐ کے آواز اوپر بجائے واپس آنے کے پہاڑ پر بھاگنے والا نبیؐ کا اپنا نہیں ہوتا وہ چاہے جو کوئی بھی ہو۔

علامہ کاشف الغطاء اپنے دور کے شیعہ بچوں اور نوجوانوں سے گلہ شکوہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: آج ہمارے زمانے میں کتنے ایسے نوجوان اور جوان ہیں جو اسکول کالجوں میں چھ سات سال اور اس سے زیادہ پڑھ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں لیکر نکلتے ہیں مگر انہیں قرآن مجید کی ایک آیت بھی سہی سے پڑھنا نہیں آتی یہاں تک کہ سورہ حمد بھی صحیح سے نیں پڑھ سکتے ہیں کیونکہ مغربی تمدن اور شیطان نے ان سے ساری شرعی ذمہ داریاں اور اسلامی فرھنگ ادب کو ساقط کر دیا ہے۔

اس کے بعد علامہ کاشف الغطاء فرماتے ھیں "اما معاوية فلي فيه راى خاص" اور جہاں تک معاویہ کے بارے میں بات ہے تو اس کے سلسلہ میں میری اپنی ایک الگ اور خاص رائے ہے اور وہ یہ ہے کہ "وهو ان هذا حملت به من ما الخليفة الثانی عمر" ابوسفیان کی لُگائی ھند جگر خورہ معاویہ سے حاملہ، خلیفہ عمر کے گوند سے ہوئی تھی لیکن یہ نہیں جانتا کہ خلیفہ یہ گل

https://downloadshiabooks.com/

چھرے اسلام لانے کے بعد اڑائے تھے یا دور جاہلیت میں لیکن "ولکنه ولده بلا ریب" مگر معاویہ کا پسر عمر ہونا قطعی اور بلاشک وتردید ہے "ولی علی ذالك شواهد کثیرة" جس پر میرے پاس بہت سے شواہد و قرائن ہیں مطلب یہ کہ در بتولؑ پر آگ لگائی دادا ملعون نے، امام حسن علیہ السلام کو ستایا باپ ملعون نے، امام حسین علیہ السلام کو شہید کرایا پوتا ملعون نے، بلکہ لفظوں کو سمیٹ کو کہہ دیا جائے تو اہل بیت علیہ السلام، اصحاب کساء کو خون آنسو رلایا عمر نے اس کے پلے معاویہ اور معاویہ کے پلے عمر کے پوتے یزید پلید نے، پھر ہم سے یہ توقع کہ جارہی ہے کہ ہم ان کتوں پر لعنت نہ کریں ان منحوسوں سے تبرا نہ کریں ان کے اوپر پھٹکار نہ برسائیں۔

جنۃ الماویٰ کی تحقیق دو بزرگ علماء نے کی ہے ایک بزرگ ایران کے اولیں شہید محراب کہلانے والے آیت اللہ سید محمد علی قاضی طباطبائیؒ ہیں اس بزرگوار نے اپنی تحقیق میں مذکورہ مقام پر پہنچ کر دوسرے کتے کا نام حذف کر دیا ہے جو علمی امانت داری نہیں ہے مگر اس کا جبران حاشیے میں کر دیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ "ذکر شیخنا الامام رحمة الله فی هذا لمقام اسم رجلٍ" امام کاشف الغطاءؒ نے اس مقام پر ایک ایسے شخص کا نام ذکر کیا ہے کہ "اقتضت المصلحة العامة للمسلمین الیوم عدم التصریح باسمه" مسلمانوں کی عمومی مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ اس شخص کے نام آج تصریح نہ کی جائے ظاہر ہے اس عبارت کو پڑھنے کے بعد کوئی شکو شبہ باقی ہی نہیں رہ جاتا کہ محذوف شخص کون تھا۔

دوسرے بزرگوار سید جلیل القدر علامہ سید محمد کاظم کفائیؒ ہیں جنہوں نے اپنی کتاب الزھراء علیہا السلام میں ص422 پر اس منحوس کا نام کو برملا کرایا ہے جس کو شہید قاضی نے مصلحت عامہ کے پیش نظر حذف کر دیا تھا۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۳۰

شاعر عرب کہتا ہے:

وبغض الذی عاداہ شرط لحبہ　　کما الطھر شرط فی صلاۃ الفریضۃ

"دوست سے دوستی کی شرط ہے یہ ہے کہ دوست کے دشمن سے اس طرح دشمنی کرو جس طرح فریضہ نماز کے لیے طہارت شرط ہے"۔

حضرات آل محمد علیہم السلام سے دوستی و محبت کا حکم جس طرح قرآن مجید نے دیا ہے اسی طرح ان پر ظلم کرنے والوں، ان پر مصیبت کے پہاڑ توڑنے والوں سے برائت و بیزاری کرنے کا اور ان کے اوپر لعنت کرنے کا حکم دیا ہے، اس کے لیے تمام مومنین کو بلاوجہ بے جرم خطا قتل کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے اللہ نے ان سے بیزاری و برائت کا اعلان کیا ہے تو پھر سر دران مومنین کے قاتلوں کو خدا کیونکر بخشے گا۔

ارشاد قدرت ہوتا ہے " وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا " سورہ نساء کی آیت 93 ہے جس میں صریحی طور پر اللہ کا غضب ہوتا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے اور اللہ نے ان کے لیے عظیم عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

دوسری آیت جس میں اللہ و رسولؐ کو اذیت دینے والوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے دنیا میں بھی آخرت میں بھی اور اللہ نے ان لوگوں کے لیے ذلت بار عذاب مہیا کر رکھا ہے سورہ

https://downloadshiabooks.com/

احزاب کی آیت 57 میں صاف طور سے اعلان ہے " وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا " یہ لعنت الٰہی دنیا میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بندے اس کے پیارے بندے دشمنان خدا اور رسولؐ پر لعنت کرتے ہیں اور اللہ ان کی لعنت اور تبرا کو اپنی لعنت و تبرا گردانتا ہے۔

اگرچہ جائی جائی قرآن مجید، دشمنان آل محمد علیہم السلام پر لعنت و برائت گوشنرد کرتا ہے لیکن بعض آیتوں کے ذیل میں معصومین علیہم السلام نے صاف لفظوں میں بیان فرمایا ہے کہ آیت کریمہ کا مصداق کون کون لوگ ہیں حضرت امام امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید کا ایک چوتھائی حصہ ہمارے دشمنوں کی مذمت میں ہے اس فرمان کی روشنی میں اب ہمیں دیکھنے کی ضرورت ہے کہ آیتوں کے اندر کس طرح دشمنان آل محمد علیہم السلام کی مذمت کی ہے یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ کلام معصومین علیہم السلام کی مدد سے دشمنوں کے چہرے بے نقاب کریں اور اسلام و مسلمین کے لیے کرونا ثابت ہونے والے وائرس کو جدا اور اسلام سے بے دخل کریں اواس وائرس کو وبائی شکل اختیار کرنے سے روکیں۔

سورہ بقرہ کی آیت 6 میں ارشاد ہوتا ہے " إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ "جو لوگ کافر ہو گئے ہیں ان کو آپ انذار کریں یا نہ کریں یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں ظاہر ہے کہ کافروں کی بڑی قسمیں ہیں بعض ایمان لاتے ہیں بعض نہیں اور کفر بھی متعدد معنی میں ہیں ایک معنی جسے امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے وہ کفر بمعنی برائت و تبرا ہے اصول کافی کے باب وجوہ الکفر میں پہلی حدیث کے اندر کفر کی پانچویں قسم یون بیان کی گئی ہے "والوجه الخامس من الكفر . كفر البرائة" کفر کی پانچویں صورت، کفر

https://downloadshiabooks.com/

و تبرا ہے جس کو قرآن مجید نے سوہ ممتحنہ کی آیت 40 میں بیان کیا گیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے بت پرستوں اور منحرفوں سے ارشاد فرمایا" كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ "امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کفرنا بکم کا معنی ہے تبرانا منکم ہم تم لوگوں سے تبرا و بیزاری کا اعلان کرتے ہیں اور یہ تبرا اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ تم لوگ اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان نہ لے آو اور ہمارے تمہارے درمیان عدوات و بغض و عناد شروع ہو چکا ہے اور یہ دشمنی ہمیشہ جاری رہے گی یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی منطق و ملت میں دشمنوں سے تبرا وقتی نہیں ہے اور دشمنی و عداوت ٹمپریری نہیں ہے " وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا " ہمارے تمہارے درمیان دشمنی و خصومت ہمیشہ کے لیے جاری ہو چکی ہے تبرا کوئی ایک دو دن یا سال دو سال کے لیے نہیں ہمیشہ کے لیے ہے جب تک مقصد کا حصول نہ ہو جائے ملت ابراہیمی پر چلنے والو دین حنیف ابراہیم علیہ السلام کے ماننے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت و کردار یہ ہے کہ دشمنوں سے ہمیشہ عناد ہمیشہ دشمنی ہمیشہ تبرا ہونا چاہیئے اور اگر مصلحتاً تقیہ کبھی زبان و بیان پر پہرا لگ جائے تو عداوت و بغض و کینہ دشمنان خدا او اولیاء خدا سے دل میں رہنا چاہیئے جس کا اظہار ویسے ہی ہونا چاہیئے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بر ملا کیا زبان سے کہا" كَفَرْنَا بِكُمْ "ہم تم سے تبرا کرتے ہیں اور عمل و کردار سے ان کے خداوں کو ملیا میٹ کر دیا تھا۔

ابراہیم علیہ السلام کی تبرائی سیرت کا مقصد و مصرف خدا کے مقابل بتوں کو توڑنا اور خدا پر ایمان لانا تھا اور ہم اہل بیت علیہم السلام کے چاہنے والوں کا تبرائی سیرت پر عمل بھی مسلمانوں کے درمیان بتوں کی شکل اختیار کر گئے ہیں دشمنوں کی کرتوت بتلانا ہے تا کہ حضرات ائمہ طاہرین

https://downloadshiabooks.com/

علیہ مالسلام کو سربراہان اسلام و مسلمین مانا جانا چاہیئے ان کے سر سخت دشمنوں کو دین کا ٹھیکدار تسلیم نہ کیا جائے۔

ملا صالح مازندرانیؒ فرماتے ہیں کہ روایت امام صادق علیہ السلام میں کفر کو برائت کی طرف اضافت دی گئی ہے یہ اضافت بیانیہ ہے یعنی کفر کی وضاحت و بیان ہے بتوں کے پجاریوں کا کفر، انکار پروردگار تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ کہنا" كَفَرْنَا بِكُمْ "کفر برائت تھا" کفر الخلیل بھم بمعنی البرائۃ" اور حتیٰ کے ذریعہ تبرا کی غایت بتلانا مقصود ہے کہ اگر سبب زائل ہو جائے تو مسبب زائل ہو سکتا ہے۔

اول وقت، نماز ہمیشہ افضل و برتر ہے خاص طور سے نماز مغرب میں اول وقت کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے دو وجہیں ہیں اور بھی وجہیں ہو سکتی ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ معصومین علیہم السلام کے کلمات میں تاخیر سے نماز مغربین پڑھے والوں پر لعنت اور تبری وارد ہوئی ہے معصومین علیہم السلام کی لعنت اور برائت سے محفوظ رہنا ہے تو نماز مغربین بالخصوص اور بقیہ واجب نمازیں بالعموم اول وقت میں ادا کرنا چاہیئے۔

اور دوسری وجہ معصومین علیہم السلام کو اذیت دینے والے ملعون ابو الخطاب اور اس کے ہم فکر لوگوں سے ہم آہنگی ہے جو شدید منع ہے کیونکہ ابو الخطاب اور اس کے ساتھی نماز مغرب جان بوجھ کر اس وقت پڑھتے تھے جبکہ باقاعدہ طور سے ستارے نمایاں ہو جاتے تھے تاخیر سے نماز مغربین پڑھنے میں ابو الخطاب کی سیرت پر عمل ہو جائے گا جو اہل بیت علیہم السلام کے

https://downloadshiabooks.com/

دشمنوں کی روش ہے لہذا ان کی روش سے بچنے کے لیے اول وقت نماز ادا کرنا چاہیئے اور مرضی خدا و مرضی اہل بیت علیہم السلام پر گامزن ہونا چاہیئے۔

شدت سے نماز مغرب میں تاخیر سے منع کرنے کی وجہ کو بیان کرنے والی روایات کا اولین ہدف ابو الخطاب اور اس کے ساتھی ہیں لیکن روایات لعن و تبری مطلق ہیں اس لیے ہمیں اول وقت نماز پڑھ کر لعنت معصومین علیہم السلام اور تبری اہل بیت علیہم السلام سے بچنا چاہیئے۔ دیکھیے مصباح الفقیہ آقا رضا ہمدانی، ج2، ص29 متن کلام اس طرح ذکر ہوا ہے "یمکن تنزیل هذه الاخبار المشتملة علی اللعن والتبری علی التعریض علی اصحاب ابی الخطاب الذین کانوا یوخرونها الی ان تشتبك النجوم" جناب آیت اللہ رضا ہمدانی فرماتے ہیں کہ ان روایات کو جو کہ لعنت اور تبری پر مشتمل ہیں انہیں ابو الخطاب کے ساتھیوں پر تعریض اور ان کے اوپر لعنت لگایا جاسکتا ہے کہ جو نماز مغربین میں اس قدر تاخیر کیا کرتے تھے کہ ستارے نکل آتے تھے اور باقاعدہ رات چھا جاتی تھی۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۳۱

حضرت رسول خداؐ کا نام "محمدؐ" کتنا پیارا نام ہے لیکن اس کے باوجود کفار قریش نبی کریمؐ کی ضد میں محمد کے وزن پر "مُذَمّم" کہہ کر نبیؐ کو پکارا کرتے تھے محمدؐ یعنی حمد و ثناء کے قابل ذات والا صفات اور مذمم یعنی قابل مذمت و لائق ذلت ذات۔

لیکن یہ اللہ کا لطف تھا اپنی نبیؐ پر کہ حتی ظاہری طور پر بھی نبی کریمؐ کی ذات پر سبّ و شتم نہ ہو علامہ سرخسی فرماتے ہیں کہ کفار قریش مذمم کہہ کر سبّ و شتم کرتے تھے "وھو کان محمداً فلا تتناوله تلك الشتمة" اور ہمارے نبی محمد و محمود لائق صد حمد و ثناء تھے لہذا کافروں کا سبّ و شتم آپ کے شامل حال ہوتا نہیں تھا۔

کفار قریش جناب رسول خداؐ پر سبّ و شتم کرنے کے لیے ایک لفظ اور بھی استعمال کرتے تھے اور اس نام کے ساتھ نبی کریمؐ پر سبّ و شتم کرتے تھے لیکن ان کا سبّ و شتم موضوع و محل نہ ہونے کی وجہ سے نبیؐ کو ان کا سبّ و شتم شامل نہیں ہوتا تھا اور وہ ہے لفظ "یتیم" خود نبی کریمؐ سے سوال ہوا کہ اے اللہ کے رسولؐ! کوئی یتیم، یتیمی سے باہر کب باہر نکلتا ہے اور پھر اسے یتیم نہیں کہا جا سکتا؟ تو آپؐ نے فرمایا "لا يتم بعد الحلم" بلوغ کے بعد یتیم، یتیمی نہیں رہ جاتا اور کفار قریش جناب رسول خداؐ کو بعثت کے بعد جبکہ آپؐ کی عمر مبارک چالیس سال سے زیادہ کی تھی "یتیم ابی طالبؑ" کہا کرتے تھے اور اس سے ان کا مقصد رسول خداؐ کی عظمت کو گھٹانا تھا لیکن جسے خدا رکھے اسے کون چکھے یہی نہیں یتیم ابی طالبؑ کہتے ہوئے سبّ و شتم کرتے تھے علامہ سرخسی

https://downloadshiabooks.com/

فرماتے ہیں " انهم كانوا يشتمون يتيماً وهو لم يكن يتيماً فلا تتناوله تلك الشتمة"[50] "وہ یتیم کو برا بھلا کہتے ہیں اور ہمارے نبیؐ یتیم تھے ہی نہیں لہذا ان کا سبّ و شتم ہمارے نبیؐ کے شامل حال ہوتا ہی نہیں تھا"۔

عظیم الشان کتاب الغدیر کے خالق جناب علامہ شیخ احمد عبد الحسین الامینیؒ کی ولایت و برائت بڑی پایہ کی تھی انہوں نے ولایت پر جو کام کیا ہے کسی پر مخفی نہیں ہے لیکن برائت و تبراء کے سلسلہ میں انہوں نے جو فرمایا ہے اگر اس کا بھی تذکرہ نہ ہو تو ان کے حق میں کوتاہی ہو گی جناب علامہ امینی تبراء اور دشمنان آل محمد علیہم السلام سے بیزاری اور ان کے اوپر لعنت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں "يجب على الشاعر المومن ان يتبرء امن اعداء محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اضافة الى مدائحهم و مراثيهم "مومن شاعر کے اوپر واجب ہے کہ وہ محمد و آل محمدؐ کی شان میں مدحیہ اشعار و قصائد اور مرثیہ گوئی کے ساتھ ان کے دشمنوں سے تبراء بھی کرے یعنی دشمنان اہل بیت علیہم السلام پر ہرشیہ بھی کہے ان کی هجو کرے اور ان کے کرتوت کو اشعار و قصائد کی شکل میں ڈھالے علامہ امینیؒ اس عمل خیر کو واجب سمجھتے ہیں وہ لفظ وجوب استعمال کر کے مداحان اہل بیت علیہم السلام کو اس عظیم فریضہ کی ادائیگی کی اسی طرح دعوت دیتے ہیں جس طرح مومن شعراء مراثی و قصائد، مدح اہل بیت علیہم السلام میں کہتے ہیں۔

بظاہر یہ خطاب مومن شعراء سے ہے لیکن علامہ امینی جانتے ہیں کہ شعر کی زبان اور نثر یہ کلمات میں اثر گزاری کے اعتبار سے بڑا فرق ہوتا ہے اس لیے مومن شعراء کو انہوں نے

50۔ کتاب المبسوط، ج ۱۰، ص ۳۰۔

https://downloadshiabooks.com/

مخاطب قرار دیا ہے ورنہ معرکۃ الآراء نثریات کے خالق بھی اس کلام کے مخاطب ہیں اور ویسے بھی تولیٰ وولایت کے وجوب پر جتنی دلیلیں ہیں اس سے کم دلیلیں تبری و تبراء کے وجوب پر نہیں ہیں جناب علامہ امینیؒ کا اگلا کلام شاید وجوب کی عمومیت کو آشکارا کر رہا ہے آپ فرماتے ہیں " فان دروس التبرّی اعظم من دروس التولّیٰ والمودۃ" اس لیے کہ تبراء کے اسباق، تولّی کے درس و بحث اور مودت پر مشتمل شعر و نظم سے کہیں زیادہ عظمت رکھتے ہیں۔

علامہ شہیر شیخ احمد عبد الحسین امینیؒ نے صرف وجوب کا فتویٰ ہی نہیں دیا ہے بلکہ اس وجوب پر پہلے خود عمل کیا ہے اور ایک مجتہد مسلم ہونے کے ناطے دشمنان اہلبیت علیہم السلام سے تبراء پر مشتمل ہر شیہ اپنے ذکر کردہ وجوب پر عمل کے عنوان سے کہا ہے خود فرماتے ہیں چونکہ میں مومن شعراء پر وجوب مرشیہ کا قائل ہوں اور تبراء کے اوپر دروس اور بحث و مباحثہ کو مودت و تولیٰ سے زیادہ لازم واجب اور عظیم سمجھتا ہوں " ولاجل ھذا انشات "قصیدۃ فدك" اس لیے میں نے "قصیدہ فدک" کہا ہے قصیدہ فدک علامہ امینیؒ کے فارسی اشعار ہیں جس میں انہوں نے اپنی تبرائیات کا لوہا منوایا ہے اور تبرائیات پر کام کرنے کا حکم و فتوی دیا ہے اور اس پر عمل کر کے دکھا دیا ہے اور اسے شعراء کرام آگے بڑھائیں اور اپنی تبرائیات کا شاہکار پیش کریں۔

"ھل دیننا الا البرائۃ"؟

جناب سید علی جمال اشرف مقدمہ الخصائص الفاطمیۃ میں فرماتے ہیں " ایّ مومن موالی لامیر المومنین علیہ السلام ولفاطمۃ سیدہ نساء العالمین علیہا السلام وذریتھا المعصومین علیہم السلام ثم لا یتبرء ا ممن تبروؤا منه ولا یلعن من لعنوا ؟ وھل دیننا الا البرائۃ والموالاۃ؟ بھلا کون ایسا مومن و

https://downloadshiabooks.com/

محب امیر المومنینؑ محب فاطمۃ زھراؑ اور محب ذریت زھراء سلام اللہ علیہا ہو گا جو کہ ان لوگوں سے تبراء نہ کرتا ہو گا جن سے آل محمد علیہم السلام نے تبراء کیا ہے اور ان پر لعنت نہیں کرتا ہو گا کہ جن پر اہل بیت علیہم السلام نے لعنت کی ہے ؟ اور کیا ہمارا دین و مذھب، تبراء اور تولی کے علاوہ بھی کچھ ہے ؟

یقیناً دین کا دوسرا نام تبراء و تولی ہے حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام سے محبت اور ان کے چاہنے والوں کی محبت کا دوسرا نام ولایت ہے جبکہ دشمنان معصومین علیہم السلام اور ان کے دشمنوں کے چاہنے والوں کی دشمنی ان سے نفرت و بیزاری کا اعلان ہی تبراء ہے دین یعنی محبت اور ولایت، دین یعنی برائت و دشمنی اور لعنت، دوستی اہل سے دشمنی نا اہل سے، دوستی و محبت محمد و آل محمد علیہم السلام سے، دشمنی و نفرت تبراء اور لعنت ان کے دشمنوں پر وہ چاہے جو بھی ہو۔

جناب ابو الحسن محمد بن احمد بن شاذان قمیؒ نے ایک کتاب مرتب فرمائی تھی جس کا نام انہوں نے "دفائن النواصب" رکھا تھا اس کتاب میں ابن شاذان قمیؒ نے ان روایات کو جمع فرمایا ہے جو کہ سنی کتابوں میں درج ہیں اور فضائل و معجزات اہل بیت علیہم السلام کی بیان گر ہیں اور سب کی سب سنی طرق و مسانید سے وارد ہوئی ہیں یہ کتاب آج بھی موجود ہے مگر افسوس کہ اس کا نام غلط طریقہ سے مشہور ہو گیا ہے اور یہ کتاب "الایضاح" کے نام سے مشہور ہے جبکہ پورا نام "ایضاح دفائن النواصب" ہے علامہ کراجکی صاحب الاستنصار نے براہ راست ان سے روایات سنی ہیں اور ان کی اس کتاب سے اپنی کتاب "الاستنصار" میں نقل کیا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

ہم کسی پر بلا وجہ لعن طعن نہیں کرتے قرآن مجید اور ہمارے معصومین علیہم السلام نے ہمیں سکھایا ہے کہ کس پر لعنت کرنی ہے اور کس پر نہیں؟ کس سے تبراء و برائت اختیار کرنی ہے اور کس سے نہیں، قرآن مجید نے اپنی مخالفت کرنے والوں دستور الٰہی کو روندنے والوں اور رسول خداؐ سے برسرپیکار رہنے والوں اور ان کی آل علیہم السلام کو اذیت دینے والوں پر لعنت کی ہے اور ان سے بیزاری و برائت کا اعلان کیا ہے۔

بعد رسول خداؐ قرآن کی چند آیتوں کے احکام کو سختی سے پس پشت ڈال دیا گیا اور اہل بیت رسول خدا علیہم السلام کو ستایا گیا ہم ان آیتوں کو ذکر کرتے ہیں اور ان کے مطابق حکم نہ دینے والوں پر لعنت کرتے ہیں ارشاد ہوتا ہے "واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین"[51] اس آیت کو معطل کر دیا گیا اس آیت کے معنی کو بدل دیا گیا اس آیت کے مصادیق کو عمومیت دی گئی اور اس کے واقعی مصداق کو بیت المال مسلمین سے محروم رکھا گیا شرق و غرب عالم میں آج سادات کا حق "خمس" نہیں دیا جا رہا ہے اور مسلمان خمس نام کے شرعی حق سے جاہل ہیں کیوں اس لیے کہ بعد رسول خداؐ خبیث اول نے اہل بیت علیہم السلام کی شدید احتیاج کے باوجود مالی مقاطعہ کر کے ذریت رسول خداؐ کو محتاج بنا دیا قرآن مجید نے زکات لینے سے منع کیا، حکم خدا تھا رسول خداؐ نے صدقہ لینے سے منع کیا، حکم خدا تھا لیکن مسلمانوں کے سرغنہ نے خمس سے محروم کر دیا یہ ظلم تھا، ہے اور جب تک کوئی ایک بھی مسلمان خمس سے جاہل اور اس کی ادائیگی سے باز رہے اہل بیت رسول خداؐ پر ظلم ہے اور ظالموں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اور ان کے سربراہوں پر بطریق اولیٰ لعنت ہوتی ہے۔

51۔ سورہ انفال، آیت ۴۱۔

https://downloadshiabooks.com/

رسول خداؐ کے اوپر افتراء پردازی کرنے والوں پر خدا اور رسول خداؐ و مومنین کی لعنت ہوتی ہے اور جو رسول خداؐ پر بہتان باندھے وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ سمجھ لے ایسی حدیثوں کے بعد آشکار ہو جاتا ہے کہ خبیث اول اور اس کی بیٹی جہنمی ہیں اور جہنمیوں پر لعنت و تبراء جائز ہے جناب رسول خداؐ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا شخص مردوں میں حضرت علی علیہ السلام اور خواتین میں حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا تھے لیکن ان بزرگواروں کی عظمت کو گھٹانے کے لیے اور دوسرے غاصبوں کو محترم ظاہر کرنے کے لیے حدیثیں گھڑی گئیں انہیں حدیث میں سے ایک حدیث جسے بیہقی نے اپنی سنن میں، ذہبی نے اپنی لسان المیزان میں حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ عمرو عاص سے مروی ہے کہ میں نے رسول خداؐ سے عرض کیا "یا رسول اللہ من احبّ الناس الیك؟ فقال عائشة" اے اللہ کے رسولؐ! یہ بتلایئے کہ آپ کو لوگوں میں سب سے پیارا کون ہے؟ تو جناب رسول خداؐ نے فرمایا عائشہ اور جب عمرو عاص نے پوچھا کہ مردوں میں سے سب سے پیارا کون ہے؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا "ابوھا" اس کا باپ۔

اس حدیث کو حدیث نہیں خرافات میں سے ایک کہنے کے لیے یہی کافی ہے کہ عمرو عاص جیسے فاسق و فاجر شرابی جواری کے سامنے رسول خداؐ جیسا غیور انسان اپنی زوجہ کا نام لینا گوارا نہیں کر سکتا چہ جائے کہ اس سے پیار و محبت کو ایسے فاسق و فاجر کے سامنے برملا کرے خیر ہمیں کیا! دونوں باپ بیٹی کو عمرو عاص کی زبانی رسول خداؐ پر یہ تہمت مبارک ہو۔

عائشہ ہو یا حفصہ دونوں گھوڑیاں رسول خداؐ کو بہت تنگ کیا کرتی تھیں سورہ تحریم کی ابتدائی آیتیں ان دونوں کی ایذا رسانی پر بہترین دلیل ہیں نبی کریمؐ اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کو اذیت دینے والی ان ملعونات پر خدا اور رسول خداؐ اور مومنین کی تا قیامت لعنت ہو۔

https://downloadshiabooks.com/

نبی کریمؐ پر جعلیات کی بھر مار تو خود ان کے زمانہ میں ہی ہو گئی تھی اور بقول امیر المومنینؑ پیغمبر خداؐ کو کھل کر خطبہ دینا پڑا کہ جو میرے اوپر افتراء پردازی کرے گا وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ سمجھ لے پیغمبر خداؐ پر افتراء پردازیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہے "لو لم ابعث فیکم لبعث عمر" اگر میں تمہارے درمیان مبعوث نہ کیا جاتا تو یقیناً عمر تمہارے درمیان مبعوث ہوتے یعنی وہ خاتم النبیین و سید المرسلین اولوالعزم نبی ہوتے، جب ہم یہ کہتے ہیں کہ مولا امیر المومنین علی علیہ السلام اولوالعزم پیغمبروں سے افضل ہیں اور دلیلیں بھی ذکر کرتے ہیں تو سنی وہابی سلفی مخالفین کہتے ہیں کہ ہم علی علیہ السلام کو بڑھا رہے ہیں جبکہ یہی بدبخت لوگ رسول خداؐ پر افتراء پردازی کرتے ہوئے عمر کو سید المرسلین خاتم النبیین سارے اولوالعزم پیغمبروں سے برتر ثابت کرنے والی جعلی حدیث دھڑلے سے اپنی کتابوں میں نقل کرتے ہیں اور اس پر اعتبار بھی کرتے ہیں۔

اس روایت میں شک و تردید کا پہلو بظاہر نہیں ہے لیکن دوسری جعلیات میں رسول خداؐ کو مشکاک اور اپنی نبوت پر ہی ایمان و اعتقاد میں ڈانواں ڈول ظاہر کیا گیا ہے کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۷۴ میں رسول خداؐ کی طرف منسوب ہے کہ "ما احتبس نمی الوحی الا ظننته قد نزل علی عمر" جب کبھی وحی کا سلسلہ مجھ سے ٹوٹا یا تاخیر سے جبرئیلؑ آئے تو میں نے ان دنوں یہی گمان کیا کہ عمر کے اوپر وحی کا نزول تو نہیں شروع ہو گیا ہے روایت کے ایک فقرے میں اس طرح بھی آیا ہے "ما ابطأعنی جبرئیل الا ظننت انه قد بعث الی عمر" جبرئیلؑ نے جب بھی میرے پاس آنے میں تاخیر کی میں نے یہی سمجھا کہ جبرئیلؑ کو عمر کی طرف مبعوث کیا گیا ہے یہ جملہ بول رہا ہے

https://downloadshiabooks.com/

کہ نبی سوء ظن کرتے تھے جبرئیلؑ کو خائن سمجھتے تھے یا پھر رسول خداؐ، خدا پر ایمان نہیں رکھتے تھے کہ خدا نے انہیں خاتم النبیینؐ وسید المرسلین اور سید اولوالعزم نبیؐ قرار دیا ہے۔

عمر کا بھی باپ تھا:

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ ثانی بڑا بد جنس، خبیث اور لئیم ملعون تھا لیکن اس کے اوپر بازی مار لے جانے والا پہلا کتا عمر سے بھی زیادہ چالاک تھا بلکہ عمر کو بھی اس نے داو دے دیا تھا ایک روز کسی نے عمر سے پوچھا حضور یہ فرمائیں کہ سب سے زیادہ دھوکہ باز کون شخص ہے؟ اس کے سوال کا مطلب یہ تھا کہ بہت سے لوگ دھوکہ باز ہیں لیکن اس میدان کا سپر اسٹار کون ہے تو عمر نے صاف لفظوں میں کہا ابو بکر مطلب یہ کہ اس نے مجھے بھی مات دے دی ہے میں تو سب سے بڑا دھوکے باز، مکار ہوں لیکن ابو بکر نے مجھے بھی دھوکہ دے کہا ہوا یوں کہ رات میں یہ طے پایا تھا کہ سقیفہ میں بہت سی گفتگو کے بعد بالآخر میں ہاتھ بڑھادوں گا اور تم میرے ہاتھ پر بیعت کر لینا لوگ تو سقیفائی پارٹی کی بنیاد پر سب میری بیعت کرلیں گے میں نے ایسا ہی یا موقع سے اپنا ہاتھ بڑھایا تو اس ملعون نے تجاہل سے کام لیا اور مجھے منہ کی کھانی پڑی ناچار میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا اور لوگوں نے جب اس کی بیعت کی آواز لگائی تو مجھے بھی بیعت کرنی پڑی اس روز اس نے مجھے چونا لگایا تھا۔ ایک تحقیق یہ ہے کہ ابو بکر کو عمر نے وقت سے ہی جہنم رسید اس لیے کر دیا تھا اس روز کی خفس باقی تھی اور یہ حکومت پر قبضہ بھی کرنا چاہتا تھا۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۳۲

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے مکتوب میں جسے آپ نے اپنے شیعوں کے نام تحریر فرمایا ہے اس میں فرماتے ہیں "احبوا فی اللہ من وصف صفتکم وابغضوا فی اللہ من خالفکم" راہ خدا میں اور خدا کے لیے بس اس سے محبت کرو جو تمہاری طرح اوصاف کا حامل ہے مطلب مولائی اور حق کا شیدائی ہے اور بغض وعناد رکھو خدا کے لیے ہر اس شخص سے جو تمہارا مخالف ہے یہاں مخالف سے مراد کسی سے جھگڑا ہو جائے وہ مومن مراد نہیں ہے بلکہ مخالف عقیدہ ولایت مراد ہے جو اہل بیت علیہم السلام سے بے گانہ ہے انکی راہ وروش کا مخالف ہے ایسے اشخاص سے بغض رکھنے کا حکم ہے یہ وہ دستور ہے جسے امام صادق علیہ السلام نے تحریری طور پر شیعوں کے پاس بھیجا ہے اور اس مکتوب کو شیعہ لوگ اپنے سجادوں اور محرابوں میں رکھتے تھے اور اس کا بار بار مطالعہ کرتے تھے اور یہ روز کا مشغلہ تھا کاش ہم بھی اس کے پابند ہو جائیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مخالفین سے بغض رکھنے کا حکم دے رہے ہیں اور پھر فرماتے ہیں دیکھو محبت و مودت اور اچھا مشورہ اور خیر خواہی بس اسی کے لیے ہو جو تمہارے جیسا ہو یعنی مومن ہے اور "لا تبذلوھا لمن رغب عن صفتکم و عادا کم علیھا و بغاکم الغوائل" اور خبر دار جو مخالفین ہیں اور تمہارے جیسے اوصاف نہیں رکھتے ان کو پیار نہ دینا اس سے مودت و محبت نہ کرنا جنہوں نے تم سے ولایت اہل بیت علیہم السلام کی خاطر دشمنی کی ہے اور تمہارے لیے طرح طرح کی دشمنی کے ہتھکنڈے استعمال کیے ہیں خبر دار ان سے دوستی کا دم نہ بھرنا خبر دار جس سے دشمنی کرنا چاہیئے ان سے دوستی نہ کر بیٹھنا جو تمہارے حق میں اچھا نہیں

سوچتے خبر دار ان سے دوستی کا ہاتھ نہ بڑھانا بلکہ ان سے بغض و کینہ رکھنے کا دستور امام جعفر صادق علیہ السلام دے رہے ہیں اور پھر فرماتے ہیں "ھذا ادبنا ادبُ اللہ فخذوا بہ" یہ ہم اہل بیت علیہم السلام کا ادب اور ہماری ثقافت و کلچر ہے اور یہی اللہ کا ادب ہے یعنی وہ بھی دشمنوں سے دشمنی اور ہمارے دوستوں سے دوستی و محبت کرتا ہے لہذا تمہیں چاہیئے کہ ادب الٰہی اور ثقافت اہل بیت علیہم السلام کو مضبوطی سے تھام لو۔

اس خط میں امام صادق علیہ السلام مخالفین کے ساتھ از روئے تقیہ اٹھنے بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں مگر بڑی ہوشیاری کے ساتھ کیوں؟ وجہ امام صادق علیہ السلام کی زبانی سنیے "ولولا ان اللہ تعالی یدفعھم عنکم لبسطوا علیکم" اگر اللہ عزوجل تم سے ان کے شر کو دور نہ کرتا رہتا اور ان کی چالبازیوں اور سازشوں کو ناکام بناتا نہ رہتا تو وہ لوگ تم کو کچل ڈالتے نیست و نابود کر ڈالتے تمہیں قابو میں کر کے ختم کر ڈالتے بس تقیہ کے ساتھ سے ان کے درمیان اٹھو بیٹھو اس لیے کہ ان سے ملکر رہے بغیر چارہ نہیں ہے ان کے دل میں تمہاری طرف سے نفرت ہے بغض ہے بھلے ہی وہ تم سے ہنس کر بات کریں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں " و ما فی صدورھم من العداوۃ والبغضاء اکثر مما یبدون لکم" ان کے سینوں میں تمہارے لیے دشمنی و کینہ اس سے کہیں زیادہ بھرا ہوا ہے جتنا کہ وہ اظہار کر دیتے ہیں۔

شہید ثانیؒ نے آیت کریمہ "ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علمٍ" " گالی مت دو ان کو جن کو یہ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں مبادہ وہ عداوت اور نادانی میں اللہ کو برا کہنے لگیں" کے سلسلہ میں یہ فرمایا ہے کہ غیبت کے امکانات فراہم کرنے والے لوگ بھی غیبت کے گناہ میں شریک ہیں پھر مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں روز جمعہ، نماز جمعہ میں شریک

https://downloadshiabooks.com/

ہونے کے لیے غسل جمعہ، مستحب ہے، ناخن کاٹنا، مستحب ہے، مونچھ تراشنا، مستحب ہے بال کاٹنا ، مستحب ہے اور دیگر مستحبات کا حکم ہے جس طرح ایک بادشاہ کے پاس جانے کے لیے تمام تر نظافت و زینت کے ساتھ حاضر ہوا جاتا ہے اسی طرح بارگاہ خداوندی میں جس قدر زیادہ توقع لیکر جا رہا ہو اسی حساب سے زیادہ تیاری کے ساتھ حاضر ہونا چاہیئے اور دربار خداوندی میں حاضر مومنین کی اذیت کا باعث بننے والی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے اگر بدبو دار لباس یا جسم کے ساتھ حاضر ہو گا تو لوگ اس کی غیبت کریں گے کیونکہ بدبو کو سبھی ناپسند کرتے ہیں اور اسی طرح اس غیبت میں سب شریک ہو جائیں گے اور پھر اس آیت کریمہ کو ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ غیر خدا کی عبادت کرنے والوں کو تم برا کہو گے تو وہ جہالت میں زبان درازی کرتے ہوئے اللہ کو گالیاں دیں گے مطلب یہ ہے تم سبب بنے ہو کہ اللہ کو جاہل لوگ نادانی و دشمنی میں گالیاں دیں[52]۔

پہلا تبرائی دستور:

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام گہوارے میں تھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ان کے گہوارے کے پاس کھڑے دیر تک امام موسی کاظم علیہ السلام سے سرگوشی فرما رہے تھے امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی یعقوب سراج یہ ماجرا دیکھ رہے تھے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے یعقوب قریب آؤ اور اپنے مولا و آقا (گہوارے میں امام موسی کاظمؑ) کے پاس آ جاؤ اور میرے لال اور اپنے امام سے ملاقات کر لو یعقوب سراج کہتے ہیں کہ حکم امام صادق علیہ السلام کی تعمیل کرنے کے لیے میں گہوارہ امام کاظم علیہ السلام سے قریب ہوا اور

52۔ رسائل الشھید الثانی، ص ۱۶۲۔

https://downloadshiabooks.com/

گہوارے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو سلام کیا تو امام کاظم علیہ السلام نے بزبان فصیح جواب سلام عطا کیا اس کے بعد مجھ سے فرمایا "اذھب فغیّر اسم ابنتك التی سمّیتھا امس" جاؤ اپنی بیٹی کے نام کو بدل دو جسے تم نے کل رکھا ہے امام کاظم علیہ السلام ابھی بظاہر امام نہیں ہیں کیونکہ امام جعفر صادق علیہ السلام باحیات ہیں لیکن گہوارے سے پہلا حکم اور پہلا دستور صادر فرما رہے ہیں اپنے بابا امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی کو کہ جا کر اپنی بیٹی کا نام تبدیل کر دو اور یہ بھی بتلایا کہ یہ نام تم نے کل ہی رکھا ہے اور تمہارے یہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے مگر جو نام تم نے اپنی بیٹی کے لئے طے کیا ہے وہ اللہ اور اوٴلیاء الٰہی کو ہرگز پسند نہیں ہے مومن کو ہرگز کسی دشمن خدا اور رسولؐ و معصومین علیہم السلام کے نام پر نام نہیں رکھنا چاہیے چہ جائے کہ اس کے کام کو اپنائے اور پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ خود معصومین علیہم السلام اپنے بچوں کے نام سر سخت دشمنان معصومین علیہم السلام کے نام پر رکھیں گے مگر یہ کہ تقیہ کا موقع و محل ہو۔

حضرت امام کاظم علیہ السلام نے نام تبدیل کرنے کی وجہ بھی بتلائی "فانه اسم یبغضه الله" یہ وہ نام ہے جس سے خداوند متعال نفرت کرتا ہے جب خدا نام سے نفرت کرتا ہے تو ان کے کام سے اور ان کے برے کردار سے کس قدر نفرت کرتا ہو گا خداوند متعال تمام محبان اہل بیت علیہم السلام کو دشمنان معصومین علیہم السلام کے منحوس ناموں اور کاموں میں ملوث ہونے سے محفوظ رکھے۔ آمین

جناب یعقوب سراج کہتے ہیں کہ امام کاظم علیہ السلام کا دستور صادر ہوا تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا "انتہ الی امرہ ترشد" اے یعقوب !ولی خدا اپنے مولا و آقا

https://downloadshiabooks.com/

کے دستور کی پابندی کرو حکم کو بجالاؤ دستور کا امتثال کرو کہ اگر تم ایسا کرتے ہو تو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔

ائمہ طاہرین علیہم السلام دشمنان خدا اور رسولؐ کے ناموں سے ہماہنگی تو ناپسند کرتے ہیں ان سے میل بیوہار کو کیا پسند کریں گے، ان کے کرتوت سے کس قدر نفرت کرتے ہوں گے لہذا ہمیں صرف نام سے نہیں بلکہ ان کے کام سے بھی نفرت کرنی چاہیے اور ان سے مصلحتی و تقیہ ای تعلقات سے ھٹ کر کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہیے یاد رہے کہ صدر اسلام کے سر پھرے حکمراں خبیث اول کی منحوس بیٹی "حمیراء" کے نام پر یعقوب سراج نے اپنی بیٹی کا نام رکھا تھا اور یہ بھی یاد رہے کہ اس ملعونہ کا جو اصل نام تھا اس کو بھی نہیں رکھا تھا بلکہ رسول خداؐ کی طرف پسندیدگی کی نسبت دئے جانے والے نام "حمیراء" کے لفظ کو یعقوب سراج نے انتخاب کیا تھا مگر امام کاظم علیہ السلام نے اس نام سے بھی منع کر دیا جس سے دو بات عیاں ہو جاتی ہے ایک تو یہ کہ اس ملعونہ کا بروزن فاحشہ نام، کس قدر منحوس ہو گا اور اس سے عقیدت و محبت کا دم بھرنے والوں سے کس قدر امام کاظم علیہ السلام کو نفرت ہو گی اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا دوسری بات یہ ہے کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا رسول خداؐ از روئے خوشنودی لفظ "حمیراء" استعمال کرتے رہے ہوں یہ کیسے ممکن ہے کہ رسول خداؐ کے ساتویں جانشین اس نام سے اس قدر نفرت و بیزاری کا اظہار کریں، صحابی کی بیٹی کے نام کو بدلوا رہے ہیں اور رسول خداؐ اسی نام کو بخوشی پکار رہے ہوں ہر گز نہیں، یقیناً اس طرح کی روایات یا تو سرے سے باطل ہیں یا پھر رسول خداؐ از روئے خوشی نہیں بلکہ از روئے واقع اسی نام سے پکارتے رہے ہوں کہ تاریخ داں لوگ یہ نہ لکھ دیں کہ بڑی گوری چٹی تھی نہیں حقیقت امر یہ ہے کہ زیادہ تر نجاست میں مبتلا رہتی تھی اور چہرہ بھی گورا نہیں سرخ رہتا تھا جو قابل تعریف نہیں

https://downloadshiabooks.com/

بلکہ تنقیص کا باعث ہے اور حقیقت میں خوبصورت رہی بھی ہوے ن بھی منحوس کردار اور حجت خدا سے لڑنے والی ''باغیہ'' سے اظہار محبت کیسی ؟

بہر حال یعقوب سراج اپنے گھر لوٹے اور اپنی بیٹی کا نام تبدیل کر دیا جس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ دشمنان خدا او دشمنان معصومین علیہم السلام سے نام میں بھی ہمآہنگی نہیں ہونی چاہیے کام میں یکسانیت اور اتفاق و اتحاد تو بڑی دور کی بات ہے اور اسی روایت کی بدولت ہمیں بھی یہ پتہ چلا کہ حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام نے گہوارے سے کون سا دستور امامت پہلے پہل صادر فرمایا ہے حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے چاہنے والوں کو ہرگز مخالفین کے نام، کام اور انجام سے سے کوسوں دور رہنا چاہیے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۳۳

وقیعہ کے معنی گالی دینا، غیبت کرنا، عیب لگانا تین معنی وقیعہ کے ذکر ہوئے ہیں گالی چونکہ اہل بیت علیہم السلام نے خود منع کر دی ہے تو ان کے الفاظ میں استعمال وقیعہ کو گالی سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا مگر برا بھلا اور لعن طعن کا معنی لیا جائے گا غیبت وہ حرام کام ہے جس سے اہل بیت علیہم السلام نے خود سختی کے ساتھ منع کیا ہے لہذا ان کے کلام میں استعمال شدہ ''الوقیعہ'' کا غیبت کرنا معنی نہیں ہو سکتا لیکن سامنے والا اس قدر فاسق و فاجر ہو کہ اس کی غیبت، غیبت نہ رہ جائے تو پھر وقیعہ کا معنی غیبت کے بجائے ملامت و سرزنش لیا جائے گا کسی مرد مومن کو تہمت دینا اس پر غیبت لگانا اس کے اوپر افتراء پردازی کرنا اہل بیت علیہم السلام نے سختی سے منع کیا ہے تو پھر ان کے کلام سے یا ان کی شان میں ذکر کلمہ وقیعہ کا ترجمہ عیب جوئی یا عیب تراشی نہیں کیا جائے گا بلکہ یا تو طرف مقابل مومن نہیں ہے یا پھر وہ اس قدر منحوس ہے کہ اس کے سلسلہ میں عیب عیب نہیں بلکہ حقیقت ہے جسے برملا ہونا چاہیے اور اس کی ترویج و تشہیر ہونی چاہیے تاکہ دوسرے لوگ دھوکہ نہ کھائیں اور اس کی بعض اچھائیوں کے جال میں نہ پھنس جائیں۔

حبہ بن جوین کا بیان ہے کہ ایک شخص نے سعد بن ابی وقاص، عمر سعد ملعون کے باپ سے آکر کہا کہ ''ان علی ابن ابی طالب یقع فیك'' حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام تمہاری برائی کرتے ہیں تمہیں برا بھلا کہتے ہیں تمہاری سرزنش کرتے ہیں غیبت عیب اور گالی کا ترجمہ یہاں ممکن نہیں ہے تم پر لعن طعن کرتے ہیں تم سے تبراء کرتے ہیں تم سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں یہ سب ترجمہ درست ہیں اس نے برائی و بیزاری کی وجہ بھی بیان کی وہ کہتا ہے ''

https://downloadshiabooks.com/

لتخلفك يوم الجمل" اس لیے کہ تم نے جنگ جمل کے دن حضرت علی علیہ السلام کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور ام المومنین سے جنگ کرنے کے لیے باہر نہیں نکلے تھے اس لیے علی ابن ابی طالب علیہ السلام تمہاری مذمت کرتے ہیں تمہاری سرزنش کرتے ہیں تم سے نفرت و برائت کا اعلان کرتے ہیں سعد بن ابی وقاص کوئی دلیل، کوئی مناسب توجیہ، کوئی معقول عذر نہیں پیش کر سکا اور نہ ہی پلٹ کر مولا کی شان میں کوئی جسارت کر سکا بلکہ اپنے اقدام کی شخصی رائے اور خواہ مخواہ کی باتیں بنا کر مولا کا قصیدہ پڑھنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اپنی حرص و طمع اور واہ واہی کا خواہاں ہوتے ہوئے بولتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو تین ایسی خصوصیتیں حاصل ہیں کہ ان میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہو جاتیں تو میرے لیے دنیا و مافیھا سے زیادہ پسندیدہ تھیں، اے عقل کے اندھے جب تو جانتا ہے کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ایسی خصوصیت کے حامل ہیں تو ساتھ دیکر دین کا بول بالا کرنے اور باطل کو ٹھکانے لگانے میں مددگار کیوں نہیں بنا؟!

ان تین خصلتوں میں سے ایک یہ کہ غدیر خم میں رسول خداؐ نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو مولا بنایا اور اعلان کر دیا کہ خدایا جو علیؑ سے دوستی و مودت کرے تو اس سے محبت کر اور جو ان سے دشمنی و عداوت کرے تو اس کا دشمن ہو جا، اے عقل کے اندھے سعد ابن ابی وقاص، جمل میں مولا کا ساتھ نہ دے کر تو کون سی دوستی نبھا رہا تھا؟ کیا علی ابن ابی طالب علیہ السلام ،رسول خداؐ کی طرح تیرے مولا و آقا نہیں تھے تو نے اپنے مولا و آقا کی بات کیوں نہیں سنی یا ام

https://downloadshiabooks.com/

المومنین کے خلاف تیرے اندر جنگ و جدال کی قدرت وطاقت ہی نہیں تھی یا کچھ اور دال میں کالا تھا[53]۔

تبرا، مومن کی علامت:

بغض و کینہ بذاتہ ناپسندیدہ عمل نہیں ہے بلکہ اپنے متعلقات کے اعتبار سے کبھی کبھی پسندیدہ عمل کہلاتا ہے ہو سکتا ہے کہ بغض و کینہ اور عداوت و دشمنی محبوب ترین فعل اور پسندیدہ ترین شخص کی علامت بن جائے خاندان سید المرسلینؐ نے بھی یہ حسین و جمیل کام خود بھی کیا ہے اور حکم بھی دیا ہے بلکہ اس عمل کو پکے مومن کی علامتوں میں سے ایک علامت ونشانی قرار دیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں" ثلاث من علامات المومن" مومن و صاحب ایمان و ایقان کی بہت سی علامتوں میں سے تین علامتیں یہ ہیں کہ وہ اللہ کے سلسلہ میں علم و دانش سے مالا مال ہوتا ہے خدا کی ذات و حقیقت کو تو درک نہیں کیا جا سکتا لیکن مومن کو چاہیے کہ اس کے اوصاف حمیدہ وصفات جمیلہ کی شناخت رکھے، اس کی نعمتوں کا تذکرہ کرے اور مدح و ثناء خالق میں کوتاہی نہ کرے اور اللہ کے سلسلہ میں علم رکھنا اس کی معرفت رکھنا مومن کی علامت ہے اور اس کے صاحب ایمان ہونے کی نشانی ہے۔

دوسری علامت یہ ہے کہ اسے کن کن لوگوں سے دوستی کرنا چاہیے وہ کون کون سے لوگ ایسے ہیں کہ جن سے الفت مودت اور محبت کرنی چاہیے یعنی محبان خدا و دوستان الہی کے اسماء وصفات سے بھی واقف ہونا چاہیے کیونکہ جس سے دوستی رکھنی ہے اگر اس کی معرفت و شناخت

53۔ مناقب ابن سلیمان کوفی، ج ۲، ص ۱۵۱۔

https://downloadshiabooks.com/

سے ہی انسان بے بہرہ ہو تو یہ ایمان کی علامت نہیں ہے اِیمان کی نشانی یہ ہے کہ جس سے دوستی رکھنی ہے جس سے دل لگانا ہے جس پر شیفتہ و فریفتہ ہونا ہے ان کے حالات زندگی ان کے کرامات ،فضائل و معجزات اور ان کے افکار و خیالات سے واقفیت رکھے خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ انبیاء و مرسلین اور محمد و آل محمد علیہم السلام کی معرفت رکھے صرف دعوائے محبت کافی نہیں ہے فضائل و معجزات آل محمد علیہم السلام اور ان کے حالات زندگی سے واقفیت بھی ضروری ہے تب جاکر محبت ومودت صحیح معنی پیدا کرے گا اور مومن واقعی کہلائے گا۔

تیسری علامت یہ ہے کہ ان ان مردوں اور ملعونوں کے حالات زندگی اور اب کے کرتوتوں سے آگاہ ہو جن سے مومن کو بغض و کینہ رکھنا ہے کیونکہ بغض و دشمنی صرف زبانی بر عمر لعنت نہیں ہے بلکہ جن جن سے دشمنی کرنا ہے جن جن کو لعن وطعن کرنا اور جن جن پر تبراء کرنا ہے انکی سوانح حیات ، واقعات اور کرتوت سے آشنائی بھی ہونی چاہیے حضرات اہل بیت علیہم السلام یہ چاہتے ہیں کہ مومن صرف ہماری خوبیوں سے ہی آشنا نہ رہے بلکہ ہمارے دشمنوں کی برائیوں ان کی منحوس زندگی اور شر و شرارت سے بھری گندی زندگیوں اور انکے ناہجار حالات سے بھی واقف ہو صاحب ایمان کے ایمان کی علامت یہ ہے کہ ظالموں، جباروں اور دشمنان خدا و رسول خداؐ اور دشمنانِ اہلبیت علیہم السلام کی تاریخ کے اوراق الٹے، دیکھے کہ ان خبیثوں نے کیا کیا جرائم کیے ہیں اور خاص طور سے اہل بیت علیہم السلام پر کیا کیا مصائب و آلام ڈھائے ہیں ان سے واقف ہو[54]۔

54۔ بحار الانوار، ج٦٦، ص٢٤٦۔

https://downloadshiabooks.com/

دشمن شناسی لازم ہے:

گویا امام جعفر صادق علیہ السلام فرمانا چاہتے ہیں کہ صرف ہماری حیات و کرامات سے واقفیت کافی نہیں ہے طائر ایمان کے پر پرواز کو اڑان بھرنے کے لیے دو پروں کی ضرورت ہے اور دوسرا پر پرواز ہمارے دشمنوں کے حالات انکے کرتوت اور ان کی خباثتوں سے آگاہی رکھنا ہے دوسرے لفظوں میں تبرا دوسرا پر پروازِ ایمان ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے دشمن اول ابلیس سے لیکر آخری دشمن سفیانی تک کے حالات سے واقفیت کا اشارہ دیا ہے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوند متعال کا ارشاد گرامی ہے کہ میں نے اپنے بندوں پر دس فریضے لازم و واجب کیے ہیں اور اگر ان دس فریضوں کی شناخت جس بندے کو حاصل ہو جائے وہ بہشتی ہو جائے گا جن میں سے چھٹی چیز جس کی شناخت بہشتی بننے میں لازم ہے وہ یہ ہے کہ میرے دشمن ابلیس اور اس کے چیلوں کی معرفت یعنی شیطان اور اس کے منحوس شاگردوں کے ہتھکنڈوں اور بہکانے کے طریقوں سے واقفیت جنت میں داخلے کی شرط ہے۔

ہمیں تاریخ ابلیس سے واقف ہونا چاہیے ہمیں اس کے چیلوں کی چالبازیوں سے آشنا ہونا چاہیے ہمیں صرف یہ جان لینا کافی نہیں ہے کہ ابلیس بھی کوئی موجود ہے نہیں بلکہ اس کی حقیقت اور سوانح حیات اور اس کے گمراہ کن حربوں سے واقفیت بھی رکھنی چاہیے یہ حدیث قدسی آشکار کر رہی ہے کہ ہمیں ابلیس نامہ بھی پڑھنا چاہیے اور صدر اسلام سے لیکر ہمارے زمانہ تک کون کون ابلیس کا چیلا رہا ہے اور کون کون شیاطین و ابلیس کی نمائندگی کرتے ہیں ان سب سے آشنائی جنتی بننے کی شرط ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام صادق علیہ السلام کے الفاظ ملاحظہ ہوں فرماتے ھیں " السادسة معرفة عدوی ابلیس و ما کان من ذاته واعوانه' صرف میرے دشمن ابلیس کی معرفت کافی نہیں ہے بلکہ اس کے مدد گاروں قابیل سے لیکر نمرود و شداد فرعون وہامان وغیرہ سے ہوتے ہوئے خدا و رسول ؐ اور معصومین علیہ السلام کے دشمن، خلفاء جور، حکام بنی امیہ و بنی عباس سب کے کچے چٹے سے واقفیت مومن کی علامت اور جنت میں داخلے کی شرط ہے صرف تولا اور ولایت و معجزات و کرامات اولیاء سے آشنائی کافی نہیں ہے بلکہ تبراء کا بھی درس ہونا چاہیے خبثاء کی بھی تاریخ پڑھنی چاہیے اور دشمن اوّل ابلیس سے لیکر اس کے تمام اعوان و انصار کے کرتوت سے آگاہی ضروری ہے[55]۔

جناب سیدہ علیہا السلام نے چالیس دن تک انصار و مہاجرین کے دروازوں پر جا کر نصرت طلب کی ہے مگر کسی نے مدد نہیں کی علامہ مجلسیؒ نے کتاب اختصاص سے ایک روایت نقل کی ہے جسکے قائل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں اس روایت میں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جناب رسول خدا ؐ نے فدک حوالے کرتے وقت باقاعدہ طور جناب ام ایمنؒ سے کہا تھا " یا ام ایمن اشھدی و یاعلی اشھد" مگر عمر ملعون نے جناب ام ایمنؒ کو ایک عورت کہہ کر کہ ٹھکرادیا اور مولا علی علیہ السلام کو یہ کہہ کر علی تو اپنی ہی روٹی سیکیں گے یہ کہہ کر ٹھکرادیا تھا جناب سیدہ علیہا السلام اس وقت ایک بد دعا کرتی ہوئے باہر تشریف لائی تھیں " اللھم انھما ظلما ابنة نبیك حقھا فاشدد وطآتك علیھما" خدایا ان دونوں ظالموں نے تیرے نبی ؐ کی بیٹی کے حق کو چھین لیا ہے لہذا پالنے والے تو ان دونوں کو سختی کے ساتھ شدت کے ساتھ کچل دے روندھ دے۔

55۔ بحار الانوار، ج٦٦، ص ١٣۔

https://downloadshiabooks.com/

جناب سیدہ علیہا السلام کی بد دعا درگاہ خدا میں اسی طرح مقبول و مستجاب ہے جس طرح ان کی دعائیں مستجاب ہیں ہم آپ ان کتوں پر لعن طعن اور تبراء کر کے جناب سیدہ علیہا السلام کی بد دعا کی استجابت کی علامت اور خدا کی نیابت میں ان ملعونوں کو ابھی لفظوں لعنتوں سے روندھ رہے ہیں کچل رہے ہیں حجت خداؑ کو آنے دیجیے پیروں سے بھی کچلیں گے روندھیں گے اور جناب سیدہ علیہا السلام کی مقبول بد دعا کو عملی جامہ پہنائیں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ چالیس روز تک جناب سیدہ علیہا السلام کو سوار کر کے امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کو لیکر امیر المومنین علیہ السلام ایک ایک دروازے پر نصرت طلبی کے لیے جاتے ہیں اور جناب سیدہ علیہا السلام کہتی ہیں "یا معاشر المهاجرين والانصار! انصروا الله وابنة نبيكم" اے گروہ مھاجرین و انصار! تمہیں کیا ہو گیا ہے اللہ کی مدد کرو اور دختر رسول اللہؐ کی مدد کرو پہلا فقرہ "انصروا الله" اللہ کی مدد کرو جناب سیدہ علیہا السلام اعلان کر رہی ہیں کہ میری مدد صرف میری مدد نہیں ہے بلکہ رسول خداؐ اور اللہ کی مدد ہے اگر تم میری مدد کرو گے تو خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثبات قدمی عطا کرے گا مگر بقول امام جعفر صادق علیہ السلام "فما اعانها احد ولا اجابها ولا نصرها" کسی ایک بھی مہاجر و انصار نے حضرت زھراء علیہا السلام کی مدد نہیں کی مدد تو دور کی بات ہے صدائے زھراء علیہ السلام پر کسی نے لبیک تک نہیں کہا ظاہراً اکتالیسویں دن جناب سیدہ علیہا السلام معاذ بن جبل کے گھر پہنچ گئیں آپ نے معاذ سے کہا "یا معاذ بن جبل انی قد جئتك مستنصرة" اے معاذ میں تیرے پاس نصرف طلبی کے لیے آئی ہوں یہ کہہ کر جناب سیدہ علیہا السلام نے معاذ بن جبل کو ایک واقعہ اور حقیقت کی طرف متوجہ کیا آپ نے فرمایا معاذ تجھے کیا ہو گیا ہے تو نے رسول خداؐ سے بیعت

https://downloadshiabooks.com/

کرتے وقت کس عنوان سے بیعت کی تھی "قد بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ان تنصرہ و ذریتہ" تو نے رسول خداؐ سے صرف ان کی مدد کے لیے نہیں بلکہ ان کی ذریت و اولاد کی نصرت پر بیعت کی تھی اور وہ بیعت بھی کیسی کہ تیرا دفاع رسول خداؐ اور ان کی ذریت سے ٹھیک ویسا ہی ہو گا جیسا کہ تو اپنی اولاد کے دفاع میں ڈٹ جاتا ہے اور اپنا دفاع کرتا ہے اے معاذ ابو بکر نے فدک غصب کر لیا ہے میرے وکیل کو فدک کے علاقہ سے نکال باہر کر دیا ہے۔

معاذ ملعون بولا "فمعی غیری" کیا میرے ساتھ آپ کے دفاع میں کوئی اور دوسرا بھی ہے جناب سیدہ علیہا السلام نے صاف لفظوں میں کہہ دیا "لا ما اجابنی احد" نہیں میں نے بہت سے لوگوں اور مہاجرین و انصار سے نصرت طلب کی ہے کسی نے میری آواز پر لبیک نہیں کہا ہے میری کسی نے مدد نہیں کی ہے آج میں تیرے دروازے پر آئی ہوں مدد طلب کرنے کے لیے معاذ بولا تو پھر بھلا میں اکیلے آپ کی مدد کیسے کر سکتا ہوں بس یہ جملہ معاذ کے منہ سے نکلا تھا کہ جناب سیدہ علیہا السلام اٹھ کھڑی ہوئیں اور ایک جملہ زبان اقدس پر جاری کرتی ہوئی باہر نکل آئیں معاذ کا جوان بیٹا اسی وقت گھر میں داخل ہوا اس نے گھر میں داخل ہوتے ہی باپ سے پوچھ لیا کہ دختر رسول خداؐ کس سلسلہ میں آپ کے پاس آئی تھیں معاذ نے ابو بکر نے فدک غصب کر لیا ہے اسے واپس دلانے میں مجھ سے مدد مانگنے آئی تھیں بیٹے نے کہا تو آپ نے کیا جواب دیا معاذ بولا کہ میں نے کہہ دیا کہ میں ایک اکیلے کس طرح آپ کی نصرت کر سکتا ہوں بیٹے نے پھر تکرار کرتے ہوئے پوچھا کہ آپ نے انکی نصرت کرنے سے گویا انکار کر دیا معاذ نے کہا ہاں! بیٹا بولا کہ اس پر دختر رسول خداؐ نے آپ سے کیا کہا معاذ نے کہا کہ خدا کی قسم کھا کر یہ کہا اور چلی گئیں "واللہ لا نازعتك الفصیح من راسی حتی ارد علی رسول اللہ" بخدا قسم آج کے بعد تو میرے ذھن سے ایک جملہ

بھی نہیں سنے گا یعنی میں تجھ سے آج کے بعد بات نہیں کروں گی یہاں تک کہ رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچ جاؤں۔

معاذ بن جبل کا بیٹا محب زھراء علیہا السلام تھا مولائی تھا باپ کو مخاطب کر کے جناب سیدہ علیہا السلام کے جملہ کو دہراتا ہوا گھر سے باہر نکل جاتا ہے بخدا قسم میں بھی تجھ سے گفتگو نہیں کروں گا یہاں تک کہ جناب رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچ جاؤں" اذلم تجب ابنة محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" اس لیے کہ تو نے دختر رسول خداؐ کی آواز پر لبیک نہیں کہی ہے[56]۔

56۔ بحار الانوار، ج۲۹، ص ۱۹۲۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۳۴

حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام نے زندگی کے تمام مراحل کے لیے احکام بیان کیے ہیں اور کوئی شعبہ زندگی احکام شریعت سے خالی نہیں ہے پھر یہ کیسے تصور کیا جاسکتا ہے کہ دشمنوں سے تعامل کے لیے ان بزرگواروں نے کوئی حکم بیان نہیں کیا ہو گا قرآن مجید میں متعدد آیات اور اقوال معصومین علیہم السلام میں سیکڑوں احادیث اس گوشہ حیات سے متعلق موجود ہیں اور ائمہ طاہرین علیہم السلام نے عملی طور پر اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے دشمن خدا و دشمن اؤلیاء خدا سے نہ صرف نفرت ہونی چاہیے بلکہ عملی طور پر بھی ان سے دوری ہونی چاہیے اور حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام نے دشمنان خدا و دشمنان اؤلیاء خدا سے عملی طور پر نفرت و بیزاری کا اعلان اور ان کے اوپر تبراء کیا ہے۔

سبط ابن جوزی معروف سنی عالم ہیں جنہوں نے ۶۴۰ھ میں وفات پائی ہے ان کی معروف کتاب تذکرۃ الخواص ہے جس کے صفحہ ۱۰۲ پر لکھتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام بھرے مجمع میں سب کے سامنے اپنے قنوت میں پوری ٹیم پر جو کہ مستحق لعنت و تبرا تھی لعنت بھیجا کرتے تھے اور سبط ابن جوزی نے ان ملاعین کے نام بھی گنوائے ہیں معاویہ، عمرو ابن عاص، ابو الاعور سلمی، حبیب بن مسلمۃ فھری، عبد الرحمن بن خالد بن ولید، ضحاک بن قیس فھری، ولید بن عقبہ نیز ان کے علاوہ بہت سے منافقین اور بنی امیہ کے طلقاء کو شامل لعنت و تبراء کیا کرتے تھے۔

https://downloadshiabooks.com/

حبر الامۃ ترجمان القرآن ممدوح خاص و عام حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام دعا صنمی قریش کو نماز شب کے قنوت میں پڑھا کرتے تھے میں نے یہ دعا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو قنوت میں پڑھتے ہوئے سنا ہے پھر ابن عباسؓ نے دعا صنمی قریش کو شیعیان آل محمد علیہم السلام کے درمیان نقل و نشر فرمایا ہے۔

اس کے بعد سے یہ دعا ہر بزم و محفل میں نقل ہونے لگی علامہ شیخ قیس بہشت عطار کا کہنا ہے کہ یہ دعا دشمنان آل محمدؐ کے سلسلہ میں تبرا و برائت کے اہم مطالب پر مشتمل ہے خاص طور سے قریش کے دو بت یعنی ابو بکر و عمر اور ان کے حوالی موالی کے کرتوت پر مشتمل ہے پھر علامہ قیس فرماتے ہیں کہ "فانهما و اتباعهما اساس کل ما جری من مصائب و بلایا و اهتضام لآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" اس لیے کہ وہی دونوں اور ان دونوں کے پیروکار ان تمام مصائب و آلام اور حق محمد آل محمدؐ کے غصب ہونے کی بنیاد رکھنے والے ہیں اور آج تک جو موالیان آل محمدؐ پر مصائب و آلام توڑے جا رہے ہیں ان کی جڑ وہی دونوں ملعون ہیں۔

اس دعا کی دسیوں شرحیں لکھی گئی ہیں جن میں سب سے پرانی اور تفصیلی شرح علامہ سفرویہ کی ہے جن کا پورا نام عماد الدین اسعد اصفہانی تھا اور کنیت ابو السعادات تھی آپ سید اجل سید ابن طاؤسؒ کے استاد تھے اور سید نے آپکی بڑی مدح کی ہے ابن طوفی نے علامہ سفریہ اسعد اصفہانی زبردست شاعر، شعر شناس اور لغات عرب پر مہارت رکھنے والا بتلایا ہے اور بڑا ادیب گردانا ہے آپ نے زندگی کے آخری پانچ سال بغداد میں گزارے ۶۳۵ھ میں بغداد آئے اور ۶۴۳ھ میں وفات پائی، شاگردوں میں تین عظیم شخصیتیں قابل ہیں۔(۱) سید رضی ابن طاؤس ۶۶۴ھ (۲) خواجہ نصیر الدین طوسی ۶۷۲ھ (۳) کمال الدین میثم بحرانی ۶۷۹ھ۔

ایک اور بزر گوار جنہوں نے تبرائیات کے اوپر بڑا زبر دست کام کیا ہے علامہ عماد الدین طبر سی امامی ہیں اس بزر گوار نے بڑی کتابیں لکھی ہیں اور خاص طور سے تولا و تبراء کے اوپر اور امامت معصومین علیہم السلام کو ثابت کرنے کے لیے کتاب اسرار الامامة، الکفایة فی الامامة اور جوامع الدلائل والاحوال فی الامامة آل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تالیف فرمائی ہے اس کے باوجود ان کا دل نہیں بھرا اور حضرات محمد و آل محمدؐ کے فضائل و معجزات اور کرامات کے اوپر ایک اور کتاب تالیف فرمائی اور اس کا نام مناقب الطاہرین رکھا۔

عماد الدین طبر سی خواجہ طوسی، محقق حلی صاحب الشرائع اور علامہ حلیؒ کے ہم عصر تھے فقہ و احادیث اور اصول دین و مذہب پر بھی کئی کتابیں لکھی ہیں لیکن دفاع از مذہب تشیع و اہل بیت علیہم السلام پر ان کی کتب پر جتنا ناز کیا جائے کم ہے علامہ عماد الدین طبری شیعی کے دونوں پر پرواز برابر سے قوی تھے انہوں نے تولا پر بھی خوب کام کیا اور تبراء پر داد سخن دیا ہے خود اپنی کتاب الکافی فی السقیفہ کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں کہ " لما الّفت کتبی فی مناقب الطاهرین وهی بمجموعها فی التولی" "میں نے حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کے مناقب و فضائل پر کئی کتابیں لکھی ہیں اور وہ سب کی سب تولی و ولایت اور بڑی عقیدت و مودت کا مظہر ہیں لہذا " لزمنی من ذلك ان اکتب کتباً فی التبری" تو ضروری ہوا کہ میں چند کتابیں تبراء و برائت کے سلسلہ میں بھی تالیف کروں۔

جناب شیخ عباس قمیؒ صاحب مفاتیح الجنان اس مقام پر حاشیہ لگاتے ہوئے فرماتے ہیں " و کلا الکتابین هما بمثابة السیف والرمح علی المخالفین " علامہ عماد طبریؒ کی دونوں کتابیں یعنی مناقب الطاہرینؑ بھی اور کامل البھائی بھی مخالفین کے اوپر لہراتی ہوئی تلوار اور حملہ آور نیزہ

https://downloadshiabooks.com/

ہے جناب شیخ عباس قمیؒ صرف مدح نہیں کر رہے ہیں بلکہ اپنا مافی الضمیر بھی اس تعریف کی آڑ میں آشکار کر رہے ہیں اور کیوں نہ ہو شیخ عباس قمیؒ صرف تولائیات والے نہیں ہیں انہوں نے تبرائیات کے اوپر بھی زبر دست کام کیا ہے منتہی الآمال کو ہم صرف دو جلدوں پر مشتمل سمجھتے ہیں لیکن علامہ شیخ عباس قمیؒ نے تتمۃ المنتھی بھی لکھی ہے جس میں اپنی تبرائیات کے جلوہ دکھائے ہیں میں نے اس کتاب کو خوب پڑھا اور استفادہ کیا ہے تتمۃ المنتھیٰ ایام عید زھراء سلام اللہ علیھا میں پڑھنے اور نقل کرنے کے لائق ہے۔

جناب شیخ عباس قمیؒ عماد الدین طبریؒ کے حالات زندگی کو رقم کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس عظیم الشان انسان نے کامل البھائی کی تالیف ہے ۶۷۵ھ میں فراغت حاصل کی ہے مگر مجھے ان کی وفات اور محل قبر کا علم نہیں ہے حالانکہ اس قدر بزرگ عالم دین کی تاریخ وفات اور محل قبر کیونکر مبہم رہ گئی جائے تعجب ہے کتاب کامل بھائی ۱۲ سال کی مدت میں تالیف کی گئی ہے اور اس کتاب کے مطالب سے پتہ چلتا ہے کہ علامہ عماد الدین طبریؒ کے پاس تالیف کے وقت کتاب "فعلت فلاتم" جو کہ مثالب دشمنان محمد و آل محمد علیہم السلام ہے اور جس کے مؤلف علامہ ابو الجیش مظفر بن محمد خراسانی شیعی متکلم ہیں لگتا ہے کہ ان کے پاس یہ کتاب موجود تھی اسی طرح کتاب الحاویۃ جو کہ معاویہ کے کرتوت پر مشتمل ہے اور جس کے مؤلف سنی مگر دشمن معاویہ انسان جناب قاسم بن محمد ماموئی تھے موجود تھی علامہ عماد الدین طبریؒ بہت بڑے مناظر بھی تھے بروجرد میں انہوں نے مناظرات کیے ہیں۔

ٹھنڈی توجیہات:

خبیث ثانی نے منبر رسولؐ پر چڑھ کر براہ راست متعۃ الحج اور متعۃ النساء کو حرام قرار دیتے ہوئے کہا تھا "متعتان کانتا علی عهد رسول الله حلالین و انا احرمهما و اعاقب علیهما" دو قسم کے متعہ زمانہ رسول خداؐ میں حلال تھے میں ان دونوں کو حرام قرار دیتا ہوں اور ان دونوں کے مرتکب ہونے والوں کو سزا دوں گا ہ دیگ سے زیاد چمچہ گرم کے مصداق کچھ لوگ حکم رسول خداؐ کی صریحی مخالفت پر عمر کے قول کو توجیہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ در حقیقت عمر بن خطاب نے حرام تھوڑی کیا ہے وہ ایک مقتدر حاکم اور پاور فل بادشاہ تھے انہوں نے اپنی رعایا کو متعۃ الحج و متعۃ النساء سے محروم کیا ہے اور بادشاہ و سلطان کو حکم حکومتی کے تحت رعایا کو کچھ چیزوں سے محروم کرنا مصلحت کے طور پر جائز ہے۔

جواب یہ ہے کہ اولاً رسول خداؐ کے مباح و جائز کردہ امور سے محروم کرنے والے تم کون ہوتے ہو؟ تمہیں کب رسول خداؐ نے شیطان بنایا تھا حکم حکومتی کہہ کر خوام مخواہ کی توجیہ کرو دوسرے یہ کہ رسول خداؐ کے کلام کو خود عمر نقل کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ زمانہ رسول خداؐ میں حلال تھا حلال کے مقابل میں حرام آتا ہے محروم کا معنی کہاں سے نکلتا ہے تیسرے متعۃ النساء میں مصلحت تراشی کی جاسکتی ہے جیسے کہ ایران میں عمومی اعلان کی اجازت نہیں ہے لیکن متعۃ الحج میں کون سی مصلحت کار فرما ہے کیا عبادتیں اور واجبات کی ادائیگی میں بندوں کو عمل دخل کی اجازت ہے چوتھے اگر متعۃ سے منع کرنے میں کوئی مصلحت ہوتی تو عمر سے پہلے خبیث اول نے یا خود رسول خداؐ نے منع کیوں نہیں کیا اور امام امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنے دور میں کیوں

https://downloadshiabooks.com/

نہیں منع کیا پانچویں وہ کیا مصلحت تھی سوائے اس کے اس کی بہن بن بیاہی ماں بن گئی تھی اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس عمومیت کو لوازم سے آگاہ کیا ہے کہ تو عمر نے اگر متعہ حرام نہ کر دیا ہوتا تو کوئی بھی زنا نہ کرتا مطلب یہ کہ سارے زانیوں کے زنا میں زنازادہ شریک ہے اور اس نے ایسا کیا ہی اس لیے تھے کہ دشمن علی علیہ السلام کی اس کے مانند کثرت ہو جائے۔

https://downloadshiabooks.com/

درس نمبر ۳۵

انہونی:

اللہ عزوجل نے فرشتوں کو معصوم خلق فرمایا ہے نہ تو ان کے اندر نفس امارہ ہے جو کہ برائیوں کا دستور دیتا ہے اور نہ ہی شیطان اور اس کے سرکش چیلوں کا ان کے اوپر تسلط قائم ہو سکتا ہے ویسے بھی فرشتے ابلیس کی دشمنی سے واقف ہیں انہوں نے بارگاہ خداوندی سے ابلیس کا بھگایا جانا اپنی نگاہوں سے دیکھا ہے اور اسے قیامت تک کا لعنتی ہوتے ہوئے مشاہدہ کیا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ فرشتے اللہ کے مکرم بندے اور اس کی پاکیزہ مخلوق ہیں کہ جن کے اندر قدرت سے مخالفت کا کوئی عنصر نہیں پایا جاتا اور نہ ہی وہ فرشتے کبھی کوئی ایسی خطا کر سکتے ہیں کہ جس کی بدولت انہیں جہنم رسید ہونے کی دھمکی دی جائے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ لعنت اور تبراء کے باب میں معصومین علیہم السلام نے کتنی شدت و احتیاط برتی ہے اور تبراء و برائت کے باب میں انہونی بھی ہونی فرض کر کے اپنے چاہنے والوں کو شدت سے خبردار کیا ہے کہ کبھی ایسا نہ ہونے پائے کہ ان دونوں ملعونوں کی نسبت تمہارے دل میں نرمی پیدا ہو سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے محو گفتگو ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "**والذی بعث محمداً بالحق**" یہ امام صادق علیہ السلام کی بھاری قسم ہے قسم کا محل و مقام آپ جانتے ہیں اور امام معصوم قسم کھائے یہ بھی بڑی اہمیت کی حامل بات ہے اور پھر مقسم بہ کیا ہے اس کی بھی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے بہر حال امام صادق علیہ السلام نے قسم کھا کر فرمایا ہے "**لو ان جبرئیل و میکائیل کان فی قبلهما شیٔ**" اگر دونوں ملعونوں کی نسبت حضرت جبرئیلؑ و حضرت میکائیلؑ کے دلوں میں ہلکا سا بھی نرم

https://downloadshiabooks.com/

گوشہ ہو "لا کبھما فی النار و علی وجوھھما"، تو خداوند متعال یہ نہیں دیکھے گا کہ یہ دونوں فرشتے ازل سے ابد تک میرے نوکر رہے ہیں انہوں نے ہمیشہ خدمت انجام دی ہے میرے نبیوں کا سہارا رہے میرے ولیوں کے دوست رہے مسلسل خدمات انجام دیتے رہے کتب آسمانی کے پہنچانے میں سید الکتب کے سید الرسل کے پاس لے جاتے میں ان ددنوں فرشتوں کی خدمات نا قابل انکار ہے یہ سب دھرا کا دوھرا رہ جائے گا اگر ان دونوں خبیثوں کے لیے جبرئیل و میکائیل کے دلوں میں نرم گوشہ ملا تو خداوند متعال ان دونوں سید الملائکۃ کو بھی منہ کے بل جہنم میں جھونک دے گا۔

یہ یاد رہے کہ جناب مختار علیہ السلام نے قاتلین امام حسین علیہ السلام سے انتقام میں اپنی توانائی بھر کوئی کوتاہی نہیں کی ہے انہیں اپنے زمانے کے امام کی شناخت تھی غیروں سے زیادہ اہل بیت علیہم السلام کے چاھنے والے تھے ان کے عظیم کام پر معصومین علیہم السلام کی تائید ہے نہ تو انہیں دشمنان اہل بیت علیہم السلام کے قتل میں اور نہ ہی حکومت کے تخت و تاج پر قبضہ کرنے میں کسی شئ سے متھم کیا جاسکتا ہے دشمن دشمن ہے دوست دوست، جناب مختار عنفوان شباب بھی بھلے ہی زبردست مولائی نہ رہے ہوں لیکن اہل بیت علیہم السلام کی چاہت اور محبت میں زندان و قید کی سزا پائی اور بالآخر وہ کر دیا کہ آج تک محبان اہلبیت علیہم السلام کے دلوں کو سکون و قرار ملتا ہے اوران کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔

مگر ایک حدیث کہ جس کا ذیل آپ کے سامنے بیان کیا جا چکا ہے ہمیں ایک مطلب کی طرف رہنمائی کرتی ہے جو بہت زیادہ قابل غور ہے اور وہ یہ ہے کہ جناب مختار کی بہن دوسرے خبیث کی بہو تھی دوسرے لفظوں میں جناب مختار کا سمدھیانا تھا رشتہ داری کی بنیاد پر جناب مختار کے دل میں دونوں ملعونوں کی نسبت نرم گوشہ پایا جاتا تھا اب یہ کس حد تک تھا اور کیا مجبوری تھی یا

https://downloadshiabooks.com/

نازک رشتہ کی بنیاد پر ایسا تھا مگر بقول امام جعفر صادق علیہ السلام ھلکا سا نرم گوشہ تھا اس لیے سماعہ سے بیان کرتے ہوئے امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "انه کان فی قلبه منهما شیء" پھر قسم کھا کر جبرئیلؑ و میکائیلؑ کو مشروط طور پر امام علیہ السلام نے آڑے ہاتھوں لیا ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں قیامت کے دن جناب رسول خداؐ جناب امیر المومنین علیہ السلام جناب امام حسن و امام حسین علیہما السلام جہنم کے کنارے سے گزر رہے ہوں گے ایک جہنمی جہنم سے پکار کے کہہ رہا ہو گا اے اللہ کے رسولؐ میری فریاد کو پہنچیں (تین بار) مگر رسول خداؐ اس کی فریادرسی نہیں کریں گے مصلحت کیا ہے آگے سنیے پھر وہ جہنمی جناب امیر المومنین علیہ السلام کو پکار کر کہے گا اے امیر المومنین علیہ السلام میری فریاد کو پہنچیں (تین بار) مگر امام علی علیہ السلام سنی ان سنی کر دیں گے پھر وہ جہنمی ایک جملہ اضافہ کے ساتھ حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کو پکار کر کہے گا "یاحسین یا حسین یا حسین اغثنی انا قاتل اعدائك" اے حسینؑ اے حسینؑ میری فریادرسی فرمائیں میں آپ کے دشمنوں کا قاتل مختار ہوں۔

اس موقع پر جناب رسول خداؐ اپنا رخ حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف کریں گے اور امام حسین علیہ السلام سے کہیں گے کہ مختار نے ہم سے فریاد کی تھی مگر اے بیٹا حسینؑ مختار نے آپ سے احتجاج کیا ہے دلیل پیش کی ہے اور فریاد کی وجہ ذکر کی ہے بس ادھر رسول خداؐ کا امام حسین علیہ السلام سے یہ بیان ہو گا ادھر روایت کا فقرہ ہے کہ "فینقضّ علیه کانه عقاب کاسر" پھر امام حسین علیہ السلام شکاری باز کی طرح مختار کے اوپر ٹوٹ پڑیں گے "فیخرجه من النار" اورانہیں آتش جہنم سے باہر نکال لائیں گے سماعہ نے سنا مگر کچھ دل کو تسلی نہیں ہوئی اور بول پڑے اے مولا، مختار جیسا عظیم فدائی شیدائی قربان ہونے والا جہنم میں ہو گا! بھلے وہ چند ساعت

https://downloadshiabooks.com/

ہی سہی لیکن کیوں؟ "ولم غذب بالنار وقد فعل ما فعل" آخر انہیں جہنم میں ڈالا ہی کیوں جائے گا جبکہ جو انہوں نے جو کیا ہے وہ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں تب امام صادق علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا کہ نہ تو انہیں کو کسی بے خطا قتل کرنے کرنے کی سزا کے طور پر نہ ہی انہیں اپنے زمانے کے حجت خداؑ کی اجازت جنگ و جہاد نہ حاصل کرنے کی سزا کے طور پر کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے کسی امام یا حجت خدا سے اجازت کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی کسی اور جرم کی سزا کے طور پر بلکہ مختار کو چند ساعت ہی سہی واصل جہنم کیا جائے گا تاکہ امام حسین علیہ السلام انہیں بچائیں اور یہ سزا دل مختار میں ان ملاعین سے نرم گوشہ رکھنے کی وجہ سے ہو گی۔

زخم زبان کاری ہوتا ہے:

تلوار کی کاٹ سے زیادہ کاری زبان کی کاٹ ہوتی ہے جس کو استعمال کرنے کا حکم خود رسول خداؐ نے دیا ہے اور عملی طور پر بھی رسول خداؐ قریش کے اوباشوں کو برا بھلا کہتے تھے اور ان کی بتوں کی نام بنام توہین کرتے تھے اور کفار قریش بہت برا لگتا تھا ایک روز جناب ابو طالب علیہ السلام کے پاس آکر ان لوگوں نے جو شکوہ کیا تھا وہ صرف انہیں بے وقوف کہنے کی حد تک محدود نہیں تھا بلکہ کفار قریش کے بقول کہ تمہارا بھتیجا محمدؐ ہمیں بے وقوف اور نادان تو کہتا ہی ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ "یسب آلھتنا" ہمارے خداؤں کو گالیاں بھی دیتا ہے سب و شتم کو ان لوگوں نے گالی گلوچ سے تعبیر کیا ہے جبکہ رسول خداؐ عام لوگوں کی طرح معاذاللہ گالیاں نہیں بکتے تھے بلکہ بتوں کا مذاق اڑاتے تھے اور یہ بات انہیں سب سے زیادہ لگتی تھی۔

https://downloadshiabooks.com/

آج ہم اگر صحابہ کو رضی اللہ عنھم نہ کہیں تو مسلمانوں کو اتنا برا نہیں لگے گا لیکن ان کی توہین کریں انکے کرتوت کو بر ملا کریں اور ان پر سب و شتم کریں تو یہ بات مسلمانوں کو آگ بگولہ کر دیتی ہے مگر یہ سیرت رسول خداؐ ہے اور دستور صریح رسول خداؐ ہے آپ فرماتے ہیں " اهجوا قریشا فانه اشد علیها من رشق النبل "[57] قریش کی ھجو کرو انہیں برا بھلا کہو ان کے اوپر لعنت کرو نام بنام قریش کے خبیثوں کے کرتوت پر تبراء کرو اس لیے کہ قریش کو یہ عمل تیروں اور تلواروں کے زخم سے بھی زیادہ چبھتا ہے پتہ چلا دشمن کو ویسے ہی جلانا چاہیے جس سے وہ زیادہ جلے بوکھلائے آگ بگولا ہو اس لیے کہ زخم زبان زخم سنان سے زیادہ ہوتا ہے۔

یہ تو تھا رسول خداؐ کا حکم اب جناب امیر المومنین علیہ السلام کا بھی اقدام لعن سن لیں آپ فرماتے ہیں " مالی ولقریش " میرا قریش سے کیا واسطہ ہے توجہ رہے کہ یہ کلام جنگ جمل سے پہلے کا ہے اور رسول خداؐ کی شہادت کے بعد جس سے پتہ لگانا آسان ہے کہ امام علیہ السلام کی مراد قریش سے کون کون خبیث ہو سکتے ہیں فرماتے ہیں " اما واللہ بعد قتلتھم کافرین " بخدا قسم میں نے انہیں ان کی حالت کفر میں مارا ہے اور واصل جہنم کیا ہے " ولا قتلنھم مفتونین " اور عنقریب میں انہیں ان کی حالت آزمائش و امتحان فتنہ وفساد کی حالت میں ماروں گا اس کے بعد امام علیؑ بلا فصل فرماتے ہیں " مالنا الی عائشة من ذنب " ہم ھاشمیوں نے عائشہ کا کیا بگاڑا ہے آخر ہمارا جرم وگناہ کیا ہے جو میرے اور ھاشمیوں کے خلاف آگ اگل رہی ہے اور میرے خلاف لوگوں کو بھڑکا رہی ہے امام علیہ السلام فرماتے ہیں " ما لنا الی عائشة من ذنب الا ادخلناها فی حیزنا "

57۔ کتاب المبسوط، للشیخ طوسی، ج۸، ص۲۲۸۔

https://downloadshiabooks.com/

ہمارا گناہ یہ ہے کہ ہم نے اسکو اپنے گھر میں پناہ دی اور اسے اپنی چار دیواری میں رہنے دیا ورنہ اس کی حیثیت ہی کیا تھی وہ بس ایک عورت بلکہ بیکار رنگ وصورت کی ہی تو تھی۔

امام علی علیہ السلام آگے ارشاد فرماتے ہیں "واللہ لابقرن الباطل حتیٰ یظھر الحق من خاصرتہ" بخدا قسم میں باطل کا پیٹ پھاڑ ڈالوں گا تاکہ حق اس کے پہلو سے باہر نکل آئے اور میں اب کر کے رہوں گا باطل کا پیٹ پھاڑنے کا مقولہ استعارہ ہے حق کو حق باطل کو باطل کشف کر دینا مگر مالک اشتر وغیرہ نے جو سمجھا اس کے مطابق عمل کر ڈالا بقول استاد محترم علامہ محمود الحسن خان صاحب کے اونٹ سے گری تو ازار میں دراڑ آگئی تھی اور وہ مزہ لیکر بیان فرماتے تھے پھاڑنے پھٹنے والی بات جمل میں پیش آئی تھی جس کو قلم بند کرنا مناسب نہیں ہے بہرحال اس روز کے بعد ام المنافقین کی حیثیت سب کو پتہ چل گئی۔

امام امیر المومنین علی علیہ السلام آگے فرماتے ہیں کہ "فقل لقریش فلتضج ضجیجھا"[58] قریش کے اوباشوں سے کہہ دو انہیں جتنا چیختا چلاتا ہے چیخ چلالیں میں پیچھے ہٹنے والا نہیں ہوں میں باطل کا شکم چاک کر کے ہی رہوں گا یہ امیر المومنین علیہ السلام کیلکار اور سیرت ہے کہ دشمن کی چیخ وپکار سے خوف وہراس دل میں نہیں لانا چاہیے جو باطل ہے اسے باطل اور جو حق ہے اسے حق کہنا چاہیے نقصان تو ہوگا مگر اس کا میدان قیامت میں جبران بھی ہوگا۔

ختم شد

نور محمد ثالثی۔ نجف اشرف عراق

58۔ شرح نہج البلاغۃ للمعتزلی، ج۱، ص۲۳۳۔

https://downloadshiabooks.com/

مؤلف کے دیگر آثار

۱	سفط المعرفۃ،۱،۲،۳عربی محاضرات، مطبوع	۲	فقہ العقیدہ، دفتر اول، عربی محاضرات، مطبوع
۳	سفیر ولایت علیؑ، تالیف، مطبوع	۴	احکام خاک شفاء، تالیف، مطبوع
۵	آخری پھول، جلد۳، ۲، ۱ تالیف، مطبوع	۶	خوشبوئے بلاغت، دفتر اول، تالیف، مطبوع
۷	ارمغان کشمیر، دفتر اول، تالیف، مطبوع	۸	شکستہ نگینوں کا دیدار، تالیف، مطبوع
۹	مروان درمیزان قرآن، تالیف، غیر مطبوع	۱۰	معارف آل عمران، تالیف، غیر مطبوع
۱۱	نہج الرشاد (توضیح المسائل)، ترجمہ، مطبوع	۱۲	مرثیہ شریف کاشانی، ترجمہ، مطبوع
۱۳	علم و حکمت، ترجمہ، مطبوع	۱۴	نصائح و تجارب، ترجمہ، مطبوع
۱۵	سلطان العرب والعجم، ترجمہ، غیر مطبوع	۱۶	عقیدہ موت کے تربیتی آثار، ترجمہ، مطبوع
۱۷	سربراہ خواتین، ترجمہ، مطبوع	۱۸	حکمت جاودانی، ترجمہ، مطبوع
۱۹	مواعظ شافیہ، ترجمہ، غیر مطبوع	۲۰	آفاق ولایت، ترجمہ، مطبوع
۲۱	سربراہ انسانیت، ترجمہ، غیر مطبوع	۲۲	طرفدران معاویہ کو نصیحت، ترجمہ، مطبوع
۲۳	شفاء در تربت کربلا، ترجمہ، مطبوع	۲۴	حج و عمرہ، ترجمہ، مطبوع
۲۵	سنہرا خط، ترجمہ، مطبوع	۲۶	سربراہ مسلمین جلد ا، ترجمہ، مطبوع
۲۷	مصلح اعظم، ترجمہ، غیر مطبوع	۲۸	خدا کا مہینہ، ترجمہ، مطبوع
۲۹	دروس العقائد، دفتر اول و دوم، تالیف، مطبوع	۳۰	دنیا و آخرت، ترجمہ، مطبوع

https://downloadshiabooks.com/